أَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ ۔ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا تَرَكَ الْوَالِدٰنِ وَالْاَقْرَبُوْنَ مِمَّا قَلَّ مِنْهُ اَوْ كَثُرَ ؕ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا

میراث

کا آسان حساب

اس کتاب میں میراث کے سوالات حل کرنے کے صرف تین قواعد، تمام ذوی الفروض کا ایک ٹیبل، ایک شجرہ عصبات، مناسخہ کا طریقہ ذوی الارحام کا ٹیبل، اصولی مشقی سوالات جن کی مدد سے تمام ورثاء کے احوال آسانی سے سمجھے جاسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ 175 حل شدہ مثالیں جن میں میراث کی مشہور کتاب "السراجی فی المیراث" کی مثالیں بھی جدید ریاضی کے آسان طریقے سے حل کر کے شامل کی گئی ہیں۔

تصنیف

ڈپٹی چیف انجینئر

حضرت شیخ سید شبیر احمد کاکاخیل صاحب دامت برکاتہم

خلیفہ مجاز حضرت صوفی محمد اقبال مدنیؒ و دیگر اکابر رحمۃ اللہ علیہم

ادارہ اشاعت

خانقاہ رحمکاریہ امدادیہ راولپنڈی، پاکستان

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنِ ۔اَلصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلیٰ خَیْرِ الْبَرِیَّۃِ مُحَمَّدٍ وَ عَلیٰ آلِہٖ وَ صَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنِ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ آلِہٖ وَسَلَّم تَعَلَّمُوا الْفَرَائِضَ وَ عَلِّمُوْھَا النَّاسَ فَاِنَّھَا نِصْفُ الْعِلْمِ۔(علم میراث سیکھواور اس کو لوگوں کو سکھاؤ کیونکہ یہ نصف علم ہے)

علم المیراث کتنا اہم ہے اس کو جاننے کے لئے قرآن اور یہ حدیث شریف کافی ہے جس علم کے بارے میں فرمایا جائے کہ اس سے محروم عالم کی مثال بغیر چہرے کے سر کی طرح ہے۔اس کے بعد سوچنے کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ بات صرف عمل کی ہے اور اس علم کے سیکھنے کی ہے۔عمل تو اس پر کرنا ہی ہے کہ اس پر عمل نہ کرنے میں دونوں جہاں کا خسارہ ہے۔ایک صحیح حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ بعض لوگ تمام عمر اطاعت خداوندی میں مشغول رہتے ہیں لیکن موت کے وقت میراث میں وارثوں کو ضرر پہنچاتے ہیں (یعنی بلا وجہ کسی حیلے سے اپنے وارث کو میراث سے محروم کردیتے ہیں یا ان کا حصہ کم کردیتے ہیں) ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ سیدھا دوزخ میں پہنچا دیتا ہے۔اللہ تعالیٰ اس سے ہم سب کو بچائے۔آمین۔

جہاں تک میراث کے علم کا تعلق ہے وہ آسان ہے لیکن مشکل بن گیا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے بزرگوں کے الفاظ کو تو محفوظ رکھا لیکن ان کی منشاء کو نہیں پا سکے۔ان بزرگوں نے اپنے وقت میں بہترین الفاظ میں اس علم کو سمجھایا تھا اور ان کی یہ کوششیں ہمارے لئے مشعل راہ ہیں لیکن اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ ہم ان ہی الفاظ میں آج کل کے طلباء کو بھی اس علم کے پڑھانے پر زور دیں۔ کیونکہ نہ تو وہ ماحول ہے نہ وہ ریاضی آجکل موجود ہے اور نہ ہی وہ سریع الانتقال ذہن جس سے مسئلہ تشبیب میں بلاغت کے کمال کے ساتھ فن سیکھنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو۔نہ علوم کو حاصل کرنے کا وہ شوق ہے،اور نہ دین کی خدمت کا وہ جذبہ۔اب تو امت کے حال پر رحم کا تقاضا یہ ہے کہ علوم کو تر نوالہ بنایا جائے جس کو نگلنے کی دیر ہو۔ ورنہ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ ایک طرف دینی مدارس میں اس علم کے حامل حضرات کی تعداد میں تیزی سے کمی ہورہی ہے تو دوسری طرف کالج اور سکولوں میں اس کا کہیں وجود ہی نہیں۔طلباء سے بات کی جائے تو وہ کہتے ہیں یہ صرف ذہین طلباء ہی سیکھ سکتے ہیں ہم نے تو صرف اس کو پاس کیا ہے۔اساتذہ سے بات کی جائے تو طلباء کے شوق کی کمی اور کم استعداد کا رونا روتے ہیں۔ بات دونوں کی صحیح ہے۔ استعداد بھی کم ہے اور موجودہ صورت میں اساتذہ اس علم کو جس مشکل طریقے سے پڑھانے پر مجبور ہیں تو اس کا سمجھنا واقعی ذہین لوگوں ہی کا کام ہے۔اس صورت حال کے پیش نظر ضرورت یہ ہے کہ سراجی کی شرحوں کی مزید شرحیں کرنے کی بجائے ان کا لب لباب اور مفہوم آسان ترین انداز میں آج کل کی زبان اور ریاضی میں لوگوں تک پہنچایا جائے تاکہ نہ طلباء کو شکایت ہو نہ اساتذہ پریشان ہوں۔

بفضلہٖ تعالیٰ علمائے کرام کی دعاؤں اور کوششوں سے بندہ نے اس فن کو اس مختصر کتاب میں سمونے کی کوشش کی ہے۔

الحمدللہ اہل سنت کے چاروں فقہوں کے نزدیک میراث کے مسائل کو حل کرنے کے لئے اس کتاب کو انشاءاللہ کافی سمجھا جائے گا۔اللہ کرے کہ اس سے امت کو فائدہ ہو اور بندہ کے لیئے یہ صدقہ جاریہ بنے۔اس مختصر سے کتابچے میں جو مقامی علمائے کرام کی نگرانی میں تیار کیا گیا ہے، یہ خیال رکھا گیا ہے کہ اس کا طلباء کو پڑھانا آسان ہو اور علمائے کرام کو میراث کے مسائل دیکھنے کے لیئے ضخیم کتابیں دیکھنے کی کم سے کم ضرورت پڑے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت سے امید ہے کہ یہ کتاب علم المیراث کو پھر سے موجودہ ماحول میں ایک زندہ علم کے طور پر پیش کرنے میں معاون ثابت ہوگی۔بندہ کی ایک اور کتاب ''فهم الميراث مدلل'' میں قرآن پاک کی مستند تفاسیر، احادیث شریفہ کی شرحوں اور فقہائے کرام کی آراء کے ذریعے اس فن کے بنیادی ڈھانچے کو سمجھانے کی کوشش کی گئی ہے۔نیز اس میں اہل سنت کے ہر فقہ کے دلائل بھی دیے گئے ہیں۔اس کے علاوہ بندہ نے اس علم کو کمپیوٹرائز بھی کیا ہے۔اگر کسی کے پاس کمپیوٹر ہو تو وہ اپنی فقہ کے مطابق اس پروگرام کے ذریعے دومنٹ میں میراث کا مشکل سے مشکل مسئلہ حل کرسکتا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کوششوں کو قبول فرما کر اس مفید علم کے احیاء کا ذریعہ بنائے۔جن حضرات نے اس سلسلے میں تعاون فرمایا ہے اور مختلف مراحل میں رہنمائی فرمائی ہے ان کے لیئے دل سے دعا نکلتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اس کا بدلہ عطا فرمائے۔نام لکھنے سے قصداً اجتناب کر رہا ہوں کیونکہ بعض حضرات اس پر سخت ناراض ہوتے ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کے اخلاص کی برکت سے مجھے بھی اخلاص نصیب فرمائے۔آمین۔

چونکہ اس کتاب کے لکھنے کا منشاء علمِ میراث کو آسان بنانا تھا اس لیئے وہ کوشش جاری رہی اور الحمدللہ اب سراجی اور اس کتاب میں بنیادی فرق فقط توافق تماثل تداخل اور تباین کی جگہ ذواضعاف اقل کا دخول ہے۔ذواضعاف اقل ایک ایسا ریاضی کا طریقہ ہے جس میں مذکورہ بالا چاروں ریاضی کے قاعدوں کا مجموعہ ایسے طریقے سے موجود ہے کہ اس کے نکالنے میں ان چاروں کا ذکر تو کہیں نہیں آتا لیکن اس کے استعمال کے بعد ان چاروں کی کہیں بھی ضرورت نہیں رہتی۔یہ اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے فالحمدللہ علیٰ ذالك۔اس نعمت کو شکر کے ساتھ استعمال کرنا چاہئیے کیونکہ اس کی ناقدری سے میراث سمجھنے میں بہت دقت ہوگی۔اس کا اثر دیکھیئے کہ جو حضرات سالوں سراجی کو بار بار پڑھنے سے سراجی کو نہیں سمجھے وہ الحمدللہ صرف دو تین گھنٹے میں اس طریقے کی برکت سے میراث کے مشکل مسائل کو بھی حل کرنا سیکھ گئے۔جو حضرات پرانے طریقے کو اچھی طرح سیکھ چکے ہیں اور اس پر ہر طرح کے سوالات حل کرنے کی مشق کر چکے ہیں ان کو اس طریقے سے کوئی دلچسپی اس لئے نہیں ہوسکتی کہ بلاوجہ ایک اور طریقہ کیوں سیکھیں۔لیکن ان سے عاجزانہ عرض ہے کہ یہ طریقہ ان کے لئے نہیں بلکہ نئے سیکھنے والوں کے لئے ہے۔اس کے آسان ہونے کا اگر کوئی تجربہ کرنا چاہے تو دو برابر کے علم و ذھانت کے طلباء کو دونوں طریقوں سے میراث پڑھائے اور دیکھے کہ کس طریقے سے طالبعلم نے یہ علم جلدی سیکھا؟ اب اگر اس طریقے سے نئے سیکھنے والے جلدی سیکھ سکتے ہیں تو اس کو پھر کیوں نہ استعمال کیا جائے۔پرانے پڑھانے والے حضرات سے بھی یہ گزارش ہے کہ وہ دوسروں کے فائدے کی خاطر اپنی مصروف زندگی سے صرف دو گھنٹے نکال کر اس کو سیکھیں ان شاء الله تعالیٰ، اللہ تعالیٰ ان کو بڑا اجر دیں گے کیونکہ دین تو سراسر خیرخواہی

ہے۔ایک عالم جو مردان میں میراث کا دورہ ہر سال کراتے ہیں ان کی مسجد میں وہاں کے مفتیان کرام اور علماء کرام نے میراث کا جوڑ رکھ لیا چونکہ وہ عالم صاحب خود استاد تھے اس لئے ظاہر ہے ہمارے طریقے سے مستغنی تھے لیکن ایک دن ایک مہمان عالم جو اس کورس میں شامل تھے ان کے اکرام کے لئے درس میں تشریف لے آئے۔اس وقت بندہ رد کا طریقہ سمجھا رہا تھا جس میں صرف ''ک'' اور ''ن'' کو فرض کر کے رد کا سوال کیا جاتا ہے۔حضرت کا ذہن کافی تیز ہے نہایت ہی تیزی کے ساتھ اس طریقے کو سمجھ کر بے ساختہ پکار اٹھے ''ماشاء اللہ ''ک'' اور ''ن'' کن فیکون یہ طریقہ تو بہت آسان ہے اور پھر الحمدللہ کورس کے اختتام تک بندہ کے ساتھ شریک رہے اور ہم دونوں ملکر پڑھاتے رہے جس سے بندے کو بہت تقویت ہوئی۔حال ہی میں موصوف سے جدید ایڈیشن کے بارے میں دریافت کیا گیا کہ اس میں اور سراجی میں کوئی فرق نظر آ رہا ہے؟ تو موصوف نے فرمایا کہ طریقہ تو وہی ہے قواعد میں آسانی اور اختصار نے اس کو زیادہ آسان بنایا ہے۔

دوسرے ایڈیشن میں حسب وعدہ ذوی الارحام کے باب کو بھی مکمل کیا گیا تھا یعنی پہلے ایڈیشن میں تو صنف سوم میں دو درجے تک اور صنف چہارم میں صرف پہلے درجے کے ورثاء تک کا حساب ہو سکتا تھا۔اس کی وجہ سے ان دونوں اصناف میں بھی چار درجے تک کے ورثاء کا حساب ہو سکتا ہے۔اختلافیات کے باب کو بھی مکمل کیا گیا تھا فاالحمد للہ علیٰ ذالک۔الحمدللہ یہ اس کتاب کا تیسرا ایڈیشن ہے۔اس میں یہ کوشش کی گئی ہے کہ اس میں وہ غلطیاں نہ ہوں جو دوسرے ایڈیشن میں ہو چکی تھیں۔یہ ایک فنی کتاب ہے اس قسم کی کتاب میں غلطیاں ہو سکتی ہیں اس لئے اب بھی کتاب میں کوئی غلطی پائی جائے یا اس میں مزید بہتری کی یا تکمیل کی کوئی صورت علمائے کرام کے سامنے آئے تو ازراہ کرم اس سے مؤلف کو آگاہ کیا جائے تا کہ اس کا چوتھا ایڈیشن مزید مفید ثابت ہو۔ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم وتب علينا انك انت التواب الرحيم۔ ربنا لاتزغ قلوبنا بعد اذ هديتنا و هب لنا من لدنك رحمة۔انك انت الوهّاب۔ آمين۔

سید شبیر احمد کاکاخیل

15 جمادی الثانی 1427ھ

اساتذہ کی خدمت میں گزارش

جیسا کہ پیش لفظ میں بتایا گیا ہے کہ اس کتاب کے لکھنے میں اس بات کا خیال رکھا گیا ہے کہ اساتذہ کے لئے اس کا پڑھانا آسان ہو اور میراث جیسا اہم علم طلباء کی سمجھ میں آسانی سے آجائے اور اس مقصد کا حصول اس وقت ممکن ہے جب اس کتاب کے پڑھانے میں مندرجہ ذیل ترتیب کا خیال رکھا جائے۔

1۔سب سے پہلے علم میراث کی اصطلاحات طلباء کو ذہن نشین کرائی جائیں۔اس میں طلباء کی استعداد اور ماحول کو پیش نظر رکھا جائے۔کیونکہ کتاب میں ہر ایک کے حالات کا خیال رکھنا ممکن نہیں۔اس لئے جہاں ضرورت سمجھی جائے بہتر مثالوں سے میراث کی اصطلاحات طلباء کو ذہن نشین کرائی جائیں۔نیز طلباء کو سمجھایا جائے کہ جب بھی اس کتاب کے مطالعے میں کسی اصطلاح کی سمجھ نہ آئے تو کتاب کے پہلے حصے میں جو اصطلاحات کا باب ہے اس سے استفادہ کیا جائے۔

2۔میراث میں مستعمل حساب بہت آسان ہے اور کیلکولیٹر سے اس کو مزید آسان کیا جاسکتا ہے۔اس لئے دوسرے مرحلے میں طلباء کو کیلکولیٹر کا استعمال سکھایا جائے اور اس مقصد کے لئے وہ کیلکولیٹر جس میں جمع تفریق ضرب اور تقسیم کا حساب کیا جاسکے وہ کافی ہے۔

3۔سکول کی کتابوں سے یا کسی بھی ترکیب سے طلباء کو کسور اور ذواضعاف اقل وغیرہ کے ساتھ اچھی طرح متعارف کرایا جائے۔اس کتاب کے طریقوں میں صرف کسور کی ضرب استعمال ہوتی ہے۔اس لئے اس کو خصوصی طور پر کھول کر بیان کیا جائے اور اس کی خوب مشق کرائی جائے۔

4۔ہر باب میں یا اس کے خاتمہ پر جو مثالیں دی گئی ہیں وہ طلباء کو ان کی زبان میں اچھی طرح سمجھائی جائیں اور مشقی سوالات حل کرنے میں طلباء سے خوب مشق کرائی جائے۔ضرورت پڑنے پر مزید سوالات حل کرائے جاسکتے ہیں۔

5۔جتنے جداول دیئے گئے ہیں ان کو اصولوں پر منطبق کر کے دکھایا جائے کہ کونسا قانون کہاں سے آیا ہے۔اور پھر ان کو یاداشت سے لکھنے کی مشق کرائی جائے۔آخر میں ذوی الارحام کے سوالات میں ہر طریقے کو مثالوں سے سمجھانے کی جو کوشش کی گئی ہے،اس سے مدد لیتے ہوئے مزید مثالیں بنائی جائیں۔اس میں طائفہ (group) بنانے اور ان کی کسر معلوم کرنے پر زیادہ زور دیا جائے کیونکہ یہ ذوی الارحام کے حساب کی جان ہے۔

6۔پڑھاتے ہوئے اس علم کی قدر اور توجہ الی اللہ ہو اور طلباء سے بھی مکرّر اس عظیم علم سے محرومی سے بچنے کی دعا کرائی جائے۔نیز طلباء پر اس علم کی اہمیت کو خوب واضح کیا جائے۔

ضروری اصطلاحات کی تشریح

ترکہ۔ میت نے جو کچھ چھوڑا ہے وہ اس کا ترکہ ہے یہ پھر الگ بحث ہے کہ وہ کونسا ترکہ ہے جو میراث میں تقسیم ہوگا اس کے لئے صفحہ نمبر 17 پر قوانین میراث کا مطالعہ کریں۔

حقیقی بھائی۔ جن کے ماں اور باپ دونوں شریک ہوں۔

علاتی بھائی۔ باپ شریک بھائی۔

اخیافی بھائی۔ ماں شریک بھائی۔

اخوہ۔ دو یا دو سے زیادہ بھائی/بہنیں، چاہے سب حقیقی ہوں، علاتی یا اخیافی ہوں یا ملے جلے ہوں۔

جد صحیح ۔ ذوی الفروض میں صرف جد صحیح حصہ لے سکتا ہے۔ اور یہ وہ جد ہے جس کے میت کے ساتھ رشتے کے درمیان کوئی عورت نہ آئے مثلاً دادا پردادا سکڑ دادا وغیرہ سارے اجداد صحیح ہیں۔

جد رحمی (جد فاسد) ۔ وہ جد ہے جس کے میت کے ساتھ رشتے میں عورت آتی ہو مثلاً نانا وغیرہ۔ اس جد کو جد فاسد کہنے کی بجائے جد رحمی کہا جائے کیونکہ اس سے کئی مقدس رشتوں کی توہین ہوتی ہے۔

جدہ صحیحہ۔ عربی میں جدہ صرف دادی کو نہیں کہتے بلکہ ہر وہ عورت جس کی کسی قسم کی اولاد میں بھی میت کے ماں باپ آسکتے ہوں جدہ ہوتی ہے پس نانی بھی جدہ کہلائے گی۔ البتہ جدہ صحیحہ صرف وہ جدہ ہے جس کے میت کے ساتھ رشتے کے درمیان جد رحمی نہ آئے۔ مثلاً دادا کی ماں، باپ کے باپ کی ماں ہوتی ہے وہ جدہ صحیحہ ہے کیونکہ اس میں جد رحمی کا واسطہ نہیں لیکن دادی کی دادی یعنی باپ کے نانا کی ماں جدہ صحیحہ نہیں کیونکہ نانا جد رحمی ہے۔ جو جدہ، جدہ صحیحہ نہیں وہ جدہ رحمی ہے۔ صفحہ نمبر 25 پر ان کا تین پشتوں تک کا نقشہ موجود ہے۔

ذوی الفروض۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کی میراث میں حصے کتاب وسنت یا اجماع سے ثابت ہیں۔ مثلاً میت کی بیٹی کیونکہ اس کا حصہ اگر اکیلی ہو اور میت کا بیٹا نہ ہو تو نصف قرآن سے ثابت ہے اور جدہ صحیحہ کا حصّہ سدس حدیث پاک سے ثابت ہے۔

ذوی الفروض نسبی وسببی ۔ وہ لوگ جن کے حصے کسی سبب کی بنیاد پر کتاب وسنت اور اجماع سے ثابت ہوں، ذوی الفروض سببی کہلاتے ہیں۔ مثلاً خاوند کا حصہ میت کی اولاد کی موجودگی میں زوجیت کے رشتہ کی بنیاد پر ایک

چوتھائی ہوتا ہے۔ اگر یہ رشتہ ختم ہو جائے تو اس کا حصہ بھی ختم ہو جاتا ہے اور وہ لوگ جن کا حصہ نسب کی بنیاد پر ثابت ہو مثلاً بیٹی کا حصہ، یہ کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ہاں اگر اس کی موت میت کی موت سے پہلے ہو جائے یا کوئی اور وجہ اس کو وراثت سے محروم کر دے مثلاً کوئی نعوذ باللہ من ذالک میت کے قتل کا مرتکب قرار پائے، چاہے قتل خطا ہو یا مرتد ہو جائے۔

اولاد کی تشریح:۔صرف وہ اولاد ذوی الفروض اور عصبات میں حصّہ لے سکتی ہے اور دوسرے ذوی الفروض کے حصّوں پر اثر انداز ہو سکتی ہے جس کے میت کے ساتھ رشتے میں عورت کا واسطہ نہ آئے مثلاً بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، پڑپوتا، پڑپوتی، سکڑ پوتا، سکڑ پوتی وغیرہ اس اولاد میں سے کوئی موجود ہو تو بھائی بہنیں سب محروم قرار پائیں گے اور ماں کا حصّہ 1/6 ہوگا۔ اس کے مقابلے میں وہ اولاد جس کے میت کے ساتھ رشتے میں کوئی عورت آئے وہ ذوی الارحام اولاد ہے ان کی موجودگی میں دوسرے ذوی الفروض مثل بہن بھائی محروم نہیں ہوتے اور نہ ہی ذوی الفروض کے حصّوں پر فرق پڑتا ہے اس لئے سکڑ پوتی اگرچہ خود تو عورت ہے لیکن چونکہ اس کے اور میت کے درمیان سارے واسطے مرد کے ہیں یعنی وہ میت کے بیٹے کے بیٹے کے بیٹے کی بیٹی ہے۔ اس لئے یہ وہ اولاد ہے جو ذوی الفروض میں حصہ لے سکتی ہے۔ اور نواسا گو کہ مرد ہے لیکن اس کے اور میت کے درمیان چونکہ واسطہ عورت (بیٹی) ہے اس لئے یہ ذوی الفروض اور عصبات میں حصہ لینے کا کبھی اہل نہیں بن سکتا البتہ ذوی الارحام میں ان کو اول درجے کی ترجیح حاصل ہوتی ہے۔

حاجب اور محجوب:۔بعض ورثاء کی موجودگی میں دوسرے ورثاء کو حصہ نہیں ملتا۔ پس ان میں جن کو حصہ نہیں ملا محجوب کہلائے گا، اور جن کی وجہ سے ان کو حصہ نہیں ملا وہ حاجب ہیں مثلاً بیٹے کی موجودگی میں پوتے کو کچھ بھی نہیں ملتا تو اس صورت میں بیٹا پوتے کے لئے حاجب اور پوتا محجوب ہوا۔

محروم:۔بعض اوقات کسی وجہ سے کوئی وارث اپنے حصے سے محروم ہو جاتا ہے مثلاً مورث کا قاتل اس کی میراث سے محروم ہے۔

عول (تنگی) اگر ذوی الفروض کے کسروں میں حصّوں کا مجموعہ 1 سے بڑھ جائے تو سارے ذوی الفروض کے حصوں میں ایک ایسی تناسب سے کمی کرنا کہ کمی کرنے کے بعد ان کی کسروں میں حصّوں کا مجموعہ 1 بن جائے عول کہلاتا ہے۔ اس میں ذوی الفروض میں ہر ایک کا حصّہ اس کے اصل حصّہ سے کم ہو جاتا ہے مثلاً ماں کا حصّہ اولاد کی موجودگی میں 1/6 ہوتا ہے لیکن میت کی ماں کے ساتھ میت کی بیٹیاں باپ اور بیوی موجود ہو تو ماں باپ میں ہر ایک کا حصّہ 4/27 رہ جاتا ہے جو کہ اس کے عام حالات میں حصّے یعنی 1/6 سے کم ہے۔

عصبات: یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جن کے حصے شریعت میں ایسے ثابت ہیں کہ جب ذوی الفروض اپنے اپنے حصے لے لیں تو اس کے بعد جو مال ترکے میں سے بچ جائے اس کے یہ حقدار بن جائیں۔ اس میں کافی تفصیل ہے جو

عصبات کے باب میں دی گئی ہے۔

لِلذَّ کَرِ مِثْلُ حَظِّ الاُنْثَیَیْنِ :-اس قرآنی قانون کے مطابق جب مرد اور عورتیں آپس میں بطور عصبہ یا بطور ذوی الارحام شریک بن جائیں تو ان میں ہر مرد کو عورت کے حصے کا دگنا دیا جاتا ہے۔

مولیٰ عتاقہ :-جس شخص نے کسی کو غلامی سے آزاد کیا ہو وہ اس کا مولیٰ عتاقہ ہے۔اگر کسی میت کے ذوی الفروض نسبی نہ ہوں تو بقیہ مال مولیٰ عتاقہ یا اس مولیٰ عتاقہ کے مرد عصبات کو دیا جائے گا۔

ردّ (لوٹانا):- یہ عول کی ضد ہے یعنی ذوی لفروض کو اپنا اپنا حصّہ دینے کے بعد بھی اگر کچھ ترکہ بچ جائے اور میت کے عصبات میں کوئی موجود نہ ہوں تو اس باقی ترکہ کو ذوی الفروض نسبی پر ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کرنے کو رد کہتے ہیں۔اس سے ذوی الفروض کے حصّے معمول کے حصّوں سے بڑھ جاتے ہیں۔

سہام (اکائیاں)۔ ورثاء کے آپس میں حصوں کی جو نسبت ہوتی ہے اس کو سہام سے ظاہر کیا جاتا ہے مثلاً بیوی ماں اور باپ وارث ہوں تو ان کے حصّوں میں 1 : 1 : 2 ہوتا ہے اس لئے یہ کہا جائے گا کہ بیوی کو 1 سہام، ماں کو بھی 1 سہام اور باپ کو 2 سہام دیئے جائیں گے۔ چونکہ سہام اور اکائی ایک ہی چیز ہے اس لئے اگر کسی وارث کے سہام کا پتہ ہو تو کل ترکہ میں اس کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے اس کے سہام کو کل سہام پر تقسیم کرکے کل ترکہ سے ضرب دی جائے گی تو اس کا حصّہ کل ترکہ میں معلوم ہو جائے گا مثلاً اس مثال میں بیوی کا 1 سہام ہے جبکہ کل سہام 4 بنتے ہیں اس لئے اگر کل ترکہ 2000 روپے ہو تو اس میں بیوی کا حصّہ 1 ÷ 4×2000=500 روپے ہوا۔اس کو **اکائی کا قاعدہ بھی** کہتے ہیں۔

ذوی الارحام:- یہ میت کے وہ رشتہ دار ہیں جو نہ تو ذوی الفروض ہیں اور نہ ہی عصبات۔بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان میں اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ آتا ہے۔حالانکہ پھوپھی ذوی الارحام میں ہے لیکن اس میں اور میت میں میت کے باپ کا واسطہ ہے جو کہ مرد ہے۔

مَوْلَی الْمَوالاۃ :- اگر میت نے اپنی زندگی میں کسی کے ساتھ یہ معاہدہ کیا ہو کہ ''میں اگر کوئی قصور کرآ وں تو تاوان تجھے بھرنا پڑے گا اور میری موت کے بعد تم میرے مال کے وارث ہو'' تو اس شخص کو اس میت کا مؤلی المُوالاۃ کہیں گے۔ذوی الارحام نہ ہوں تو بقیہ مال اس کا ہے۔

مُقِرلَه بِالنَّسَبْ عَلَی الْغَیر :- ایک شخص کسی صاحب کے بارے میں کہتا ہے کہ وہ میرا بھائی ہے اور اس پر کوئی گواہ پیش نہیں کرسکتا۔دوسری طرف اس کا والد اس کو اپنا بیٹا نہیں کہہ رہا، اس وقت یہ شخص مُقِرلَه بِالنَّسَبْ

عَلَی الْغَیر   کہا جائے گا۔اگر کسی میت کا کوئی مَوْلَی الْمَوالاۃ بھی نہ ہو تو بقیہ مال مقر لہ بالنسب علی الغیر کو مل جائے گا۔

مو صیٰ لہٗ :- یہ وہ شخص ہے جس کے لئے میت نے کل مال کی وصیت کی ہو۔ ان کے حق میں وصیت تب پوری کی جاسکتی ہے جبکہ میت کا مُقِرّ لہ بِالنَّسَبْ عَلَی الْغَیر بھی نہ ہو۔

اصل اور فرع:- اگر زید عمر کی اولاد میں ہے تو عمر زید کا اصل ہے اور زید عمر کا فرع۔

روؤس۔ ہر وارث کی تعداد کو روؤس سے ظاہر کیا جاتا ہے۔عام فہمی کے لیئے اس کتاب میں اس کی جگہ تعداد ہی کہا جائے گا۔اس کی تشریح اس لئے کی گئی کہ قدیم کتابوں سے استفادہ میں مشکل نہ ہو۔اس کے لیئے بعض دفعہ ابدان کا لفظ بھی آتا ہے لیکن اس سے بھی مراد ورثاء کی تعداد ہی ہے۔

توافق ۔اگر کئی اعداد کسی ایک عدد پر تقسیم ہوتے ہوں تو ان میں باہم توافق بتایا جاتا ہے مثلاً 4، 4، 6 اور 8 تینوں 2 پر تقسیم ہو سکتے ہیں اس لئے ان میں باہم توافق ہے اور ان کا وفق 2 ہے۔پھر ان میں اگر وہ اعداد آپس میں برابر بھی ہوں تو کہا جائے گا کہ ان میں باہم **تماثل** ہے مثلاً 4، 4 میں تماثل ہے اور اگر ان میں کوئی عدد دوسرے پر پورا پورا تقسیم ہوتا ہو تو کہا جائے گا کہ ان دو میں **تداخل** ہے جیسے 4، 8 میں تداخل ہے۔ان سب میں توافق اصل ہے اور تماثل اور تداخل اسی توافق کی قسمیں ہیں۔

تباین۔ کوئی دو یا دو سے زیادہ اعداد جو باہم کسی مشترکہ عدد پر تقسیم نہ ہوسکیں تو ان میں تباین بتایا جاتا ہے مثلاً 5 اور 9 میں تباین ہے۔جن اعداد میں توافق نہیں ہوگا ان میں تباین پایا جاتا ہے۔

تصحیح ۔اگر کسی وارث کے سہام اس کی تعداد پر پورے پورے تقسیم نہ ہوتے ہوں تو سہام کے مجموعہ کو ایسا بڑھانا کہ ورثاء کے حصّوں میں جو نسبت ہو وہ تو متاثر نہ ہو لیکن تمام ورثاء کے سہام ان کی اپنی اپنی تعدادوں پر تقسیم ہو جائیں اس عمل کو عمل تصحیح کہتے ہیں۔اس کے بعد جو سہام کا مجموعہ بنتا ہے تو کہتے ہیں کہ تصحیح اس سے ہے۔

حساب کا تعارف

میراث کا فن سیکھنے کے لئے متعلقہ حساب اور اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے۔ بندہ کو یہ جان کر بہت خوشی ہوئی کہ دینی مدارس کے درجہ اعدادیہ میں ضروری درجے کا حساب پڑھایا جاتا ہے۔ جس میں سکولوں کے آٹھویں جماعت تک کے ریاضی کا کورس شامل ہوتا ہے۔ اگر کوئی اعدادیہ کے اس نصاب کو پڑھ چکا ہو تو اس کے لئے تو اس کتاب میں مستعمل حساب کا سمجھنا کوئی مشکل نہیں لیکن اگر کوئی پرانی ریاضی کو جانتا ہو مگر اس کو جدید ریاضی کا تعارف نہ ہو تو وہ ان دو صفحات سے یہ اندازہ لگا سکے گا کہ اس کو ریاضی کے کون کون سے ابواب پڑھنے پڑیں گے۔ پھر اس کی مرضی ہے کہ اعدادیہ کے نصاب میں اس کی مشق کرلے یا کسی اور طریقے سے اس کمی کو پورا کرلے۔ سکولوں اور کالجوں کے طلبہ کو ان دو صفحات کے مطالعے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اس کتاب میں مستعمل ہندسے وہ ہیں جو الیکٹرانک گھڑیوں اور کیلکولیٹر میں استعمال ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ان کو انگریزی ہندسے سمجھ کر ان سے محروم ہیں تو ان کو جان لینا چاہیے کہ یہ ہندسے فی الحقیقت عربی ہندسے ہیں اور یورپ اور امریکا میں ابھی تک انہیں عربی ہندسے کہا جاتا ہے۔ موجودہ عربی ہندسے فی الحقیقت ہندی ہندسے ہیں۔

کسور کے لئے جدید طریقہ (مخرج / شمار کنندہ) استعمال کیا گیا ہے پس 1/2 کو 1 بٹا 2 پڑھیں گے۔ اس کا شمار کنندہ 1 اور مخرج 2 ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ 1 کو 2 پر تقسیم کیا گیا ہے۔ اس طریقے میں حسابی سوالات میں ہندسے جگہ کم گھیرتے ہیں نیز کیلکولیٹر میں تقسیم کے لئے اکثر (/) کا نشان استعمال ہوتا ہے۔ اس لئے کیلکولیٹر کے استعمال میں بھی ان شاء اللہ اس سے آسانی ہوگی۔

جس کسر کا شمار کنندہ مخرج سے کم ہو اس کو **واجب کسر** کہتے ہیں مثلاً 2/3 اور جس کا شمار کنندہ مخرج کے برابر یا اس سے بڑا ہو اس کو **غیر واجب کسر** کہتے ہیں مثلاً 20/3۔ اس غیر واجب کسر کو بعض اوقات $6\frac{2}{3}$ بھی لکھتے ہیں جس سے حساب بلاوجہ لمبا ہو جاتا ہے اور میراث میں ہم آخری نتیجے میں دلچسپی رکھتے ہیں جس میں اس کی کوئی ضرورت نہیں پڑتی۔ اس لئے اس کتاب میں اس کو 20/3 ہی لکھا جائے گا۔

یہاں یہ فرض کیا جا رہا ہے کہ سادہ جمع تفریق کرنا قاری کو آتا ہے۔ اگر نہیں بھی آتا تو فکر کی کوئی بات نہیں کیلکولیٹر کی موجودگی میں اس کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ بس کیلکولیٹر کا استعمال آنا چاہیے۔ جس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر 2 کو 3 کے ساتھ جمع کرنا ہو تو اس کو 2+3 لکھتے ہیں۔ بس کیلکولیٹر میں پہلے 2 کے بٹن کو دبائیں پھر + کے بٹن کو پھر 3 کے بٹن کو اور آخر میں = کے بٹن کو۔ اس کے بعد سکرین پر جواب پڑھیں۔ اس طرح تفریق، ضرب اور تقسیم کے متعلقہ بٹنوں کے استعمال سے آپ سادہ جمع، تفریق، ضرب اور تقسیم کر سکتے ہیں۔

عام میراث میں صرف کسروں کی ضرب استعمال ہوتی ہے۔ پس اس ضرب کو سیکھ کر آپ میراث سے متعلقہ ریاضی سیکھ جائیں گی۔ اور یہ بہت آسان ہے۔ مثلاً 2/5 کو 3/4 سے ضرب دینی ہو تو اس میں پہلے ان کسروں

کے شمار کنندوں کو ضرب دیں پھر ان دو کسروں کے مخرجوں کو۔ لیجئے کسروں کی ضرب مکمل ہوگئی۔ پس موجودہ مثال میں 2 کو 3 سے ضرب دیں تو جواب 6 آئے گا۔ پس حاصل ضرب کسر کا شمار کنندہ 6 ہوگا۔ اور 5 کو 4 سے ضرب دیں تو جواب 20 آئے گا۔ پس حاصل ضرب کسر کا مخرج 20 ہوگا۔ اس طرح حاصل ضرب کسر 6/20 بنے گی۔ یاد رکھیئے کہ اگر کسی کسر کے شمار کنندہ اور مخرج دونوں کو کسی ایک عدد کے ساتھ ضرب دی جائے یا کسی ایک عدد پر تقسیم کیا جائے تو اس سے کسر میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔ اس کسر کے شمار کنندہ اور مخرج کو اگر 2 سے ضرب دیں گے تو جواب 12/40 آئے گا جو 6/20 کی مترادف کسر کہلاتی ہے۔ اس طرح 6/20 کے شمار کنندہ اور مخرج کو 2 پر تقسیم کیا گیا تو جواب 3/10 آیا اس سے اصل کسر پر تو کوئی فرق نہیں پڑا لیکن کسر مختصر ترین صورت میں حاصل ہوگئی۔ مناسخہ میں البتہ کسروں کی جمع تفریق بھی استعمال ہوتی ہے جس کے لئے پہلے متعلقہ کسور کا ذواضعاف اقل معلوم کرتے ہیں اور اس سے ان تمام کسور کو ضرب دے کر حاصل کو جمع تفریق کے عمل سے گزارنے کے بعد جواب کو اس ذواضعاف اقل پر تقسیم کیا جاتا ہے۔

ذواضعاف اقل (LCM)۔ جب کئی کسور سے واسطہ ہو تو پھر ان کے ذواضعاف اقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ یہ وہ چھوٹے سے چھوٹا عدد ہوتا ہے جو متعلقہ سارے اعداد پر تقسیم ہوسکتا ہے۔ سکولوں میں تو اس کے معلوم کرنے کا طریقہ بہت آسان ہے لیکن یہاں پرانے میراث کے اساتذہ کو ان کی اصطلاح میں اس کا طریقہ اس لیئے سمجھایا جارہا ہے تاکہ ان پر یہ بات کھل جائے کہ یہ کوئی نئی چیز نہیں بلکہ ان ہی کی ریاضی کی ایک ترقی یافتہ صورت ہے۔

اس کے لئے تمام اعداد کے واسطے ایسا عدد ڈھونڈیں کہ وہ ان میں زیادہ سے زیادہ اعداد کا وفق ہو یعنی اس پر زیادہ سے زیادہ اعداد تقسیم ہوسکیں، اس پر سارے قابل تقسیم اعداد کو تقسیم کرکے ان کا جواب لکھیں اور ان میں جن اعداد کے ساتھ اس عدد کو تباین ہو ان اعداد کو دوبارہ ویسے ہی لکھیں۔ اسی طرح کرتے جائیں حتیٰ کہ سب باقی رہنے والوں میں فقط تباین ہوجائے یعنی ان میں توافق نہ رہے۔ تماثل اور تداخل چونکہ توافق ہی کی دو صورتیں ہیں اس لئے ان کا علیحدہ حساب ضروری نہیں مثلاً 2 3 4 6 8 کا ذواضعاف اقل معلوم کرنے کیلیئے پہلے دیکھا کہ سوائے عدد 3 کے باقی سارے اعداد کا وفق 2 ہے اس لیئے سارے اعداد کو 2 پر تقسیم کیا تو جواب 1 3 2 3 4 آیا۔ پھر 2 اور 4 کا وفق 2 ہے جبکہ 3 اور 3 میں تماثل ہے اس لیئے پہلے 2 پر سب کو تقسیم کیا۔ ان میں 3 اور 2 میں چونکہ تباین ہے اس لیئے ان کو ویسے ہی لکھا۔ حاصل اعداد کو پھر 3 پر تقسیم کیا جس سے 3 اور 3 کے نیچے تو 1 آیا لیکن 2 اور 3 میں تباین ہونے کی وجہ سے 2 باقی رہا۔ اس 2 سے تمام تقسیم کنندگان یعنی 2، 2 اور 3 کو ضرب دی تو جواب 24 آیا جو ذواضعاف اقل ہے۔ اگر غور سے دیکھا جائے تو 2، 3، 4، 6 اور 8 تو وہی اعداد ہیں جو ذوی الفروض کے سہام ہیں پس اگر گر کوئی چاہے تو ہر مسئلہ 24 سے بنا سکتا ہے۔

2	8	6	4	3	2	
2	4	3	2	3	1	پہلا Step
3	2	3	1	3	1	دوسرا Step
	2	1	1	1	1	تیسرا Step

بنیادی قوانین میراث

میت کے متروکہ مال کے ساتھ چار قسم کے حقوق وابستہ ہیں۔

1-بغیر اسراف کے تجہیز و تکفین۔

2-میت کے قرض کی ادائیگی۔

3-میت کی وصیت کا تہائی مال میں اجراء کرنا۔

4-جو باقی بچے اس کو شریعت مطہرہ کے قوانین کے مطابق تقسیم کرنا۔

میت کی نقدی، بینک بیلنس، قابل وصول قرضہ جات بشمول جی پی ایف وغیرہ منقولہ وغیر منقولہ جائیداد سے میت کا واجب الادا قرضہ اور بغیر اسراف کے تجہیز و تدفین کا خرچہ نکالنے کے بعد اور اگر میت نے کوئی وصیت کی ہے تو باقی ماندہ مال کے تہائی کے اندر اندر اس وصیت کا اجراء کرنے کے بعد جتنا مال بچتا ہے وہ ترکہ ہے۔

صاحبِ مفید الوارثین کے نزدیک پنشن اور اس کے متعلقہ جات مثل گریجویٹی وغیرہ ترکہ میں شامل نہیں بلکہ یہ گورنمنٹ نے جس کو دلوائے اس کے ہیں۔ جو چیز میت کی ملکیت نہیں تھی مثلاً کسی کی امانت یا غصب شدہ مال وہ ترکہ میں شامل نہیں۔ اسی طرح وہ چیز جو میت نے خریدی تھی لیکن اس کی قیمت ادا نہیں کی تھی اور نہ ہی اس پر اس کا قبضہ ہوا تھا وہ بھی ترکہ نہیں البتہ اگر اس نے اس چیز پر قبضہ کیا تھا تو وہ ترکہ ہے اور اس کی قیمت میت پر قرض ہے۔ اگر میت نے اپنی کوئی چیز کسی کے پاس قرض کے عوض رہن رکھوائی تھی تو اگر اس کے پاس اتنا مال ہے کہ اس سے اس قرض کی ادائیگی ہو سکے تو ٹھیک ورنہ جس کے پاس مال مرہونہ ہے وہ اس کو بیچ کر اس سے قرض وصول کر کے باقی مال ترکہ میں ڈال سکتا ہے۔

علمائے کرام قرض کی تین قسمیں بتاتے ہیں۔ پہلی قسم کا وہ قرض ہے جو مرض الموت سے پہلے میت کے اقرار اور گواہوں کی شھادت سے یا عام مشاہدے سے ثابت ہو۔ دوسری قسم کا وہ قرض ہے جو مرض الموت میں میت کے اقرار سے ثابت ہو لیکن گواہوں کی شھادت یا عام مشاہدے سے ثابت نہ ہو۔ تیسری قسم کا قرض خدا تعالیٰ کا قرض ہے مثلاً زکوٰۃ و کفارہ جات وغیرہ۔

سب سے پہلے پہلی قسم کے قرض کی ادائیگی کی جائے گی اگر ترکہ میں کچھ بچ گیا تو دوسری قسم کی پھر بھی کچھ بچ گیا تو تیسری قسم کی قرض کے ادائیگی صرف اس وقت ہوگی جب میت نے اس کی وصیت کی ہو ورنہ ورثاء کی مرضی پر موقوف ہے اور اس میں نابالغوں کی مرضی کا کوئی اعتبار نہیں صرف بالغ اپنے اپنے حصّے سے اس کا یہ قرض چکا سکتے ہیں جس پر ان کو ان شاء اللہ بہت اجر ملے گا۔

اگر میت نے کچھ مال چھوڑا ہے لیکن کسی قسم کے قرض کی ادائیگی کے لئے پورا نہیں ہو رہا تو ان قرض خواہوں کو ان کے قرضوں کے تناسب سے ادائیگی کی جائے گی۔ اس طرح اگر وصیت بھی تین ثلث سے زیادہ ہو

اور موصیٰ لھم کی تعداد ایک سے زیادہ ہو تو ان میں وہ ثلث ان کے حصوں کے تناسب سے تقسیم کی جائے گی۔ اگر مسجد کی تعمیر وغیرہ یا حج وغیرہ کے لئے رقم یا جنس وغیرہ چھوڑی ہے تو وہ ترکہ ہے البتہ میت کے پاس اگر کوئی چیز رہن تھی اور مقروض نے اس کا قرض واپس نہ کیا ہو تو میت کے ورثاء بھی اس چیز کو اس وقت تک روک سکتے ہیں جب تک میت کا قرض ادا نہ کیا جائے۔ زوجہ کا مہر بھی میت پر قرض ہے اس کو ترکہ سے مہر دلوایا جائے گا۔

ترتیب تقسیم

میت کے ورثاء میں ذوی الفروض کے حصے کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع سے ثابت ہیں۔ ان میں کمی بیشی ممکن نہیں جن کا جتنا حصہ مقرر ہے ان کو اتنا دیا جائے گا نہ اس سے کم نہ اس سے زیادہ۔ ذوی الفروض کو اپنا اپنا حصہ دینے کے بعد جو مال بچے وہ مستحق عصبات کو دیا جائے گا۔ اگر ان میں کوئی بھی نہ ہو تو مولیٰ عتاقہ کو اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے میت کو آزاد کیا ہوا گر وہ نہ ہو تو مولیٰ عتاقہ کے مرد عصبات کو مال ملے گا۔ وہ بھی نہ ہوں یا میت کبھی غلام رہا ہی نہ ہو تو بقیہ مال کو بھی ذوی الفروض نسبیہ پر رد کیا جائے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ اس بقیہ مال کو موجودہ ذوی الفروض نسبی کے درمیان ان کے حصوں کے مطابق تقسیم کیا جائے گا۔ اگر ذوی الفروض نسبی نہ ہو تو باقی مال ذوی الارحام کو ملے گا۔ وہ بھی نہ ہوں تو پھر مولیٰ الموالاۃ کو دیا جائے گا ورنہ مقرلہ بالنسب علی الغیر اور وہ نہ ہو تو اس شخص کو دیا جائے گا جس کے لئے میت نے سارے مال کی وصیت کی ہے۔ اگر مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی نہ ملے تو باقی مال بیت المال کا ہوگا۔

میراث کے موانع

جن اسباب کی وجہ سے کوئی شخص اپنی میراث سے محروم ہوتا ہے وہ چار ہیں۔

1-**غلامی:** کیونکہ غلام اپنے مال کا مالک نہیں ہوتا اس کا مال اس کے مالک کو ملتا ہے جو وارث نہیں اس لئے غلام کسی سے میراث نہیں لے سکتا۔

2-**قتل**: احناف کے نزدیک ایسا قتل جس سے قصاص، دیت یا کفارہ واجب ہو جائے مثلاً قتل عمد قتل شبہ عمد اور قتل خطاء سے میراث سے محرومی ہو جاتی ہے۔ مالکیہ کے نزدیک صرف قتل عمد سے، شوافع کے نزدیک ہر قسم کے قتل سے اور حنابلہ کے نزدیک ہر وہ قتل جس سے کفارہ یا قصاص واجب ہو مانع میراث ہے۔

3-**دین کا اختلاف**: یعنی مسلمان کافر کا اور کافر مسلمان کا وارث نہیں ہو سکتا۔

4-**وطن کا اختلاف**: عام طور پر مسلمانوں پر یہ قانون لاگو نہیں ہوتا لیکن جو مسلمان کسی دارالحرب میں کافر تھے بعد میں مسلمان ہو گئے اور ان میں ایک دار السلام میں آ گیا دوسرا نہیں تو دونوں ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے جب تک وہ دوسرا بھی دارالسلام میں نہ آئے۔ یا ایک رشتہ دار پہلے سے دارلسلام میں ہے اور دوسرا دارالحرب میں۔ اب یہ دونوں اگر مسلمان ہو گئے ہیں تو آپس میں وطن کے اختلاف سے ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوں گے۔ جن ممالک میں آپس میں امن مفقود ہو ان میں بسنے والے کافر ایک دوسرے کے وارث نہیں

ہوتے (جس ملک میں اسلامی قانون رائج ہو ، وہاں کے کفار کے لئے قانون بناتے وقت اس کی ضرورت پڑتی ہے۔)

فرائض کا مفہوم

چھ قسم کے حصے کتاب اللہ سے ثابت ہیں آدھا، تہائی، چوتھائی، چھٹا، آٹھواں اور دو تہائی۔ ان بتائے گئے حصوں کے مستحقین بارہ اشخاص ہیں۔ ان میں چار مرد ہیں یعنی باپ، قریب ترین جد صحیح، اخیافی بھائی اور خاوند۔ اور آٹھ عورتیں ہیں یعنی بیوی، بیٹی، پوتی (جتنی بھی نچلی ہو جیسے پڑوتی سکڑوتی وغیرہ) حقیقی بہن، علاتی بہن اور اخیافی بہن۔ جدات صحیحہ کا حصّہ البتہ سنت سے ثابت ہے اور اس میں بیک وقت کئی جدات صحیحہ بھی شریک ہوسکتی ہیں جسکی تفصیل صفحہ نمبر 25 پر شجرہ عصبات کے نیچے دی ہوئی ہے تاہم سب کا حصّہ ملکر 1/6 یعنی 24 میں 4 سہام سے زیادہ نہیں ہوسکتا۔

جدید ریاضی میں ان تمام حصوں کا ذو اضعاف اقل چونکہ 24 ہے اس لئے اگر میت کا کل ترکہ کو 24 سہام میں تقسیم کیا جائے گویا مسئلہ 24 سے نکالا جائے تو اس کا آدھا 12، تہائی 8، چوتھائی 6، آٹھواں 3 اور دو تہائی 16 اکائیاں بنیں گی۔

اگر ہم ان کسرات کی جگہ یہ سہام استعمال کریں تو عام میراث کے حساب کو سمجھنا بہت آسان ہو جائے گا کیونکہ مسئلہ ہر صورت میں 24 سے فرض کر کے سوال حل کیا جائے تو اس سے عول اور رد کے سوالات کو حل کرنے میں وہ مشکلات پیش پیش نہیں آتیں جن کا سراجی میں تفصیل سے ذکر موجود ہے۔ نیز ہر سوال کے لئے الگ مسئلہ سوچنے سے بھی نجات مل جاتی ہے۔ رد اور عول کے سوالات ذہن پر مزید قواعد کو یاد رکھنے کا بوجھ ڈالے بغیر آسانی کے ساتھ حل ہو جاتے ہیں۔ للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے میں بھی ذو اضعاف اقل کے استعمال سے تصحیحِ مسئلہ کا عمل بہت آسان ہو جاتا ہے۔ ان تمام فوائد کا مشاہدہ انشاء اللہ متعلقہ مثالوں میں ہو جائے گا۔ ہمارے اکابر نے بھی جدید طریقہ حساب سے سوال حل کرنے کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے جس کی ایک جھلک سید تقویم الحق کاکا خیل کے حضرت میاں صاحب اصغر حسین صاحبؒ کے بارے میں صفحہ نمبر پر موجود خط میں دیکھی جاسکتی ہے۔

بعض حضرات اس آسانی کی اجازت نہیں دیتے اور اپنے خیال میں وہ قرآنی حصص کو باقی رکھنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں لیکن یہ ان کی غلط فہمی ہے۔ ہمارے نزدیک بھی قرآنی حصص سے ہی حساب کیا جاتا ہے اس لئے جس کو نصف ملتا ہے اس کو نصف ہی ملتا ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ پہلے مسئلہ ایسا بنایا جاتا تھا کہ سہام مختصر سے مختصر ہوں مثلاً 4 کا نصف 2 ہے تو 24 کا نصف 12 ہے۔ اب اگر کوئی کہہ دے کہ بیٹی کو 4 میں 2 حصے ملیں گے تو جیسا کہ یہ جواب ٹھیک ہے اسی طرح ان کا کہنا بھی ٹھیک ہے جو 24 میں بیٹی کے 12 حصّے بتاتے ہیں اس لئے حصہ تو بیٹی کو وہی قرآنی ہی ملا۔ اس طریقے کی برکت یہ ہے کہ ایک نو وارد کو سراجی کے معروف طریقے سے جتنا علم مہینے میں دیا جاسکتا ہے اتنا علم اس کو ایک دن میں دیا جاسکتا ہے۔ نہ صرف اس وقت وہ یہ سمجھ لیتا ہے بلکہ اس کو مستقبل میں یاد رکھنے کا اہل بھی بنتا ہے۔ اب

اگراتنے بڑے فائدے کے لئے اتنی چھوٹی سی تبدیلی گوارا کی جائے تو اس پر شریعت نے کہاں پابندی لگائی ہے؟ کاش ذرائع پر اتنی توجہ نہ ہو کہ مقاصد فوت ہونے لگیں۔ اکابر نے تو ہمیشہ مقاصد کو سامنے رکھا ہے اس لئے شاہ عبدالقادرؒ کے الہامی ترجمہ کی موجودگی کے باوجود حضرت شیخ الہندؒ نے قرآن کا ترجمہ کیا کیونکہ مقصد حضرت شاہ عبدالقادرؒ کے ترجمے کی بقا کا نہیں بلکہ قرآن کے صحیح مفہوم کا عوام تک پہنچانا تھا جو کہ شاہ صاحبؒ کے ترجمے سے زبان کی تبدیلی کی وجہ سے پورا نہیں ہورہا تھا۔ اس طرح صاحب سراجی کی عظمت وجلالت کے باوجود چونکہ اس کتاب میں مستعمل ریاضی ماحول میں نہیں رہی اس لئے یہ علم سراجی کے ذریعے پڑھانا مشکل سے مشکل تر ہوتا گیا حتیٰ کہ اس علم کو ہی لوگوں نے مشکل مشہور کردیا۔ اس کتاب کے پڑھنے سے الحمدللہ کئی علماء کرام کو یہ احساس ہوا کہ علم میراث مشکل نہیں بلکہ سراجی مشکل ہوگئی ہے۔ اگر اس کا مزید احساس حاصل کرنا ہو تو مفید الوارثین دیکھا جائے جس میں حضرتؒ نے اس علم کو آسان کرنے کی انتہائی کوشش کرنے کے باوجود اقرار کیا ہے ''اب بھی مجھے یہ نظر آتا ہے کہ لوگ اس کو نہیں سمجھ سکیں گے'' لیکن ان کی کوششوں کی برکت سے احقر کو الحمدللہ اس کتاب کے لکھنے کی سعادت ہوئی اس لئے جیسا کہ حضرتؒ نے اظہار کیا تھا کہ ''اس سے آسان اگر کوئی لکھ سکے تو میں اس کے کام کو اس کے نام سے شامل کروں گا'' تو گویا یہ کام حضرت کی اس خواہش کی تکمیل ہے۔ اب لوگوں کو اس کی مخالفت ترک کردینی چاہیے ورنہ دین کے کام کی مخالفت کا بوجھ شاید اپنی گردنوں پر لے لیں گے۔

ذوی الفروض میں میراث کی تقسیم

طلباء کو اگر میراث کے علم کی ابتدا ہی سے اختلافات کے مباحث میں الجھایا جائے تو اس علم کا حاصل کرنا بعض کے لئے بہت دشوار ہوجاتا ہے۔ اگر کسی ایک فقہ کے مطابق ذوی الفروض کے حصص معلوم کرنے کی مشق کی جائے اور اس کے بعد تمام فقہوں کے مطابق حصص معلوم کرنا بتایا جائے تو اس سے سیکھنے میں کافی آسانی ہوجاتی ہے۔ اس کتاب میں اس لئے پہلے فقہ حنفی کے مطابق حصص معلوم کرنے کا طریقہ بتایا جائے گا اور بعد میں اختلافیات کے باب میں باقی تمام فقہوں کے مطابق ذوی الفروض کے حصص معلوم کرنا سکھایا جائے گا۔

اس مقصد کے لئے ذوی الفروض کا جدول بہت محنت کے ساتھ تیار کیا گیا ہے جو صفحہ نمبر 21 پر دیا ہوا ہے۔ اس جدول میں حنفی، شافعی اور مالکی فقہ کے مطابق حصص معلوم کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ فقہ حنبلی کے لیئے ایک معمولی ترمیم کے ساتھ اس کو استعمال کیا جاسکتا ہے اور وہ یہ کہ جدات صحیحہ کے شرائط میں خط کشیدہ شرط کو ختم کیا جائے۔ اس میں ہر وارث کے سامنے اس کے لئے مطلوبہ شرائط کے ساتھ قرآنی حصہ مثل تہائی، نصف وغیرہ کے ساتھ مسئلہ کو 24 سے فرض کرتے ہوئے اس کا جتنا حصہ بنتا ہے وہ بھی دیا ہوا ہے اور ''1 سے زیادہ'' کے سامنے 2/3 اور 16 لکھا ہوا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر میت کا بیٹا نہ ہو اور میت کی بیٹیوں کی تعداد 1 سے زیادہ ہو تو سب کو مشترکہ طور پر دوتہائی دیا جائے گا یعنی ان کو 24 میں 16 سہام ملیں گے اور اگر میت کی ایک بیٹی ہو تو اس کو میت کا بیٹا نہ ہونے کی صورت میں

ذوی الفروض کا جدول

وارث	تعداد	شرائط	فرائض	24 میں
خاوند	☆	اولاد نہ ہو	1/2	12
		اولاد ہو	1/4	6
بیوی	چار تک ہوسکتی	اولاد نہ ہو	1/4	6
	ہیں	اولاد ہو	1/8	3
بیٹی	ایک سے زیادہ	بیٹا نہ ہو	2/3	16
	1	بیٹا نہ ہو	1/2	12
پوتی	ایک سے زیادہ	بیٹا، پوتا اور بیٹی نہ ہو	2/3	16
	1	بیٹا، پوتا اور بیٹی نہ ہو	1/2	12
	جتنی بھی ہوں	بیٹا اور پوتا نہ ہو لیکن 1 بیٹی ہو	1/6	4
پڑپوتی	یک سے زیادہ	بیٹا، پوتا، پڑپوتا، بیٹی اور پوتی نہ ہو	2/3	16
	1	بیٹا، پوتا، پڑپوتا، بیٹی اور پوتی نہ ہو	1/2	12
	جتنی بھی ہوں	بیٹا، پوتا اور پڑپوتا نہ ہو لیکن 1 بیٹی یا 1 پوتی ہو	1/6	4
سکڑپوتی	یک سے زیادہ	بیٹا، پوتا، پڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی اور پڑپوتی نہ ہو	2/3	16
	1	بیٹا، پوتا، پڑپوتا، سکڑپوتا، بیٹی، پوتی اور پڑپوتی نہ ہو	1/2	12
	جتنی بھی ہوں	بیٹا، پوتا، پڑپوتا اور سکڑپوتا نہ ہو لیکن 1 بیٹی، 1 پوتی یا 1 پڑپوتی ہو	1/6	4
باپ	☆	اولاد ہو	1/6	4
ماں	ایک ہوتی ہے	اولاد ہو یا اخوہ ہوں یا (باپ+خاوند) ہوں	1/6	4
	سوتیلی محروم ہے	اولاد اور اخوہ نہ ہوں (بیوی+باپ) ہوں	1/4	6
		ماں کے لئے شرائط بالا میں کوئی پوری نہ ہو	1/3	8
حقیقی بہن	یک سے زیادہ	اولاد، باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہوں	2/3	16
	1	اولاد، باپ، دادا اور حقیقی بھائی نہ ہوں	1/2	12
علاتی بہن	ایک سے زیادہ	اولاد، باپ، دادا، حقیقی بہن بھائی اور علاتی بھائی نہ ہوں	2/3	16
	1	اولاد، باپ، دادا، حقیقی بہن بھائی اور علاتی بھائی نہ ہوں	1/2	12
	جتنی بھی ہوں	اولاد، باپ، دادا، حقیقی بہن بھائی اور علاتی بھائی نہ ہوں اور 1 حقیقی بہن ہو	1/6	4
اخیافی بہن بھائی	ایک سے زیادہ	اولاد، باپ اور دادا نہ ہوں	1/3	8
	1	اولاد، باپ اور دادا نہ ہوں	1/6	4
جد اقرب صحیح	1	اولاد ہو باپ نہ ہو	1/6	4
جدات صحیحہ	کئی ممکن ہیں	ماں نہ ہو، پدری جدات کیلئے (باپ، جد واسطہ) نہ ہو	1/6	4

1/2 یعنی 24 میں سے 12 سہام ملیں گے۔

جدات صحیحہ کی آسان تعریف تو اصطلاحات کے باب میں دیکھیں اس جدول میں یہ بتایا گیا ہے کہ یہ جتنی بھی ہوں ان سب کو مشترکہ طور پر سدس (چھٹا) یعنی 4 سہام ملیں گے اور وہ جدات حصہ پانے والوں میں نہیں ہوں گی جو کسی وجہ سے محروم ہوں۔ شجرہ عصبات کے نیچے تین پشتوں تک جدات صحیحہ کا نقشہ دیا ہوا ہے۔ اس جدول کے مطابق ماں موجود ہو تو ساری جدات صحیحہ میراث سے محروم ہو جاتی ہیں اور باپ اور جد صرف پدری جدات کو محروم کرتے ہیں البتہ وہ جد ان جدات صحیحہ کو محروم نہیں کرتا جو ان کے اور میت کے رشتے میں واسطہ نہ بنتا ہو مثلاً دادا دادی کو محروم نہیں کرتا کیونکہ وہ اسکی بیوی ہے لیکن پردادی کو محروم کر دیتا ہے کیونکہ وہ پردادی کے لئے واسطہ ہے نیز صرف ایک پشت کی جدات کو حصہ مل سکتا ہے اور وہ پشت سب سے قریبی پشت ہونی چاہیے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قریب والی جدات دور والی جدات کو محروم کر دیتی ہیں چاہے وہ خود بھی کسی وجہ سے محروم ہوں مثلاً باپ، دادی اور ماں کی نانی جمع ہوں تو دادی، گو کہ باپ کی موجودگی میں خود محروم ہے، لیکن وہ ماں کی نانی کو محروم کردے گی حالانکہ ماں کی نانی دادی کی غیر موجودگی میں باپ کی وجہ سے محروم نہ تھی۔ اگر کوئی جدہ میت کے لئے ایک سے زیادہ قسم کی جدہ بنتی ہو مثلاً وہ میت کی نانی بھی ہو اور دادی بھی تو اس کو صرف ایک ہی جدہ کا حصہ ملے گا۔

سوال حل کرنے کا طریقہ

جب جدول نمبر 1 سے موجود ذوی الفروض ورثاء کے سہام معلوم ہو جائیں تو اس کے بعد ان کا مجموعہ معلوم کریں۔

قاعدہ نمبر 1 الف۔ اگر سب ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ 24 یا اس سے زیادہ ہو اور ہر وارث کی تعداد ایک ہو یا کسی وارث کی تعداد ایک سے زیادہ ہو لیکن اس کے سہام اس کی تعداد پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہوں تو یہی ہر وارث کے سہام ہیں ان میں اب کسی قسم کی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

مثال نمبر 1۔ رشید نے اپنے پیچھے دو بیٹیاں، ماں، باپ اور دادی چھوڑی۔ ہر ایک کا حصہ بتائیے؟

جدول نمبر 1 کے مطابق رشید کی ماں کو 4 سہام ملیں گے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔ رشید کے باپ کو بھی 4 سہام ملیں گے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔

رشید کی دادی اس کے ماں باپ کی موجودگی میں محروم ہے۔ اس کی 2 بیٹیوں کو مشترکہ طور پر 16 سہام ملیں گے کیونکہ رشید کا کوئی بیٹا نہیں۔ 16 چونکہ 2 پر تقسیم ہو سکتا ہے اس لئے ہر بیٹی کے حصے میں 8 سہام آئے۔ باقی سب کے وہی سہام ہوں گے جو ان کے لئے جدول میں بتائے گئے ہیں۔

قاعدہ نمبر 1ب (تصحیح)۔ کسی بھی وارث کی تعداد اگر ایک سے زیادہ ہو اور فی کس سہام معلوم کرنے کے لئے اس کے سہام اس کی تعداد پر برابر برابر تقسیم نہ ہوتے ہوں ۔اس صورت میں:

جن ورثاء کی تعداد ایک سے زیادہ ہے ان کی تعدادوں کا ذو اضعاف اقل معلوم کریں اور اس سے سارے ورثاء کے سہام کو ضرب دے کر ان کی اپنی اپنی تعداد پر تقسیم کیجیئے ۔اس کے ساتھ سہام کی مجموعے کو بھی اس ذو اضعاف اقل سے ضرب دیجیئے تو یہ تصحیح ہو جائے گی۔

مثال نمبر 2۔ مثال نمبر 1 میں بیٹیوں کی تعداد تین کیجیئے ۔

مثال نمبر 1 میں بیٹیوں کے لیئے 16 سہام ہیں اتنی ہی تین بیٹیوں کے لئے بھی ہوں گی جبکہ باقی ورثاء کے سہام بھی وہی ہوں گے البتہ اب 16 کو 3 پر تقسیم نہیں کیا جا سکے گا ۔اس لئے حسب قاعدہ نمبر 1ب سب کے سہام کو 3 سے ضرب دے کر ان کی تعدادوں پر تقسیم کیا کیونکہ 3 اور 1 کا ذو اضعاف اقل 3 ہے پس ماں کے 12، باپ کے بھی 12، اور ہر بیٹی کے حصّے میں 16 سہام آئیں گے۔

مثال نمبر 3۔ عبدالسمیع نے اپنے پیچھے 3 بیٹیاں، ماں، باپ اور دو بیویاں چھوڑیں۔اس میں سب کا حصہ معلوم کریں۔

جدول نمبر 1 سے معلوم ہوا کہ:

عبدالسمیع کی بیویوں کو مشترکہ طور پر 3 سہام ملیں گے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے ۔اس کی بیٹیوں کو مشترکہ طور پر 16 سہام ملیں گے کیونکہ میت کا کوئی بیٹا نہیں نیز بیٹیوں کی تعداد 1 سے زیادہ ہے۔

عبدالسمیع کے باپ کو 4 سہام حاصل ہوں گے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔

〃 کی ماں کو بھی 4 سہام دیے جائیں گے کیونکہ میت کی اولاد موجود ہے۔

ان سب کے سہام کا مجموعہ 3+16+4+4=27 ہے جو کہ 24 سے زیادہ ہے اس لئے قاعدہ نمبر 1 کے مطابق یہی ان کے حصے بنے لیکن بیٹیوں اور بیویوں کی تعداد چونکہ ایک سے زیادہ ہے اس لئے پہلے ان کی تعداد کا ذو اضعاف اقل معلوم کریں گے ۔3 اور 2 کا ذو اضعاف اقل 6 ہے ۔اس لئے سارے ورثاء کے سہام کو 6 سے ضرب دے کر ان کی اپنی اپنی تعداد پر تقسیم کیا تو ہر بیوی کے 3×6÷2=9 ، ہر بیٹی کے 16×6÷3=32 سہام، ماں کے 4×6=24 اور باپ کے بھی 4×6=24 سہام معلوم ہوئے۔

نوٹ: جب مجموعہ الف 24 سے زیادہ ہو تو سب کے حصّے معمول سے کم ہو جاتے ہیں کیونکہ پہلے ان کے حصّے 24 میں تھے اور اب 24 سے زیادہ میں ہیں اس صورت کو مسئلہ عول کہتے ہیں۔اس صورت میں اگر کسی نے مندرجہ بالا قاعدے پر عمل کر لیا تو اس کو جواب درست ہوگا بیشک وہ عول کا لفظ بھی نہیں جانتا ہو۔

قاعدہ نمبر 2۔ اگر ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ 24 سے کم ہوتو24 سے اس مجموعہ کوتفریق کر کے جو باقی بچے وہ ان عصبات کو دیں جو میت سے رشتے میں سب سے قریب ہوں۔اس کے لئے صفحہ نمبر 25 پر شجرہ عصبات کا مطالعہ کریں۔اگر عصبات میں صرف عورتیں یا صرف مرد ہوں تو ان میں سب سہام برابر برابر تقسیم کیئے جائیں ورنہ ہر مرد کو ہر عورت کے حصّے کا دگنا ملے گا۔اس کے لئے مردوں سے بھی عورتیں بنا کر ان میں اصل عورتوں کی تعداد جمع کریں تو گویا عصبات میں کل عورتوں کی تعداد آجائے گی اس کے بعد ان میں عصبات کے سہام برابر تقسیم کر کے جب عصبہ عورت کا حصّہ معلوم ہوجائے تو اس کا دگنا حصہِ مرد کو دے دیں۔باقی سوال طریقہ نمبر 1 کے مطابق حل کریں۔

شجرہ عصبات کی تشریح۔

اس شجرہ میں جو صفحہ نمبر 25 پر موجود ہے میت کے ان ورثاء کی ترتیب دکھائی گئی ہے جو ذوی الفروض سے بچے ہوئے مال کے مستحق ہیں۔اس میں 78 کوڈ نمبر ہیں۔موجودہ ورثاء کو غور سے دیکھا جائے کہ ان پر کن کن کوڈ نمبروں کا اطلاق ہوتا ہے۔پھر دیکھا جائے کہ ان میں کن کا کوڈ نمبر سب سے کم ہے پس جن کا کوڈ نمبر سب سے کم ہو اس کوڈ نمبر میں شامل ورثاء باقی تمام مال کے وارث ہیں اور باقی جملہ محروم ہیں۔اصل میں یہ طریقہ اس قاعدہ پر جس کو الاقرب فالاقرب کہتے ہیں، مبنی ہے اس لئے اس شجرہ میں جس کا کوڈ نمبر سب سے کم ہے وہ میت کے سب سے زیادہ قریب ہے اور جو میت کے زیادہ قریب ہے وہ زیادہ مستحق ہے۔جو ورثاء کسی ایک کوڈ میں جمع ہیں تو یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ فقہا کے نزدیک میت کے ساتھ ایک ہی قرب رکھتے ہیں۔

اس میں میت اور اس کے آباء واجداد کو دائیں طرف ان کے حقیقی بھائیوں کے ساتھ اور بائیں طرف ان کے علاتی بھائیوں کے ساتھ افقی زنجیر دار خطوط کے ذریعے ملایا گیا ہے۔اس طرح ہر کوڈ کو اپنے سے نیچے کوڈ کے ساتھ جو اس کی اولاد ہے عمودی زنجیر دار خط کے ذریعے ملایا گیا ہے۔پس کوڈ نمبر 31 میت کے دادا کا حقیقی بھائی ہے۔35 کوڈ نمبر 31 کا پوتا ہے اس طرح 52 میت کے پردادا کے علاتی بھائی کا پوتا ہے۔

1 سے 4 تک کے کوڈ نمبر کے ورثاء میں مرد ورثاء کے ساتھ ان کے برابر کی عورتیں بھی ہیں۔ان میں عورتیں صرف اس وقت حصہ پاسکتی ہیں جب ان کے ساتھ اسی پشت کا یا ان سے نیچے پشت کا کوئی مرد موجود ہو۔مثلاً پوتی کے ساتھ اگر پوتا نہ ہو تو وہ عصبات میں حصہ نہیں پاسکتی لیکن اسی پوتی کے ساتھ پڑپوتا،سکڑ پوتا یا اس سے بھی کوئی نیچے نرینہ اولاد موجود ہو تو ان کے ساتھ یہ بھی عصبات میں حصہ پالے گی۔پس میت کی نرینہ اولاد پہلی دفعہ جس پشت کی بھی ملے وہ اپنی پشت کی میت کی زنانہ اولاد اور اپنے سے اوپر درجے کی میت کی ذوی الفروض میں محروم زنانہ اولاد کو عصبات میں شامل کردے گی۔اس قانون کو مسئلہ تشبیب بھی کہتے ہیں جس کو بہت مشکل سمجھا جاتا تھا۔اگر مرد اور عورتیں عصبات میں باہم شریک ہوجائیں تو ہر مرد کو ہر عورت سے دگنا حصہ ملے گا۔اس قانون کو للذکر مثل حظ الانثیین کہتے ہیں۔

شجرہ برائے عصبات

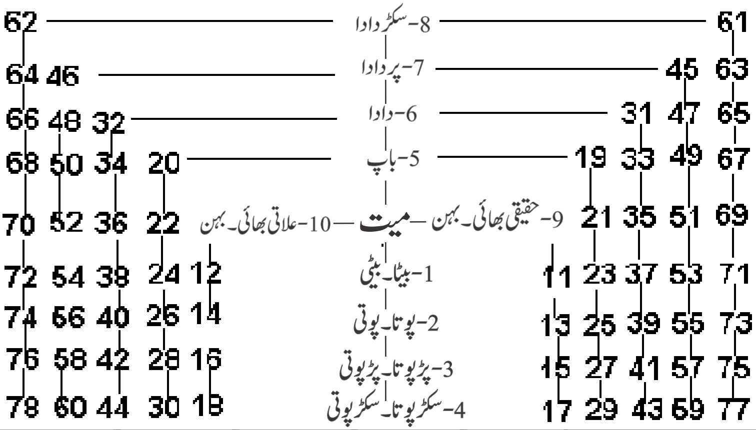

جدات صحیحہ کا نقشہ

	کالم نمبر1	کالم نمبر2	کالم نمبر3	کالم نمبر4
پشت نمبر1			دادی	نانی
پشت نمبر2		دادا کی ماں	دادی کی ماں	نانی کی ماں
پشت نمبر3	پردادا کی ماں	دادا کی نانی	دادی کی نانی	نانی کی نانی

عصبات میں صرف وہی عورتیں حصّہ پاسکتی ہیں جو ذوی الفروض میں محروم رہی ہوں ۔ یہاں اولاد میں عورتوں کو حصّہ تب ملتا ہے جب ان کے برابر کی یا ان سے نیچے پشت کی مردانہ اولاد موجود ہو(مسئلہ تشبیب)۔ایک سے زیادہ حقیقی بہنوں کی موجودگی میں علاتی بہنیں عصبات میں بھی محروم ہوتی ہیں لیکن میت کے علاتی بھائی ان کو اپنے ساتھ عصبہ بنا سکتے ہیں۔جن کی شرائط پوری ہوں ان میں پھر جن کا کوڈ نمبر سب سے کم ہوگا وہ میت کے سب سے قریب ہوگا اس لئے اسی کوڈ کے ورثاء مستحق عصبات ہوں گے اس میں اگر صرف مرد یا صرف عورتیں ہوں ان میں تو باقی ترکہ برابر تقسیم کیا جائے اور اگر اس میں مرد بھی ہوں اور عورتیں بھی تو ایک مرد کو دو عورتوں کا حصّہ دیا جائے گا۔

اس جدول میں شرائط میت کی بتائی گئی ہیں پس اولاد سے مراد میت کی اولاد ہے۔اخوہ ایک سے زیادہ بہن بھائیوں کو کہتے ہیں چاہے اخیافی علاتی اور حقیقی ملے جلے ہوں یا سب ایک قسم کے ہوں عورتیں ہوں یا مرد۔شرائط میں اولاد سے مراد وہ اولاد ہے جو ذوی الفروض یا عصبات میں حصّہ دار ہوسکتی ہو مثلاً بیٹا بیٹی پوتا سکڑپوتی وغیرہ نواسا نواسی وغیرہ ذوی الارحام ہیں وہ ان میں شامل نہیں۔جد اقرب صحیح سے مراد وہ جد ہے جس کی میت کے ساتھ رشتہ میں عورت نہ آئے مثلاً دادا پردادا وغیرہ جبکہ نانا جد رحمی ہے کیونکہ میت کی ماں عورت ہے۔

جدات صحیحہ: جدہ صحیحہ وہ جدہ ہے جس کی میت کے ساتھ رشتہ میں جد رحمی نہ آتا ہو مثلاً نانا کی ماں جدہ رحمی ہے لیکن دادا کی ماں جدہ صحیحہ ہے۔ جدات صحیحہ کے نقشے میں تیسرے اور چوتھے کالم میں جدات مالکیہ کے نزدیک جدات صحیحہ ہیں، دوسرے تیسرے اور چوتھے کالم کے حنابلہ کے نزدیک جدات صحیحہ ہیں اور چاروں کالم کے جدات احناف اور شوافع دونوں کے نزدیک جدات صحیحہ ہیں۔

للذ کر مثل حظ الانثیین کا آسان طریقہ۔

اس کی ضرورت عصبات اور ذوی الارحام میں آتی ہے اس کے لئے آسان طریقہ بتایا جاتا ہے اس آسان طریقے پر عمل سے تصحیح مسئلہ بہت آسان ہوجاتا ہے۔

اس قرآنی قاعدے کے مطابق عصبات اور ذوی الارحام میں مرد اور عورتیں جمع ہونے کی صورت میں مرد کو عورت کے حصہ سے دگنا مال دیا جاتا ہے۔اس میں عورت کا حصّہ 1 فرض کیا جائے تو مرد کا 2 بن جائے گا۔اب جتنی تعداد مردوں کی ہے اس کو 2 سے ضرب دی جائے اس میں عورتوں کی تعداد کو جمع کریں۔دوسرے لفظوں میں مردوں سے بھی عورتیں بنائیں گویا کہ کل اتنی عورتیں موجود ہیں جن میں عصبات کے لئے موجود سہام تقسیم کرنے ہوں گے پس اگر وہ سہام اس مجموعہ پر قابل تقسیم ہو تو ہر عورت کے حصّے میں جتنے سہام آئیں گے وہ ہر عورت کا حصّہ اور اس کے دگنے سہام ہر مرد کا حصّہ قرار پائے گا۔اگر وہ سہام ان مفروضہ عورتوں کی تعداد پر نا قابل تقسیم ہو تو حسب قاعدہ نمبر 1 ذوی الفروض ورثاء کے ساتھ ان مفروضہ عورتوں کی تعداد کا ذو اضعاف اقل معلوم کر کے سارے ورثاء کے سہام کو اس سے ضرب دے کر ان کی اپنی اپنی تعداد پر تقسیم کریں تو ہر وارث بشمول ان مفروضہ عورتوں کے فی کس سہام معلوم ہو جائیں گے۔یاد رہے کہ اب کل سہام 24 نہیں بلکہ 24 اور اس ذو اضعاف اقل کا حاصل ضرب ہوگا۔جتنے سہام 24 میں عصبات کے مفروضہ عورتوں کے لئے فی کس آئے ہیں وہ تو عورتوں کے ہوں گے اور ان سے دگنے ہر عصبہ مرد کے لئے ہوں گے۔

مثال نمبر 4۔ عبدالباسط نے اپنے پیچھے ایک بیوی، 3 بیٹیاں، ایک پوتی، ایک پڑپوتا، 2 پڑپوتیاں، 2 سکڑ پوتے اور 3 سکڑ پوتیاں چھوڑیں۔ان میں کس کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

جدول نمبر 1 کے مطابق عبدالباسط کی بیوی کو 3 سہام، 3 بیٹیوں کو 16 سہام ذوی الفروض میں مل جائیں گے کیونکہ میت کا بیٹا نہیں۔باقی 5 اکائیوں کے لئے عصبات میں پوتی کے ساتھ کوئی پوتا نہیں اس لئے وہ عصبات میں محروم ہے۔البتہ میت کی نرینہ اولاد میں پڑپوتا اور سکڑ پوتے موجود ہیں جن میں پڑپوتے کا کوڈ نمبر 3 اور سکڑ پوتے کا 4 ہے اس لئے سکڑ پوتے محروم ہیں اور ان کے ساتھ سکڑ پوتیاں بھی۔پڑپوتے کے ساتھ پڑپوتیاں کوڈ نمبر 3 میں شریک ہوں گی اور مسئلہ تشبیب کے مطابق ان کے ساتھ پوتی کو بھی شریک کر دیں گے۔پس اب بقیہ 5 سہام میت کے پڑپوتے ، 2 پڑپوتیوں اور ایک پوتی میں اس طرح تقسیم ہوں گے ایسا کہ ہر مرد کو ہر عورت کا دگنا حصہ ملے یعنی پڑپوتا چونکہ مرد ہے اس لئے ان کو دو عورتوں کا حصّہ دیا جائے گا باقی تین عورتیں ہیں۔ان کے ساتھ ملا کر گویا کہ کل پانچ عورتیں ہوگئیں۔اب یہ باقی پانچ سہام ان پانچ عورتوں میں تقسیم کی جائیں تو ہر عورت کے حصّے میں ایک سہام آجاتا ہے۔پڑپوتا چونکہ مرد ہے اس کو ان میں سے ہر ایک دگنا یعنی دو سہام دیے جائیں گے۔پس پڑپوتے کو 2 سہام، ہر پڑپوتی کو 1 اور پوتی کو بھی 1 سہام دیا جائے۔چونکہ عبدالباسط کی تین بیٹیاں ہیں اور 16 تین پر پورا پورا

تقسیم نہیں ہوتا جبکہ عصبات کی مفروضہ عورتوں کی کل تعداد 5 ہے لیکن ان کے لئے بھی 5 سہام باقی ہیں اس لئے ہر عورت کو 1 سہام ملے گا اس لئے 3 اور 1 کا ذواضعاف اقل معلوم کیا جائے گا جو کہ 3 ہے۔ قاعدہ نمبر 1 ج کے مطابق ہر وارث کے سہام کو اس ذواضعاف اقل سے ضرب دے کر ان کی اپنی اپنی تعداد پر تقسیم کیا تو اس طرح ہر بیٹی کا حصہ = 16×3÷3=16 سہام، بیوی کے 3×3=9 سہام، عصبات میں ہر عورت کے 1×3÷1=3 سہام آئے۔ پس ہر پڑپوتی اور پوتی کو تو 3 سہام ملیں گے جبکہ پڑپوتے کو اس کا دگنا یعنی 6 سہام ملیں گے۔

کوڈ نمبر 5 سے لے کر کوڈ نمبر 8 تک ایک ہی فرد پر مشتمل ہوتے ہیں۔ یہ ورثاء میت کے آباء اجداد ہیں۔ اگر میت کی نرینہ اولاد کوئی نہ ہو تو کوڈ نمبر 5 سے لے کر 8 تک کے موجود ورثاء میں جس کا کوڈ نمبر سب سے کم ہو تو سارا باقی مال اس کو ملے گا۔

مثال نمبر 5۔ عبدالجلیل نے ماں، ایک بیوی، دادا اور پردادا چھوڑے۔ ان میں کس کو کتنا حصہ ملے گا؟

عبدالجلیل کی ماں کو اولاد اخوہ اور باپ نہ ہونے کی وجہ سے 8 سہام اور بیوی کو 6 سہام ملے جبکہ دادا ذوی الفروض میں محروم رہا کیونکہ میت کی کوئی اولاد موجود نہیں تھی۔ ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ 14 ہے اس لئے باقی 10 سہام عصبات کو ملیں گے۔ عصبات میں دادا کا کوڈ نمبر 6 اور پردادا کا کوڈ نمبر 7 ہے۔ چونکہ دادا کا کوڈ نمبر کم ہے اس لئے 10 کے 10 سہام مرحوم کے دادا کو مل گئے۔

کوڈ نمبر 9 : یہ کوڈ نمبر میت کے حقیقی بہن بھائیوں پر مشتمل ہے۔ کوڈ نمبر 8 تک کے ورثاء کی عدم موجودگی میں کوڈ نمبر 9 مستحق کوڈ بن جاتا ہے۔ اس کوڈ میں اگر صرف مرد ہوں یا صرف عورتیں ہوں تو باقی مال ان میں برابر برابر تقسیم کیا جائے اور اگر مرد اور عورتیں اکٹھی آجائیں پھر ان میں مردوں کو عورتوں کا دگنا حصہ دیا جائے گا۔ بالفاظ دیگر حقیقی بہن بھائیوں کا معاملہ میت کی پوتیوں، پڑپوتیوں اور سکڑ پوتیوں کی طرح نہیں کہ ان کو عصبات میں حصّہ لینے کے لئے کسی برابر کے مرد یا اپنے سے کم درجے کی مرد کی ضرورت ہو اکیلی حقیقی بہنیں بھی عصبات میں حصّہ لے سکتی ہیں۔

کوڈ نمبر 10 : یہ کوڈ نمبر میت کے علاتی بہن بھائیوں پر مشتمل ہے۔ کوڈ نمبر 9 تک کے ورثاء کی عدم موجودگی میں کوڈ نمبر 10 مستحق کوڈ بن جاتا ہے۔ اگر ذوی الفروض میں حقیقی بہنوں کی تعداد ایک سے زیادہ نہ ہو تو اس میں اگر صرف مرد ہوں یا صروف عورتیں ہوں تو باقی مال ان میں برابر برابر تقسیم کیا جائے اور اگر مرد اور عورتیں اکٹھی آجائیں تو پھر ان میں مردوں کو عورتوں کا دگنا دیا جائے گا۔ اگر ذوی الفروض میں حقیقی بہنوں کی تعداد ایک سے زائد ہو تو اس کوڈ میں علاتی بہنیں صرف اس وقت حصہ پا سکتی ہیں جب میت کا کوئی علاتی بھائی بھی موجود ہو۔ بصورت دیگر علاتی بہنیں اس کوڈ میں محروم ہوجائیں گی اور کوڈ نمبر 11 کا استحاق شروع ہوجائے گا۔ اس صورت میں علاتی بہنوں کا معاملہ پوتیوں، پوتیوں اور سکڑ پوتیوں کی طرح ہوجاتا ہے۔

کوڈ نمبر 11 : یہ میت کے حقیقی بھتیجوں پر مشتمل ہے۔ یہ اور اس سے اوپر کے تمام کوڈ مردوں کے ہیں اس لئے ان میں

اگرایک فرد ہوتو باقی سارا مال اس کا ورنہ سب میں باقی مال برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

شجرہ عصبات صرف چار پشتوں تک دکھایا گیا ہے لیکن اس کو حسب ضرورت مزید بڑھایا جاسکتا ہے۔اس کا طریقہ یہ ہے کہ سکڑ دادا سے اوپر جہاں تک اجداد کا سلسلہ بڑھانا ہوتو بڑھائیں۔اس کے بعد ہر جد سے دونوں طرف افقی زنجیر دار خطوط کے ذریعے ان کے بھائیوں کے ساتھ شجرہ کے طریقے پر بڑھالیں پھر ان کے بھائیوں سے ان کی اولاد کی لڑیاں شجرہ کے طریقے پر بنائیں اور ترتیب وار جیسا کہ باقی شجرہ میں نمبر لگائے گئے ہیں لگاتے جائیں اس سے شجرہ جہاں تک کوئی بڑھانا چاہے تو بڑھا سکتا ہے۔ترتیب کو بہتر رکھنے کے لئے یہ مفید ہوگا کہ شجرہ کے موجودہ نمبروں کو نئے نمبروں کی ترتیب کے مطابق رکھ لیں۔

مثال نمبر 6۔ عبدالحمید نے اپنے پیچھے ایک بیوی، ماں، ایک حقیقی چچا اور دو علاتی بھتیجے چھوڑے۔اس کی میراث میں ہر ایک کا کتنا حصہ بنے گا؟

بیوی کو 6 سہام، ماں کو 8 سہام (کیونکہ میت کی اولاد اور اخوہ موجود نہیں نہ ہی اس کا باپ موجود ہے) دینے کے بعد 10 سہام بچے۔شجرہ عصبات میں حقیقی چچا کا کوڈ 31 اور علاتی بھتیجے کا کوڈ 12 ہے پس علاتی بھتیجا مستحق کوڈ ہے اس لئے باقی 10 سہام دو علاتی بھتیجوں میں برابر برابر تقسیم کیے جائیں گے یعنی ہر ایک کو 5 سہام ملیں گے۔

اختصار کا طریقہ:

اگر مندرجہ بالا طریقے پر عمل کیا جائے تو ان شاء اللہ جواب تو صحیح ہوگا لیکن ورثاء کے سہام اگر ایسے ہوں کہ وہ کسی مشترک عدد پر تقسیم ہوسکتے ہوں یعنی اس کو مزید مختصر کرنا ممکن ہو۔اس کو حاصل کرنے کے لئے تمام ورثاء کے سہام کو کسی ایسے چھوٹے سے چھوٹے عدد پر تقسیم کریں جس پر سب تقسیم ہوسکیں۔اور یہ عمل اس وقت تک جاری رکھیں جب تک سب بیک وقت اس تقسیم کنندہ عدد پر تقسیم ہوسکتے ہوں۔

مثال نمبر 7۔ عبدالجبار نے اپنے پیچھے دو بیویاں، ماں ، 2 بیٹیاں اور 3 بیٹے چھوڑے ان میں اس کا ترکہ تقسیم کریں۔

. بیویوں کو 3 سہام اور ماں کو 4 سہام دینے کے بعد 17 سہام بچتے ہیں۔بیٹیاں ذوی الفروض میں محروم تھیں کیونکہ بیٹے موجود ہیں۔اب ان باقی سہام کو ان بیٹیوں پر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کریں گے ان میں بیٹی کا حصہ اگر 1 مانا گیا تو بیٹے کے لئے 2 فرض کرنا پڑے گا پس 3 بیٹے 6 بیٹیوں کے برابر مان کر ان میں 2 بیٹیاں جب جمع کیں تو جواب 8 آیا جو کہ ہمارے لئے یہاں مجموعہ ''ب'' کہلائے گا۔اب چونکہ 17 آٹھ پر تقسیم نہیں ہوسکتا اس لئے ہر بیٹی کا حصّہ 17 سہام مان کر ہر بیٹے کو اس کا دگنا یعنی 34 دیا اور حسب قاعدہ بیویوں کو 24 دیا کیونکہ ان کے گزشتہ سہام 3 تھے ان کو 8 سے ضرب دی، ماں کے سہام 4 تھے ان کو 8 سے ضرب دی تو اس کا حصّہ 32 آیا اور سب کے حصّوں کا مجموعہ

پہلے 24 تھا اس کو بھی 8 سے ضرب دی تو جواب 192 آیا۔
اب بیویاں 2 ہیں اور ان دونوں کے لئے کل 24 حصّے ہیں چونکہ 24 دو پر قابل تقسیم ہے اسلئے ہر ایک کا حصّہ 12 آیا۔
پس 192 میں ہر بیوی کے 12 سہام ، ماں کے 32 ، ہر بیٹی کے 17 اور ہر بیٹے کے 34 سہام ہوئے ۔

قاعدہ نمبر 3 (مسئلہ رد)۔ اگر ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ 24 سے تو کم ہو لیکن ان باقی سہام کے لئے عصبات موجود نہ ہوں تو اس صورت میں ذوی الفروض نسبی پر ان باقی سہام کو ان کے موجودہ حصوں کے تناسب سے دیا جائے گا۔اس کا آسان طریقہ درج ذیل ہے۔

الف ۔ اگر ذوی الفروض سببی موجود نہ ہوں تو ذوی الفروض نسبی کے سہام کو برقرار رکھتے ہوئے ان کے مجموعے کو کل سہام مانتے ہوئے تمام ذوی الفروض میں ترکہ تقسیم کریں۔

ب ۔ اگر ذوی الفروض سببی بھی موجود ہوں تو:
1-ذوی الفروض نسبی کے سہام کا مجموعہ معلوم کر کے اس کو ''ن'' کہہ دیں۔
2-ذوی الفروض سببی کے سہام کے مجموعے کو 24 سے تفریق کر کے اس کے جواب کو ''س'' کہہ دیں۔
3-اب ''ن'' کو ذوی الفروض سببی کے سہام سے اور ''س'' کو سارے ذوی الفروض نسبی کے سہام سے ضرب دیں تو سب کے سہام ''رد'' کے مطابق آجائیں گے۔
4- کل سہام کو 24 سمجھ کر اس کو ''ن'' سے ضرب دیں تو رد کے بعد کل سہام معلوم ہو جائیں گے۔
دوسرا طریقہ: اگر ذوی الفروض سببی موجود ہوں تو:
1۔ذوی الفروض نسبی کے حصص کی کسروں میں نسبت معلوم کریں اور ان کا نسبتی مجموعہ معلوم کریں۔
2-اس نسبت مجموعے کو ذوی الفروض سببی کے کسر کے مخرج سے ضرب دیں اور حاصل ضرب میں ذوی الفروض سببی کا حصّہ معلوم کر کے اس سے اس کو تفریق کریں۔
3-حاصل تفریق میں ذوی الفروض نسبی کے حصّوں میں نسبت کے مطابق تقسیم کریں۔

مثال نمبر 8۔ محمد زبیر نے ایک بیوی، ماں اور ایک بیٹی وارث چھوڑے۔اس کے ترکہ میں ہر ایک کا حصہ معلوم کریں؟

بیوی کو 3، ماں کو 4 اور بیٹی کو 12 سہام ملے۔مجموعہ 3+4+12=19 سہام بنا جو 24 سے کم ہے۔باقی 5 اکائیوں کے لئے عصبات موجود نہیں اس لئے ذوی الفروض نسبی یعنی ماں اور بیٹی پر انکا رد کرنا پڑے گا۔ذوی الفروض نسبی کی اکائیوں کا مجموعہ 4+12=16 ہے اور یہ ''ن'' ہے۔24 سے بیوی کے 3 سہام تفریق کیئے تو جواب 21 آیا

اور یہ ''س'' ہے۔اب ذوی الفروض سببی کے سہام یعنی بیوی کے سہام کو ''ن'' یعنی 16 سے ضرب دی تو بیوی کے 48 سہام بنے۔ماں اور بیٹی کے سہام کو''س'' یعنی 21 سے ضرب دی تو ماں کے 84 سہام اور بیٹی کے 252 سہام بنے جو کہ مکمل جواب ہے لیکن اختصار کے لئے جیسا کہ جدول میں دکھایا گیا ہے عمل اختصار کیا۔اس کا طریقہ جیسا کہ بتایا گیا تھا پہلے سب چھوٹے مشترک عدد (یہاں 2 پر) پر سارے سہام کو تقسیم کیا اور اسی عدد پر اس وقت تک تقسیم کرتے رہے جب تک اس پر سارے سہام تقسیم ہوتے رہے پھر اس کے بعد اس سے بڑی مشترک عدد (اس صورت میں 3 پر) تقسیم کیا تو بیوی کے 4 ماں کے 7 اور بیٹی کے 21 سہام آئے اور ان کا مجموعہ 32 سہام آیا۔

عمل اختصار

	ماں	بیٹی	بیوی	کل سہام
رد کے بعد	84	252	48	384
2 پر تقسیم کیا	42	126	24	192
پھر 2 پر تقسیم کیا	21	63	12	96
پھر 3 پر تقسیم کیا	7	21	4	32

دوسرا طریقہ۔ماں کو 1/6 ، بیٹی کو 1/2 اور بیوی کو 1/8 ملے گا۔ماں بیٹی ذوی الفروض نسبی ہیں اور ان کے حصّوں میں تناسب 1/6:1/2 ہے جو کہ 1:3 کے مترادف ہے (کیونکہ دونوں کی کسروں کو ان کی ذواضعاف اقل 6 سے ضرب دی) نسبتی مجموعہ (4=3+1) ہے۔اس کو بیوی (ذوی الفرض سببی) کی کسر 1/8 کی مخرج 8 سے ضرب دی تو جواب (32=8x4) آیا۔یہ کل سہام بنے۔ان میں بیوی کا حصّہ (32x1/8=4) بنتا ہے۔اس کو 32 سے تفریق کیا تو جواب 28 آیا۔یہ ذوی الفروض نسبی کے کل سہام بنے۔ان میں یعنی 28 میں (3 : 1) کے مطابق ماں کو (28x1/4=7) سہام ملے اور بیٹی کو (28x3/4=21) سہام ملے۔

اکائی کا قاعدہ۔

جب ہر وارث کے سہام معلوم ہو جائیں تو اب کل مال قابل تقسیم ترکہ میں ہر ایک کا حصہ مشکل نہیں۔اس کے لئے اکائی کا قاعدہ استعمال کیا جا سکتا ہے جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر وارث کے جتنے سہام بنتے ہیں اس کو کل سہام کے مجموعے پر تقسیم کر کے کل قابل تقسیم ترکہ سے ضرب دیں۔مثلاً مثال نمبر 7 میں محمد زبیر کی ماں کے 7 سہام ، بیٹی کے 21 سہام اور بیوی کے 4 سہام بنتے ہیں۔ان سب کا مجموعہ 32 ہے پس اگر محمد زبیر کا کل سرمایہ 64000 روپے ہو اور کل سہام 32 ہوں تو فی سہام 2000 روپے آتے ہیں پس اس کی ماں کے 7 سہام کے 14000 ، بیٹی کے 21 سہام کے 42000، اور بیوی کے 4 سہام کے 8000 روپے ہوں گے۔معروف طریقہ یہ ہے کہ ماں کے لئے اس کے 7 سہام

کو32 سہام پر تقسیم کر کے64000 سے ضرب دیں تو بیوی کا حصّہ رقم میں نکل آئے گا۔اسی طرح باقی ورثاء کے لئے بھی کریں۔

سوال کو حل کرنے کا مختصر طریقہ

۔پہلی سطر میں کل سہام 24 لکھیں۔ساتھ ہی اگر معلوم ہو تو ترکہ کی مقدار بھی لکھیں۔دوسری سطر میں ورثاء کے نام

کل سہام24		کل ترکہ50000روپے				
وارث	ماں	باپ	بیٹیاں	بیوی	دادی	بھائی
تعداد	1	1	3	1	1	2
سہام24میں	4	4	16	3	م	ع

لکھیں۔تیسری سطر میں ہر وارث کی تعداد لکھیں۔چوتھے سطر میں 24 سہام میں ہر ایک وارث کے جتنے سہام جدول نمبرا کے مطابق بنتے ہیں لکھیں۔جو ورثاء اس جدول کے مطابق بالکل محروم ہوتے ہیں ان کے نام کے نیچے چوتھی سطر میں ''م'' لکھیں اور جو ورثاء ذوی الفروض میں حصہ لینے سے تو محروم ہوتے ہیں لیکن عصبات میں وہ مستحق بن سکتے ہیں ان کے ناموں کے نیچے''ع'' لکھیں۔اب جو جدول نمبر1 سے حصّہ پا چکے ہیں ان کے حاصل کردہ سہام کا مجموعہ لکھیں۔

•• اگر یہ مجموعہ الف 24 ہے یا 24 سے زیادہ ہے تو قاعدہ نمبر1 کے مطابق سوال حل کریں ۔

••• اگر یہ مجموعہ الف 24 سے کم ہے اور ورثاء میں کوئی یا کئی ایسے ہیں جن کے نیچے''ع'' لکھا ہوا ہے تو قاعدہ نمبر2 کا استعمال کریں۔

۔۔۔۔اگر اعصبات میں کوئی بھی نہ ہو تو مولیٰ عتاقہ کو اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جس نے میت کو آزاد کیا ہو اگر وہ نہ ہو تو مولیٰ عتاقہ کے مرد عصبات کو باقی مال ملے گا۔

۔۔۔۔۔وہ بھی نہ ہوں یا میت کبھی غلام رہا ہی نہ ہو تو بقیہ مال کو بھی ذوی الفروض نسبیہ پر رد کیا جائے گا جس کے لئے رد کا طریقہ استعمال کیا جائے گا۔امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک رد کے طریقہ کے لئے اختلافیات کا باب دیکھیں۔

۔۔۔۔۔۔اگر ذوی الفروض نسبی نہ ہو تو باقی مال ذوی الارحام کو ملے گا۔وہ بھی نہ ہوں تو پھر مولیٰ الموالاۃ کو دیا جائے گا ورنہ مقرلہ بالنسب علی الغیر کو اور وہ نہ ہو تو اس شخص کو دیا جائے گا جس کے لئے میت نے سارے مال کی وصیت کی ہے۔اگر مندرجہ بالا میں سے کوئی بھی نہ ملے تو باقی مال بیت المال کا ہوگا۔

•••••اگر ترکہ معلوم ہو تو اکائی کے قاعدے سے ہر وارث کا حصّہ کل ترکہ میں ایسا معلوم کیا جاسکتا ہے کہ

اس کے سہام کو کل سہام پر تقسیم کر کے کل ترکہ سے ضرب دیں۔اس کے لئے کیلکو لیٹر کا استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فتویٰ لکھنے کا طریقہ

ورثاء میں شریعت کے مطابق ترکہ تقسیم کرنے کے بعد فتویٰ ایسا لکھا جائے کہ اس میں کوئی ابہام نہ رہے جس کے لئے ترکے کا تعین ضروری ہے اس لئے اس سے پہلے یہ لکھا جائے کہ میت کے کل ترکہ سے بغیر اسراف کے تجہیز و تکفین کا خرچ اور اس پر واجب الاداقرض کو ادا کرنے کے بعد جو باقی بچے اس سے اس کے تہائی میں میت کی وصیت اگر اس نے کی ہے کا اجراء کیا جائے اس کے بعد جو باقی بچے اس کے ( ) حصّے کیئے جائیں ان میں ہر وارث کے جتنے جتنے سہام بنتے ہیں وہ لکھا جائے۔اوپر دیئے ہوئے بریکٹ میں کل سہام لکھے جائیں۔

استفتاء۔کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلے میں کہ نظام الدین نے ایک بیوی، دو بیٹیاں اور پانچ بھائی چھوڑے ہیں ان میں ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی۔

ایک بیوی کو 3، دو بیٹیوں کو 16 دینے کے بعد 5 سہام باقی بچے جو کہ پانچ بھائیوں میں بطور عصبہ تقسیم کئے جائیں گے۔فتویٰ یوں لکھا جائے گا۔

’’میت کے کل ترکہ سے بغیر اسراف کے تجہیز و تکفین کا خرچ اور اس پر واجب الاداقرض کو ادا کرنے کے بعد جو باقی بچے اس سے اس کے تہائی میں میت کی وصیت اگر اس نے کی ہے کا اجراء کیا جائے اس کے بعد جو باقی بچے اس کے 24 حصّے کیئے جائیں ان میں بیوی کو 3، ہر بیٹی کو 8 اور ہر بھائی کو 1 حصّہ دیا جائے۔‘‘

دستخط مفتی

ضروری گزارش۔

جیسا کہ فتویٰ میں ذکر آ گیا مفتی کا کام صرف ورثاء کے سہام معلوم کرنا نہیں بلکہ ترکہ کا تعین بھی کرنا ہے۔ اس لئے مفتی کو نہ صرف وصیت، قرض، تجہیز و تکفین کے مسائل کا جاننا ضروری ہے بلکہ اس کو معاملات کے مسائل کا استحضار لازم ہے ورنہ عین ممکن ہے کہ وہ کوئی ایسی چیز ورثاء میں تقسیم کروادے جو میت کا ترکہ نہ ہو بلکہ کسی اور کا ہو اس لئے بعض حضرات جو صرف میراث کا حساب چند گھنٹوں میں سمجھا کر مفتی میراث کی سند دیتے ہیں، مستحسن نہیں۔مفتی میراث بننے کے لئے معاملات کے مسائل سے واقف ہونا از حد ضروری ہے۔وکلاء سے بھی اس کی درخواست کی جاتی ہے کہ وہ میراث کے معاملے میں مستند مفتیان کرام سے رابطہ رکھیں تاکہ ان سے کوئی غلطی نہ ہو جائے۔میراث کے حساب کے بارے میں البتہ یہ تاثر دور کرنا کہ یہ ایک مشکل فن ہے، مستحسن ہے اس کی قدر کرنی چاہیئے اللہ تعالیٰ ایسا کرنے والوں کو اس سعی کا اجر عظیم نصیب فرمائے۔

کمپیوٹر کے ذریعے میراث کے حصص نکالنا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے بندہ نے ایک ایسا کمپیوٹر پروگرام تیار کیا ہے جس کے ذریعے دومنٹ میں ہر قسم کے میراث کے مسئلے میں حصص نکالے جاسکتے ہیں۔اس کا طریقہ بہت آسان ہے اور ایک میٹرک پاس طالبعلم بھی اس کو صرف پانچ دس منٹ میں سیکھ سکتا ہے۔ پروگرام چلانے کے بعد سکرین پر آپ سے پوچھا جائے گا کہ آپ کس امام کے طریقے میراث کے مسائل حل کرنا چاہتے ہیں اور یہ کہ آپ کتنی رقم تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔پھر آپ New Problem کا جب check کریں گے تو ذوی الفروض کا چارٹ آجاتا ہے جس میں تمام ممکن ذوی الفروض کے ورثاء دیئے ہوتے ہیں۔جن کی تعداد ایک سے زیادہ ہوسکتی ہے اس میں ان کے سامنے تعداد کی ڈبہ میں تعداد لکھنی ہوتی ہے۔اور جن کی تعداد ایک سے زیادہ ممکن نہ ہو ان کو صرف Check کرنا ہوتا ہے۔اس کے بعد Enter دبائیں ۔اگر سوال دیئے ہوئے معلومات کے مطابق حل ہوسکتا ہو تو جواب آجائے گا۔نہیں تو عصبات کا چارٹ سامنے آجائے گا ۔اس صورت میں موجود عصبات میں جس کا کوڈ نمبر کم سے کم ہی اس کا کوڈ نمبر دے دیں اور اگر عصبات موجود ہی نہیں تو پھر عصبات موجود نہیں کو Click کریں۔اس کے بعد اگر سوال حل ہوا تو فبہا ورنہ ذوی الارحام کی سکرین آجائے گی۔اس میں بھی آپ سے پہلے یہ پوچھا جائے گا کہ مسئلہ کس امام کے طریقے پر حل کرنا ہے۔امام ابو یوسفؒ کے طریقے پر یا امام محمدؒ کے طریقے پر۔اس کا جواب دے دیں۔

اس کے بعد جس طرح آپ سے پوچھا جائے گا اس طرح جواب دیتے جائیں۔ان شاء اللہ آپ کو صحیح جواب مل جائے گا۔

اس پروگرام کے ذریعے مناسخے کے سوال بھی حل کئے جاسکتے ہیں۔اس کے لئے پہلے سے مناسخہ کا طریقہ منتخب کریں گے ۔

تصحیح کا طریقہ

اس کا طریقہ یہ ہے کہ جن جن ورثاء کو جتنے جتنے سہام ملے ہیں وہ ان کی اپنی اپنی تعداد پر تقسیم کرتے جائیں تا کہ فی کس سہام معلوم ہوں۔ اس میں دو صورتیں ہو سکتی ہیں:

الف۔ اگر سارے ورثاء کے سہام ان کی اپنی اپنی تعداد پر پورے پورے تقسیم ہو سکتے ہیں اس صورت میں تو ہر وارث کے سہام اس کی تعداد پر تقسیم کر لیں مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔

ب۔ اگر کسی وارث کے سہام اس کی تعداد پر پورے پورے تقسیم نہیں ہو سکتے تو جن جن ورثاء کا فی کس حصہ کسر میں آ رہا ہے ان کسور کا ذو اضعاف اقل معلوم کریں۔ پھر ہر وارث کے سہام اور کل مجموعے کو اس ذو اضعاف اقل سے ضرب دیں۔ ہر وارث کے لیئے نئے سہام اور ان کا نیا مجموعہ حاصل ہو جائے گا۔ کیلکو لیٹر کی موجودگی میں گو کہ مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ کیلکو لیٹر کے لئے بڑا عدد اور چھوٹا عدد یکساں ہے لیکن بعض حضرات کی نازک طبع پر یہ گراں گزرتا ہے اس لیئے مختصر کرنے کے لیئے ان کو چاہیئے کہ ورثاء کے سہام کو عمل اختصار کے ذریعے مختصر کریں اور وہ یوں کہ ان کو کسی چھوٹے سے چھوٹے عدد جس پر سب سہام تقسیم ہو سکیں تقسیم کریں اور ایسا اس وقت تک کرتے جائیں جب مزید ان کو بیک وقت کسی عدد پر تقسیم نہ کیا جا سکتا ہو۔

سراجی کے تصحیح کے باب کے نو مسئلوں کو اب اس طریقے سے حل کیا جاتا ہے جس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ تصحیح کیلیئے علیحدہ علیحدہ قاعدے ذہن نشین کرنے کی بجائے یہی ایک مذکورہ قاعدہ ہی سب کے لئے کافی ہے۔

مثال نمبر 1۔ پہلی شکل میں بیٹیوں کے سہام 2 پر پورے پورے تقسیم ہو رہے ہیں اسلیئے مزید کچھ کرنے کی ضرورت نہیں تاہم اختصار کے کے لئے تمام سہام کو دو دفعہ 2 پر تقسیم کیا اس کے بعد کسی عدد پر تمام سہام تقسیم نہیں ہو سکے اس لئے یہی جواب ہے۔ کل سہام بھی 2 دفعہ 2 پر تقسیم ہونے سے 6 رہ گئے۔

ورثاء	بیٹیاں	ماں	باپ
تعداد	2	1	1
سہام	16	4	4
سہام فی کس	8	4	4
سہام فی کس	2	1	1

مثال نمبر 2۔ دوسری شکل میں چونکہ 16/10 کسر ہے اس لئے اس کے ذو اضعاف اقل 10 سے سب کے سہام کو ضرب دی اور 24 کو بھی 10 سے ضرب دی پس 240 سہام میں ہر بیٹی کا حصہ 16، ماں کا 40، اور باپ کا 40 سہام حصہ آیا۔ اختصار کیلیئے سب کے سہام کو 8 پر تقسیم کیا اور 240 کو بھی 8 پ تقسیم کیا پس 30 سہام میں فی کس سہام معلوم ہوئے۔

ورثاء	بیٹیاں	ماں	باپ
تعداد	10	1	1
سہام	16	4	4
سہام فی کس	16/10	4	4
سہام فی کس	16	40	40
سہام فی کس	2	5	5

مثال نمبر 3۔ اس میں مجموعہ 30 ہے جو 24 سے زیادہ ہے اور بیٹیوں کے فی کس حصے میں کسر آ رہا ہے۔ اس کو بھی حل کرنے کے لئے مسئلہ 2 کا طریقہ کافی ہے۔ جب مجموعہ 24 سے زیادہ ہو تو اس کو عول کہتے ہیں۔ ثابت ہوا کہ عول کی صورت میں بھی تصحیح کا طریقہ تبدیل نہیں ہوتا۔

ورثاء	خاوند	بیٹیاں	ماں	باپ
تعداد		6		
سہام	6	16	4	4
30 سہام میں فی کس	6	16/6	4	4
30×6 سہام میں	36	16	24	24
مختصر سہام	9	4	6	6

مثال نمبر 4۔ ماں باپ کے ساتھ 5 بیٹیاں ہیں۔ اس کا حل بھی مثال نمبر 2 کی طرح ہے بس یہاں بیٹیوں کی تعداد 10 کی بجائے 5 ہے پس ماں باپ کے لئے چار چار سہام رکھ کر بیٹیوں کو 16 سہام جب دے دیئے تو مجموعہ 24 ہی آیا اس لئے جواب یہی ہے البتہ ہر بیٹی کا فی کس حصہ 16/5 کسر میں آتا ہے جو کہ واحد کسر ہے اس لئے اس کا ذواضعاف اقل معلوم کیا تو وہ 5 ہی ہے اس سے سب کے سہام کو ضرب دے کر ان کی اپنی اپنی تعدادوں پر تقسیم کیا تو والدین میں ہر ایک کے 20 اور ہر بیٹی کے 16 سہام ہوئے۔ آگے صرف عمل اختصار ہے۔

ورثاء	ماں	باپ	بیٹیاں
تعداد			5
سہام	4	4	16
سہام فی کس	20	20	16
سہام	5	5	4

مثال نمبر 5۔ اس میں خاوند کے ساتھ 5 حقیقی بہنیں ہیں۔ میت کی اولاد نہیں اس لئے خاوند کو 12 سہام دیئے اور حقیقی بہنوں کو 16 سہام۔ اب چونکہ ہر حقیقی بہن کا حصہ 16/5 کسر میں آ رہا ہے اس لئے اس کی ذواضعاف اقل 5 سے خاوند اور حقیقی بہنوں کے سہام نیز مجموعہ 28 کو ضرب دی تو کل 140 سہام میں خاوند کے 60 اور ہر حقیقی بہن کے 16 سہام ہو گئے۔ عمل اختصار سے خاوند کے 15 اور ہر حقیقی بہن کے 4 سہام ہو گئے جبکہ کل سہام 35 رہ گئے۔

ورثاء	خاوند	حقیقی بہنیں
تعداد		5
سہام	12	16
سہام فی کس	12	16/5
سہام فی کس	60	16

مثال نمبر 6۔ ہر کسی کے سہام میں کسر آ رہا ہے۔ ان کسور کا ذواضعاف اقل 6 ہے۔ اس سے ان سارے کسور کو ضرب دی تو ان کا فی کس حصہ معلوم ہوا پس ہر بیٹی کے 16، ہر جدہ کے 8 اور ہر چچا کے 8 سہام آئے۔ اختصار کے بعد 18 سہام میں ہر بیٹی کے 2، ہر جدہ کے 1 اور ہر چچا کے 1 سہام آیا۔

ورثاء	بیٹیاں	جدات	چچا
تعداد	6	3	3
سہام	16	4	4
سہام فی کس	16/6	4/3	4/3
سہام فی کس	16	8	8
// //	2	1	1

مثال نمبر 7۔ ہر وارث کا فی کس حصّہ کسر میں آ رہا ہے اور ان کسور کا ذواضعاف اقل 12 ہے۔ ہر وارث کے فی کس حصّے کو اور مجموعہ 24 کو اس ذواضعاف اقل سے ضرب دی تو 288 سہام میں ہر بیوی کا حصہ 18، ہر جدہ کا حصّہ 16 اور ہر چچا کا حصّہ 14 سہام آیا۔ اختصار کے بعد 144 سہام میں ہر بیوی کو 9، ہر جدہ کو 8 اور ہر چچا کو 7 سہام ملے۔

ورثاء	بیویاں	جدات	چچا
تعداد	4	3	12
سہام	6	4	14
سہام فی کس	6/4	4/3	14/12
تصحیح	18	16	14
مختصر	9	8	7

مثال نمبر 8۔ کسور کا ذواضعاف اقل 180 ہے۔ ہر وارث کے فی کس سہام اور کل مجموعہ 24 کو ان کسور کے ذواضعاف اقل سے ضرب دی تو 4320 سہام میں ہر بیوی کا حصّہ 135 سہام، ہر بیٹی کا 160 سہام، ہر جدہ کا 48 سہام اور چچا کا 30 سہام آیا جو ان کے حصّوں کی تصحیح ہے۔

ورثاء	بیویاں	بیٹیاں	جدات	چچا
تعداد	4	18	15	6
سہام	3	16	4	1
سہام فی کس	3/4	16/18	4/15	1/6
تصحیح	135	160	48	30

مثال نمبر 9۔ کسور کا ذواضعاف اقل 210 ہے۔ ان کسور اور کل مجموعہ 24 کو اس سے ضرب دی تو 5040 سہام میں ہر بیوی کا حصّہ 315 سہام، ہر جدہ کا حصہ 140 سہام، ہر بیٹی کا حصہ 336 سہام اور چچا کا حصّہ 30 سہام آیا۔

ورثاء	بیویاں	جدات	بیٹیاں	چچا
تعداد	2	6	10	7
سہام	3	4	16	1
سہام فی کس	3/2	4/6	16/10	1/7
تصحیح	315	140	336	30

مثال نمبر 10۔ عصبات کے لئے 13 سہام باقی بچے۔ عصبات میں 3 بیٹے اور 4 بیٹیاں ہیں۔ 3 بیٹے 6 بیٹیوں کے برابر ہیں اس لئے کل 10 بیٹیاں ہوگئیں اور ان کے لئے 13 سہام ہیں تو یہ مسئلہ نمبر 1 کی طرح ہوگیا پس واحد کسر 13/10 کے ذواضعاف اقل 10 سے مجموعے اور سب کے فی کس حصّے کو ضرب دی تو سب کا فی کس حصّہ معلوم ہوا۔

ورثاء	بیوی	ماں	باپ	بیٹے	بیٹیاں
تعداد	1			3ع4	
سہام	3	4	4	13	

ورثاء	بیوی	ماں	باپ	بیٹیاں
تعداد	1			10
سہام فی کس	3	4	4	13/10
تصحیح	30	40	40	13

پرانے قاعدے اور جدید طریقے میں تقابل سے یہ سمجھ میں آیا کہ جدید طریقے میں توافق، تباین، تماثل اور تداخل کا متبادل ذواضعاف اقل ہے یہی قدیم طریقے کا مضروب مسئلہ ہے جبکہ رؤس کو تعداد کہا گیا ہے تاکہ عام لوگ اس کو سمجھ سکیں۔ ذواضعاف اقل کا سمجھنا بہت آسان ہے اس لئے اس کی مشق کرکے توافق تماثل تباین تداخل کی پیچیدگیوں سے بچا جا سکتا ہے جو ایک نو وارد

طالبعلم کے لئے ایک سنگ گراں سے کم نہیں اور غالباً یہی وہ مقام ہے جہاں میراث کا طالبعلم اپنے آپ کو اس علم کے قابل نہ پاکر اس کو ہمیشہ کے لئے خیر باد کہنے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

جدید طریقے میں چونکہ ہر مسئلہ 24 (تمام قرآنی مسئلوں کا ذواضعاف اقل) سے بنایا جاتا ہے اس لئے اگر مسئلہ 24 سے کم ہو اور ہم اس کو 24 سے بنائیں تو اس کا جواب لازماً اتنے گنا بڑا ہونا چاہیئے جتنے گنا 24 اس مسئلہ سے بڑا ہے جس کی تلافی عمل اختصار سے ہو جاتی ہے۔سوال اب یہ کیا جا سکتا ہے کہ آخر 24 سے مسئلہ بنانے کا پھر تکلف کیوں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ 24 سے مسئلہ بنانے میں یہ آسانی ہے کہ ہر سوال کے لئے الگ مسئلہ نہیں بنانا پڑتا بلکہ ہر مسئلہ پہلے سے 24 سے فرض کر لیا جاتا ہے اس لئے اختصار کے ساتھ جو مزید مشقت ہے اس کی جگہ مسئلہ بنانے کی مشقت سے بچت ہو جاتی ہے اور اس کی وجہ سے جو عول اور رد میں سہولت ہے وہ اس پر مستزاد ہے۔اصل میں جس فن میں قوانین جتنے کم ہوں اتنا ہی وہ فن آسان ہوتا ہے۔اس لئے اس میں بھی کوشش یہ کی گئی ہے کہ قوانین کم سے کم ہوں تا کہ ایک نئے طالبعلم کو اس فن کے سمجھنے میں دقت نہ ہو۔

اگر کوئی مسئلہ 24 سے نہیں بنانا چاہتا بلکہ پرانے طریقے سے مسئلہ بنانا چاہتا ہے تو وہ بھی ٹھیک ہے اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ پہلے جو جو ذوی الفروض ہیں ان کے حصّوں کا کسر معلوم کریں۔پھر ان کسروں کے لیئے ذواضعاف اقل معلوم کریں وہی مسئلہ ہوگا۔اب ہر ذوی الفروض کے کسر کے مطابق اصل مسئلہ سے سہام نکالیں۔اگر تمام ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ اصل مسئلہ کے برابر یا اس سے زیادہ ہوا تو اگر سب کی تعداد ایک ایک ہے تو جواب یہی ٹھیک ہے ورنہ پھر کسور کا ذو اضعاف اقل معلوم کر کے اس کے ساتھ سب کے فی کس سہام کو ضرب دیں تو یہی تصحیح ہوگی اور اگر مجموعہ اصل مسئلہ سے کم ہے لیکن عصبات موجود ہیں تو ماقبی سہام عصبات کو عصبات کے طریقہ پر دے دیں۔للذکر مثل حظ الانثیین کی صورت میں سب کو نساء بنا کر ان کے ساتھ ذوی الفروض والا معاملہ کر کے ایک عورت کا حصّہ معلوم کریں جس کا دگنا مرد کو دے دیں۔مثلاً ورثاء میں ماں باپ اور بیوی ہوں تو ماں کا حصّہ 1/6 ، باپ کا 1/6 اور بیوی کا 1/4 ہے۔ان کسور کا ذواضعاف اقل 12 ہے اس لئے مسئلہ 12 سے ہے۔پس ماں کو اس کا 1/6 یعنی 2 سہام، باپ کو بھی 2 سہام اور بیوی کا 1/4 یعنی 3 سہام ہے پس ان کا مجموعہ 7 سہام ہوا۔باقی 5 سہام رہ گئے وہ پانچوں باپ کو بطور عصبہ دے دیئے پس اس کے کل 7 سہام ہو گئے۔اس طرح ماں باپ اور دو بیٹیاں ہوں تو ماں کا 1/6 ، باپ کا 1/6 اور بیٹیوں کا 2/3 ہے۔ان کسور کا ذواضعاف اقل 6 ہے اس لئے باپ کو اس کا 1/6 یعنی 1 ، ماں کو بھی 1 اور بیٹیوں کو اس کا 2/3 یعنی 4 سہام دیئے گئے۔ان کا مجموعہ 6 اصل مسئلہ کے برابر ہے پس یہی جواب ہے نیز ہر بیٹی کو 4÷2=2 سہام ملیں گے۔

مثال نمبر 11 ۔ماں باپ اور 10 بیٹیوں میں ماں باپ کو 1/6, 1/6 اور 10 بیٹیوں کو 2/3 حصّہ ملے گا۔ان کا ذواضعاف اقل 6 ہی ہے۔اس میں ماں کو 1 ، باپ کو 1 اور بیٹیوں کو 4 سہام ملے لیکن فی کس حصّہ میں ہر بیٹی کے 4/10 سہام آئے اس لیئے تصحیح کرنی پڑے گی۔تصحیح کے لئے فی کس حصّہ کو کسور کے ذواضعاف اقل یعنی 10 سے ضرب

دی تو ماں کے 10، باپ کے 10 اور ہر بیٹی کے 4 سہام ہو گئے۔ مجموعہ بھی اب 6×10=60 ہو گیا۔

مثال نمبر 12۔ خاوند اور 5 حقیقی بہنوں میں خاوند کا حصّہ 1/2 اور 5 حقیقی بہنوں کا 2/3 ہوگا۔ ان کا ذو اضعاف اقل چونکہ 6 ہے اس لئے یہی اصل مسئلہ ہے جس میں خاوند کو 3 اور حقیقی بہنوں کو 4 سہام ملے۔ ان کا مجموعہ 7 ہے جو کہ اصل مسئلہ 6 سے زیادہ ہے اسلیئے عول ہے اور یہی جواب ہے لیکن ہر بہن کا حصّہ 4/5 چونکہ کسر ہے اس لئے تصحیح کرنی پڑے گی۔ فی کس حصّے کو اس کسر کے ذو اضعاف اقل 5 سے ضرب دی تو خاوند کو 15 اور ہر حقیقی بہن کو 4 سہام مل جائیں گے۔

مثال نمبر 13۔ ماں، باپ، 4 بیٹوں اور 3 بیٹیوں میں ماں، باپ کو 1/6، 1/6 حصّہ ملا اور بیٹے بیٹیاں عصبات ہیں۔ اصل مسئلہ 6 سے ہوا جس میں ماں، باپ کو 1، 1 سہام ملا جن کا مجموعہ 2 ہے جو کہ اصل مسئلہ 6 سے کم ہے اس لئے باقی عصبات کو دیں گے۔ 4 بیٹے اور 3 بیٹیاں 11 بیٹیوں کے برابر ہیں اس لئے باقی 4 سہام ان میں برابر برابر تقسیم کریں گے۔ پس ہر بیٹی کا حصّہ 4/11 ہوا جو کہ کسر ہے اس لئے تصحیح کرنی پڑے گی پس فی کس حصّے کو اس کسر کے ذو اضعاف اقل 11 سے ضرب دی تو ماں، باپ کو 11، 11 اور ہر بیٹی کو 4 سہام ملے۔ ہر بیٹے کو اس کا دگنا یعنی 8 سہام ملے۔

مثال نمبر 14۔ بیوی، حقیقی بہن اور ماں میں بیوی کو 1/4، حقیقی بہن کو 1/2 اور ماں کو 1/6 حصّہ ملا۔ ان کسور کا ذو اضعاف اقل 12 ہے جو کہ اصل مسئلہ ہے جس میں بیوی کو 3، حقیقی بہن کو 6 اور ماں کو 2 سہام ملے۔ چونکہ ان کا مجموعہ 11 ہے جو کہ 12 سے کم ہے اس لئے باقی 1 سہام حقیقی بہن اور ماں پر رد کرنا پڑے گا۔ اس میں:

''ن''=6+2=8 سہام اور ''س''=12-3=9 سہام۔ پس ماں کا حصّہ =''س''×2=9×2=18 سہام،

حقیقی بہن کا حصّہ =''س''×6=9×6=54 سہام اور بیوی کا حصّہ =''ن''×3=8×3=24 سہام۔

کل سہام =12x8=96۔ پتہ چلا کہ ذو اضعاف اقل سے جدید وقدیم دونوں طریقے آسان ہو جاتے ہیں اس کا تعارف صفحہ 14 پر دیکھیئے۔

دوسرا طریقہ۔ حقیقی بہن اور ماں جو ذوی الفروض نسبی ہیں ان کی حصّوں میں نسبت 1/6:1/2=1:3 ہے۔ نسبتی مجموعہ اس لئے (4=3+1) ہو گیا۔ اس کو بیوی کے حصّے 1/4 کے مخرج 4 کو نسبتی مجموعے 4 سے ضرب دی تو یہ 16 ہو گیا۔ 16 سے بیوی کا حصّہ 16 کا 1/4 یعنی 4 تفریق کیا تو باقی 12 رہ گیا۔ 12 کو 1:3 کے ساتھ تقسیم کیا تو ماں کا حصّہ 3 اور حقیقی بہن کا حصّہ 9 آ گیا۔ اس ئے 16 میں بیوی کا حصّہ 4، ماں کا 3 اور حقیقی بہن کا 9 ہو گیا اور یہی رد ہے۔

اصولی مشقی سوالات

ان سوالات کو حل کرنے سے انشاءاللہ اصولوں کی مشق ہو جائے گی۔

سوال نمبر 1۔ ماں باپ اور بیٹا

عصبات میں نرینہ اولاد کا نمبر باپ سے پہلے ہے اس لئے نرینہ اولاد موجود ہو تو باپ کو صرف ذوی الفروض میں حصّہ مل سکتا ہے۔

ورثاء	ماں	باپ	بیٹا
تعداد	4	4	ع
سہام	4	4	16
مختصر سہام	1	1	4

سوال نمبر 2۔ باپ، بیٹیاں اور بیوی

اگر میت کی صرف زنانہ اولاد موجود ہو تو باپ کو نہ صرف ذوی الفروض میں حصّہ ملتا ہے بلکہ عصبات میں بھی بچے ہوئے سہام کو حاصل کرتا ہے۔

ورثاء	بیوی	باپ	بیٹاں
تعداد		1	2
سہام	3	1+4	16

سوال نمبر 3۔ باپ، ماں اور بیوی

اگر میت کی صرف والدین اور بیوی ہوں تو باپ صرف عصبہ کے طور پر ہی حصّہ پا سکتا ہے کیونکہ ذوی الفروض میں حصّہ لینے کے لئے میت کا صاحب اولاد ہونا ضروری ہے۔ والدین کی موجودگی میں اور اولاد و اخوہ کی عدم موجودگی میں ماں کو چوتھائی ملتا ہے۔

ورثاء	بیوی	باپ	ماں
تعداد	1	1	1
سہام	6	ع	6
سہام	6	12	6
مختصر سہام	1	2	1

سوال نمبر 4۔

جد باپ کا قائمقام ہے۔ نرینہ اولاد کی موجودگی میں جد کو صرف ذوی الفروض میں حصّہ مل سکتا ہے جبکہ نرینہ اولاد نہ ہو تو پھر جد کو عصبہ کے طور پر بھی حصّہ مل سکتا ہے۔ بیوی کے ساتھ ماں اور جد ہوں تو جد کو باپ کی طرح حصّہ تو عصبہ کے طور پر ہی ملے گا کیونکہ میت کی اولاد نہیں لیکن ماں کا حصّہ جد کی موجودگی کی وجہ سے متاثر نہیں ہو گا بلکہ وہ ثلث ہی رہے گا۔ اس طرح

ماں، جد اور بیٹا

ورثاء	ماں	جد	بیٹا
سہام	4	4	ع
سہام	4	4	16
مختصر سہام	1	1	4

بیوی، جد اور دو بیٹیاں

ورثاء	بیوی	جد	بیٹاں
تعداد	1		2
سہام	3	1+4	16
سہام فی کس	3	5	8

بیوی، جد اور ماں

ورثاء	بیوی	جد	ماں
تعداد	1	1	1
سہام	6	ع	8
سہام	6	10	8

میت کے خاوند کے ساتھ بھی جد کی موجودگی ماں کے حصے پر اثرانداز نہیں ہو گی یعنی ماں کو 1/3 ملے گا یعنی ماں کے حصے پر اثرانداز ہونے میں جد باپ کی طرح نہیں ہے۔

سوال نمبر 5۔ زنانہ اولاد کی موجودگی میں باپ اور جد ذوی الفروض اور عصبات دونوں میں حصّہ پاسکتے ہیں۔دادی باپ کی موجودگی میں محروم ہوتی ہے کیونکہ باپ دادی کے لئے واسطہ ہے لیکن

ورثاء	بیٹی	باپ	دادی
تعداد	1	1	1
سہام	12	8+4	م

ورثاء	بیٹی	جد	دادی
تعداد	1	1	1
سہام	12	4+4	4

جد دادی کے لئے واسطہ نہیں اس لئے جد کی موجودگی دادی کو محروم نہیں کر رہی ہے

سوال نمبر 6۔ تینوں عصبات ہیں لیکن جد حقیقی اور علاتی بھائیوں کے مقابلے میں میت کے زیادہ قریب ہے یعنی اس کا کوڈ نمبر کم ہے اس لئے واحد وارث ہے۔

ورثاء	حقیقی بھائی	علاتی بھائی	جد
تعداد	1	1	1
سہام	م	م	24

سوال نمبر 7۔ بیٹیاں چونکہ ذوی الفروض میں حصّہ لے چکی ہیں اس لئے وہ عصبات میں محروم ہیں۔پوتی ذوی الفروض میں محروم ہے اس لئے عصبات میں حصّہ لینے کی اہل تھی لیکن مسئلہ تشبیب نے اس کو نااہل بنادیا کیونکہ اس کے روسے اس کے ساتھ کوئی ایک پوتا، پڑپوتا سکڑپوتا وغیرہ بھی ہونا چاہیئے جو کہ نہیں ہے۔بعداذاں حقیقی بہنوں نے کوڈ نمبر 10 کے مطابق بطور عصبہ حصّہ پالیا۔

ورثاء	بیٹیاں	پوتی	ماں	حقیقی بہنیں
تعداد	2	1	1	2
سہام	16	م	4	ع
سہام	16	م	4	4
سہام فی کس	8	م	4	2
// //	4	م	2	1

سوال نمبر 8۔ پڑپوتیوں کو تکملہ للثلیین کے طور پر 24 میں 4 سہام مل گئے ۔ سب کا مجموعہ 20 آیا جو کہ 24 سے کم ہے لیکن باقی سہام لینے کے لیئے عصبات موجود نہیں۔سکڑپوتیوں کو مسئلہ تشبیب نے کچھ لینے نہیں دیا پس پوتی پڑپوتیوں اور ماں پر باقی 4 کو بھی رد کریں گے۔چونکہ ذوی الفروض سببی موجود نہیں اس لئے قاعدہ

ورثاء	پوتی	پڑپوتیاں	سکڑپوتیاں	ماں
تعداد	1	3	2	1
سہام	12	4	م	4
سہام فی کس	12	4/3	م	4
سہام فی کس	36	4	م	12
// //	9	1	م	12

نمبر3-الف کے مطابق موجود ذوی الفروض کے سہام20 کو کل سہام فرض کر کے پوتی کو 12، پڑپوتیوں کو4اور ماں کو 4سہام دے کر ان کی تصحیح کی جس سے60میں پوتی کو 36، ہر پڑپوتی کو 4اور ماں کو 12سہام دیئے گئے جس سے اختصار کے بعد15 میں پوتی کو9، ماں کو3اور ہر پڑپوتی کو1 سہام دیئے گئے۔

سوال نمبر 9۔ حقیقی بہنیں دو ہیں اس لئے ان کو ذوی الفروض میں 16 سہام ملے اور اخیافی بہن کو 1 ہونے کی وجہ سے 4 ملے جبکہ علاتی بہن کو حقیقی بہنیں دو ہونے کی وجہ سے کچھ نہ ملا کیونکہ اس کے ساتھ کوئی علاتی بھائی نہیں تھا جو اس صورت میں اس کو اپنے ساتھ عصبہ مع الغیر بناتے۔ ذوی الفروض کے کل سہام اگرچہ 24 نہ ہو سکے لیکن عصبات موجود نہ ہونے کی وجہ سے لامحالہ حقیقی بہنوں اور اخیافی بہن پر باقی 4سہام رد کرنے پڑے۔ چونکہ ذوی الفروض سبھی موجود نہیں اس لئے قاعدہ نمبر3-الف کے مطابق ان20 سہام کو ہی کل سہام قرار دینا پڑا جس میں حقیقی بہنوں کے 16 اور اخیافی بہن کے 4 سہام بنے۔ اختصار کے بعد 5 سہام میں حقیقی بہنوں کو 4اور اخیافی بہن کو1 سہام دے دیا جس میں ہر حقیقی بہن کے حصّہ میں 2 سہام آئے۔

ورثاء	حقیقی بہنیں	علاتی بہنیں	اخیافی بہنیں
تعداد	2	1	1
20سہام میں	16	م	4
سہام فی کس	8	م	4
5سہام میں	2	م	1

سوال نمبر10۔

ورثاء	دادا	دادا کی ماں	نانی کی نانی	دادا کی نانی
تعداد	1	1	1	1
سہام (احناف)	4+20	م	م	م
سہام (مالکیہ شوافع)	20	م	4	م
سہام (حنابلہ)	20	4	م	م

احناف کے نزدیک دادا کی ماں دادا کی موجودگی کی وجہ سے محروم ہے کیونکہ دادا اس کے لئے واسطہ ہے۔ نانی کی نانی اور دادا کی نانی دادا کی ماں کی موجودگی میں محروم ہیں کیونکہ دادا کی ماں دوسری پشت کی جدہ ہے جبکہ دادا کی نانی اور نانی کی نانی تیسری پشت کی جدات ہیں اور الاقرب فالاقرب کے قاعدے سے اقرب جدات ابعد جدات کو محروم کرتی ہیں گو وہ خود کسی اور وجہ سے محروم ہوں پس احناف کے نزدیک 24 کے 24 سہام دادا کے حصّے میں آئے 4بطور صاحب فرض اور 20 بطور عصبہ۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک چونکہ دور کی مادری جدات قریبی پدری جدات کی وجہ سے محروم نہیں ہوتی ہیں اس لئے نانی کی نانی کو گو کہ دادا کی ماں کی بنسبت دور ہے کو جدات کے 4 سہام ملے۔ ئی حنابلہ کے نزدیک دادا کی ماں دادا کی وجہ سے محروم نہیں ہے اس لئے اس کو

جدات کے 4 سہام ملے۔

سوال نمبر 11۔ نانی اور دادی دونوں ماں کی موجودگی میں محروم ہیں اس لئے دوسرے ذوی الفروض پر ترکے کو تقسیم کیا گیا۔ ذوی الفروض سے بچے ہوئے 4 سہام بھائی کو ملے۔

ورثاء	بیٹیاں	ماں	حقیقی بھائی	دادی	نانی
تعداد	3	1	1	1	1
سہام	16	4	4	م	م
سہام	48	12	12	م	م
سہام فی کس	16	12	12	م	م

سوال نمبر 12۔

بیوی ذوی الفروض سببی ہے باقی سب ذوی الفروض نسبی ہیں اس لئے:

س=16+2+2=20 سہام

ن=24−3=21 سہام

ورثاء	بیٹیاں	بیوی	نانی	دادی
تعداد	2	1	1	1
سہام	16	3	2	2
سہام فی کس	8	3	2	2
رد کے بعد سہام	168	60	42	42

بیٹی کے سہام=21×8=168 سہام

دادی کے سہام=21×2=42 سہام

نانی کے سہام=21×2= 42 سہام

بیوی کے سہام=3×20=60 سہام۔

کل سہام کا مجموعہ =24×20=480

=168+168+42+42+60=480 سہام

ذوی الفروض نسبی کے سہام کو:

''س'' سے ضرب دی تو ذوی الفروض نسبی کے نئے سہام معلوم ہو گئے۔ ذوی الفروض سببی اور کل سہام 24 کے سہام کو ''ن'' سے ضرب دی تو ذوی الفروض سببی کے نئے سہام معلوم ہوئے اور سہام کا نیا مجموعہ 480 حاصل ہوا۔

سوال نمبر 13۔

اس سوال میں جدات کے چار سہام دادی اور نانی نے آپس میں برابر تقسیم کئے۔ ذوی الفروض کا مجموعہ 27 آتا ہے اس لئے قاعدہ نمبر 1 کے مطابق جواب یہی ہے۔ چونکہ مجموعہ 24 سے زیادہ ہے اس لئے کل ترکہ میں ہر وارث کا حصّہ اپنے معمول کے حصّے سے کم ہو گیا اسی صورت کو عول کہتے ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ عول کی صورت میں بھی جدید طریقے پر عمل کیا جا سکتا ہے۔

ورثاء	بیٹیاں	بیوی	نانی	دادی	جد
تعداد	2	1	1	1	1
سہام	16	3	2	2	4
سہام فی کس	8	3	2	2	4

سوال نمبر 14۔

ورثاء	دادی کی ماں	نانی کی ماں	دادا کی ماں
تعداد	1	1	
سہام (ابو یوسف)	2	2	
سہام (امام محمد)	4/3	4/3	4/3
سہام (امام محمد)	4/3	8/3	

میت کی نانی کی ماں اس کی دادا کی ماں بھی ہے یعنی میت کے ساتھ اس کا دوہرا رشتہ ہے۔امام ابو یوسفؒ تو اس کو ایک ہی عورت ہونے کی وجہ سے ایک ہی جدہ سمجھتے ہیں اس لئے اس کو دادی کی ماں کے برابر حصّہ ملے گا پس جدات کے 4 سہام ان دونوں میں برابر برابر تقسیم ہوئے جبکہ امام محمدؒ ان کے رشتوں پر نظر رکھتے ہوئے اس جدہ کو دونوں رشتوں کے حساب سے حصّہ دیتے ہیں اس لئے جدات کے 4 سہام کو ان تین رشتوں میں تقسیم کرتے ہیں اس لئے دادی کی ماں کو اپنے 4/3 سہام ملے جبکہ نانی کی ماں جو کہ دادا کی ماں بھی ہے اس کو دونوں رشتوں کے 8/3 سہام ملے۔احناف کے ہاں عمومی فتویٰ امام ابو یوسفؒ کے قول پر ہے۔

سوال نمبر 15۔ امام ابو یوسفؒ چونکہ دوجہت والی جدہ کو ایک ہی جدہ کا حصّہ دیتے ہیں اس لئے دادا کی ماں جو کہ نانی کی ماں بھی ہے ایک حصّہ پا رہی ہے اس کے مطابق 24 سہام میں بیٹی کو 12، ہر بیوی کو 1، نانی کی ماں جو کہ دادا کی ماں بھی ہے کو 2 اور چچازاد بھائی کو 5 سہام ملے۔امام محمدؒ کے نزدیک چونکہ وہ دو حصّے پا رہی ہے ایک بطور دادا کی ماں اور دوسرا بطور نانی کی ماں اس لئے دادی کی ماں کو جدات کے کل

ورثاء	بیٹی	بیویاں	دادی کی ماں	نانی کی ماں	دادا کی ماں	چچازاد بھائی
تعداد	1	3	1	1		1
سہام	12	3	2	2		5
سہام فی کس	12	1	2	2		5

ورثاء	بیٹی	بیویاں	دادی کی ماں	نانی کی ماں	دادا کی ماں	چچازاد بھائی
تعداد	1	3	1	1		1
سہام	12	3	4/3	4/3	4/3	5
سہام	6	9	4	4	4	15
سہام فی کس	36	3	4	8		15

4 سہام میں سے 4/3 سہام دیئے گئے اور نانی کی ماں اور داد کی ماں کو کل 8/3 سہام دیئے گئے گویا کہ کل 3 جدات ہیں پس کل 72 سہام میں بیٹی کو 36 ہر بیوی کو 3 دادی کی ماں کو 4 اور نانی کی ماں جو کہ دادا کی ماں بھی

ہے کو8 سہام اور چچازاد بھائی کو15 سہام ملیں گے۔

سوال نمبر16۔

14 جدات میں سب کو حصّہ ملنے کے لئے ان سب کا ایک ہی پشت کا ہونا نیز ان سے اقرب کسی اور پشت کے کسی اور جدہ کا موجود نہ ہونا بھی ضروری ہے۔ان حالات کے ساتھ تیرویں پشت میں چودہ جدات ہو سکتی ہیں چونکہ تیرویں پشت کی سب جدات کا زندہ رہنا محال ہے اس لئے یہ سمجھا جائے گا کہ سوال میں چاروں پشتوں کے کل ممکن جدات جن کی تعداد14 ہو سکتی ہے مراد ہیں۔اس صورت میں پہلی پشت کی 2، دوسری پشت کی 3، تیسری پشت کی 4اور چوتھی پشت کی 5جدات ہوں گی جس میں حصّہ صرف پہلی پشت کی دو جدات کو ملے گا اسلئے ہر جدہ کا حصّہ 6 سہام آیا۔

ورثاء	جدات	حقیقی بہنیں	چچازاد بھائی
تعداد	14(2)	2	3
سہام	4	16	4
سہام72میں	12	48	12
سہام فی کس	6	24	4

سوال نمبر17۔

بیویوں کو6سہام دینے کے بعد باقی18 دو چچاؤں کو بطور عصبہ دے دیئے۔6چونکہ 4پر پورا پورا تقسیم نہیں ہوتا اس لئے6/4 کے ذو اضعاف اقل 4 کو سب کے فی کس سہام ضرب دی تو بیوی کے 6سہام اور ہر چچا کے 36سہام آئے۔

ورثاء	بیویاں	چچا
تعداد	4	2
سہام	6	ع
سہام	6	18
سہام فی کس	6/4	9
سہام //	6	36
سہام مختصر//	1	6

سوال نمبر18۔

سہام کا مجموعہ 22 آیا جو کہ 24سے کم ہے۔باقی سہام کے لئے عصبات موجود نہیں پس اخیافی بہن اور ماں پر رد کرنا پڑا۔ بیوی کے سہام کو اور کل سہام 24 کو ’’س‘‘ سے ضرب دی اور نانی اور اخیافی بہن کے سہام کو ’’ن‘‘ سے ضرب دی۔اعداد24پر پورے پورے تقسیم ہوتے ہیں اس لئے بیوی کو4، اخیافی بہن کو9اور ماں کو 3سہام ملے۔

ورثاء	نانی	بیوی	اخیافی بہن
تعداد		1	1
سہام	4	6	12
رد کے بعد	4x18	6x16	12x18
// //	72	96	216
16سہام میں	3	4	9
س=4+12=16	اور	ن=24-6=18	

ذوی الارحام

احناف کے نزدیک ذوی الارحام میں بھی عصبات کے طرز پر حاجب محجوب کا سلسلہ ہوتا ہے۔آسانی کے لئے جدول نمبر 2اور جدول نمبر 3 میں اس کی مکمل تفصیل موجود ہے ۔ اس میں غور کرنے سے الحمد للہ امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے طریقوں کے مطابق ذوی الارحام کے ہر قسم کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

جدول نمبر 2 میں ورثاء کے صنف نمبر، کوڈ اور گروپ نمبر دیئے ہوئے ہیں، اس کی مدد سے پہلے موجود ورثاء کے لئے ان کا صنف نمبر، کوڈ نمبر اور گروپ نمبر معلوم کیجئے۔اسی جدول میں اگر اولاد نمبر 1، اولاد نمبر 2 یا اولاد نمبر 3 کا استعمال ہوا ہے تو اس کے بارے میں معلومات آپ کو جدول نمبر 3 سے ملیں گی وہیں سے حاصل کریں۔جدول نمبر 3 میں ہر ایک کوڈ نمبر کا درجہ بھی دیا ہوا ہوگا اس کو بھی نوٹ کیجیئے ۔اب چند قوانین ملاحظہ فرمائیے۔

ذ-ا-ق سے مراد ذوی الارحام کا قانون ہے۔

ذ-ا-ق نمبر 1۔ جن جن کا صنف نمبر سب سے کم ہو صرف وہی حصّہ پائیں گے باقی محروم ہوں گے۔

ذ-ا-ق نمبر 2۔ جن جن کا درجہ سب سے کم ہوگا صرف وہی حصّہ پائیں گے اس سے زیادہ درجے والے ورثاء محروم قرار پائیں گے۔

امام ابو یوسفؒ کا طریقہ۔ذ-ا-ق نمبر 1 اور ذ-ا-ق نمبر 2 پر عمل کرنے کے بعد منتخب ورثاء اگر صنف نمبر 1، 2 یا 3 کے ہیں تو ان میں کم سے کم نمبر والے گروپ میں اگر سارے مرد ہیں یا ساری عورتیں ہیں تو ان میں باقی ترکہ برابر برابر تقسیم کریں نہیں تو ان میں ایسا تقسیم کیجئے کہ ہر مرد کو ہر عورت کے حصّے سے دگنا ملے (**للذکر مثل حظ الانثیین**).

اگر منتخب ورثاء صنف چہارم کے ہیں تو ان میں اگر ماں کی طرف کے ورثاء اور باپ کی طرف کے ورثاء دونوں طرف کے موجود ہیں تو ماں کے طرف کے ورثاء کو باقی ترکہ کا تہائی (1/3) اور باپ کے طرف کے ورثاء کو باقی ترکہ کا دو تہائی (2/3) دیجئے۔اگر صرف ماں کے طرف کے یا باپ کے طرف کے ورثاء ہوں تو پھر سارا ہی باقی ترکہ موجود فریق میں تقسیم ہوگا۔اس کے بعد ہر دو فریقوں میں الگ الگ صنف نمبر 1,2 یا 3 کے طریقے پر تقسیم کیجئے۔

امام محمدؒ کا طریقہ۔ حسب سابق ذ-ا-ق نمبر 1 اور ذ-ا-ق نمبر 2 پر عمل کر کے مستحق ورثاء گروپ نمبروں پر نگاہ ڈالیے اور دیکھیئے کہ کم سے کم گروپ نمبر کونسا ہے اس کے مطابق جدول نمبر 4 سے اس کے لئے طریقے کا نمبر معلوم کیجئے اور اس طریقے پر عمل کیجئے۔اب ان طریقوں کی تفصیل بتائی جاتی ہے۔

جدول نمبر 2

کوڈ	وارث	گروپ
	صنف اول	
1	نواسا	1
2	نواسی	1
1	پوتی کا بیٹا	2
2	پوتی کی بیٹی	2
1	نواسے کا بیٹا	3
2	نواسے کی بیٹی	3
3	نواسی کا بیٹا	3
4	نواسی کی بیٹی	3
1	پڑپوتی کا بیٹا	4
2	پڑپوتی کی بیٹی	4
1	پوتی کا پوتا	5
2	پوتی کی پوتی	5
3	پوتی کا نواسا	5
4	پوتی کی نواسی	5
5	نواسے کا پوتا	5
6	نواسے کی پوتی	5
7	نواسے کا نواسا	5
8	نواسے کی نواسی	5

کوڈ	وارث	گروپ
9	نواسی کا پوتا	5
10	نواسی کی پوتی	5
11	نواسی کا نواسا	5
12	نواسی کی نواسی	5
	صنف ثانی	
1	نانا	6
1	دادی کا باپ	7
2	نانا کا باپ	7
3	نانا کی ماں	7
4	نانی کا باپ	7
1	دادا کا نانا	8
2	دادی کا نانا	8
3	دادی کی دادی	8
4	دادی کا نانا	8
5	نانا کا دادا	8
6	نانا کی دادی	8
7	نانا کا نانا	8
8	نانا کی نانی	8
9	نانی کا دادا	8

کوڈ	وارث	گروپ
10	نانی کی دادی	8
11	نانی کا نانا	8
	صنف ثالث	
	وارث	**گروپ**
	حقیقی بھتیجی	9
	حقیقی بھانجا	9
	حقیقی بھانجی	9
	علاتی بھتیجی	10
	علاتی بھانجا	10
	علاتی بھانجی	10
	خیافی بھتیجا	11
	خیافی بھتیجی	11
	خیافی بھانجا	11
	خیافی بھانجی	11

جدول نمبر 2

وارث	گروپ
حقیقی بھائی کی اولاد نمبر 1	12
علاتی بھائی کی اولاد نمبر 1	13
حقیقی بھائی کی اولاد نمبر 2	14
حقیقی بہن کی اولاد نمبر 3	15
علاتی بھائی کی اولاد نمبر 2	16
علاتی بہن کی اولاد نمبر 3	17
اخیافی بھائی کی اولاد نمبر 3	18
اخیافی بہن کی اولاد نمبر 3	18

صنف رابع

وارث	گروپ
حقیقی پھوپھی	19
علاتی پھوپھی	20
اخیافی چچا	21
اخیافی پھوپھی	21
حقیقی ماموں	22
حقیقی خالہ	22
علاتی ماموں	23
علاتی خالہ	23
اخیافی ماموں	24
اخیافی خالہ	24

وارث	گروپ
حقیقی چچازاد بہن	25
علاتی چچازاد بہن	26
حقیقی پھوپھی زاد بھائی	27
حقیقی پھوپھی زاد بہن	27
علاتی پھوپھی زاد بھائی	28
علاتی پھوپھی زاد بہن	28
خیافی چچازاد بھائی	29
خیافی چچازاد بہن	29
خیافی پھوپھی زاد بھائی	29
خیافی پھوپھی زاد بہن	29
حقیقی ماموں زاد بھائی	30
حقیقی ماموں زاد بہن	30
حقیقی خالہ زاد بھائی	30
حقیقی خالہ زاد بہن	30
علاتی ماموں زاد بھائی	31
علاتی ماموں زاد بہن	31
علاتی خالہ زاد بھائی	31
علاتی خالہ زاد بہن	31
خیافی ماموں زاد بھائی	32
خیافی ماموں زاد بہن	32

وارث	گروپ
خیافی خالہ زاد بھائی	32
خیافی خالہ زاد بہن	32
حقیقی چچا کی اولاد نمبر 1	33
علاتی چچا کی اولاد نمبر 1	34
حقیقی چچا کی اولاد نمبر 2	35
حقیقی پھوپھی کی اولاد نمبر 2	36
علاتی چچا کی اولاد نمبر 2	37
علاتی پھوپھی کی اولاد نمبر 3	38
خیافی چچا کی اولاد نمبر 3	39
خیافی پھوپھی کی اولاد نمبر 3	39
حقیقی ماموں کی اولاد نمبر 3	40
حقیقی خالہ کی اولاد نمبر 3	40
علاتی ماموں کی اولاد نمبر 3	41
علاتی خالہ کی اولاد نمبر 3	41
خیافی ماموں کی اولاد نمبر 3	42
خیافی خالہ کی اولاد نمبر 3	42

نوٹ ۔اولاد نمبر 1، اولاد نمبر 2 اور اولاد نمبر 3 کی تشریح اگلی صفحہ پر ملاحظہ فرمائیے۔

جدول نمبر 3

کوڈ	وارث	درجہ
	اولاد نمبر 1	
1	پوتی	2
1	پڑپوتی	3
1	سکڑپوتی	4
	اولاد نمبر 2	
1	نواسا	2
2	نواسی	2
1	پوتی کا بیٹا	3
2	پوتی کی بیٹی	3
3	نواسے کا بیٹا	3
4	نواسے کی بیٹی	3
5	نواسی کا بیٹا	3
6	نواسی کی بیٹی	3
1	پڑپوتی کا بیٹا	4
2	پڑپوتی کی بیٹی	4
3	پوتی کا پوتا	4
4	پوتی کی پوتی	4
5	پوتی کا نواسا	4
6	پوتی کی نواسی	4
7	نواسے کا پوتا	4
8	نواسے کی پوتی	4
9	نواسے کا نواسا	4
10	نواسے کی نواسی	4
11	نواسی کا پوتا	4
12	نواسی کی پوتی	4
13	نواسی کا نواسا	4
14	نواسی کی نواسی	4
	اولاد نمبر 3	
1	پوتا	2
2	پوتی	2
3	نواسا	2
4	نواسی	2
1	پڑپوتا	3
2	پڑپوتی	3
3	پوتی کا بیٹا	3
4	پوتی کی بیٹی	3
5	نواسے کا بیٹا	3
6	نواسے کی بیٹی	3
7	نواسی کا بیٹا	3
8	نواسی کی بیٹی	3
1	سکڑپوتا	4
2	سکڑپوتی	4
3	پڑپوتی کا بیٹا	4
4	پڑپوتی کی بیٹی	4
5	پوتی کا پوتا	4
6	پوتی کی پوتی	4
7	پوتی کا نواسا	4
8	پوتی کی نواسی	4
9	نواسے کا پوتا	4
10	نواسے کی پوتی	4
11	نواسے کا نواسا	4
12	نواسے کی نواسی	4
13	نواسی کا پوتا	4
14	نواسی کی پوتی	4
15	نواسے کا نواسا	4
16	نواسے کی نواسی	4

اولاد نمبر 1 اصل میں ذوی الفروض اولاد ہے، اولاد نمبر 2 صرف ذوی الارحام اولاد اور اولاد نمبر 4 ملا جلا ہے

جدول نمبر 4

گروپ	طریقہ	گروپ	طریقہ	گروپ	طریقہ	گروپ	طریقہ
1	1	12	3	23	1	34	9
2	1	13	6	24	1	35	9
3	2	14	5	25	8	36	9
4	1	15	5	26	8	37	9
5	2	16	5	27	8	37	9
6	3	17	5	28	8	38	9
7	4	18	6	29	8	39	9
8	4	19	7	30	8	40	10
9	5	20	7	31	8	41	10
10	5	21	7	32	8	42	10
11	5	22	1	33	8		

طریقہ نمبر 1 ۔ اس کے مطابق کم سے کم نمبر والے گروپ کے ورثاء ہی مستحق ورثاء ہیں باقی سب غیر مستحق ہیں ان کو کاٹ دیجئے اور مستحق ورثاء میں اگر صرف مرد یا صرف عورتیں ہوں تو ان میں سارا باقی ترکہ برابر تقسیم کیجئے نہیں تو ایسا تقسیم کیجئے کہ ہر مرد کو ہر عورت کے حصّے کا دگنا ملے۔ وضاحت کیلئے سوال نمبر 1 ملاحظہ فرمائیے۔

طریقہ نمبر 2 الف ۔ اس کے مطابق کم سے کم نمبر والے گروپ کے ورثاء ہی مستحق ورثاء ہیں باقی سب غیر مستحق ہیں ان کو کاٹ دیجئے اور مستحق ورثاء کے نام ان کے کوڈ نمبروں کے حساب سے ترتیب سے لکھ دیجئے یعنی پہلے سب سے کم نمبر کا کوڈ اس کے بعد اس سے زیادہ اور پھر اس سے زیادہ وغیرہ وغیرہ۔ ان کے سامنے ان کی تعداد بھی لکھیئے۔

ب۔ ان ورثاء کے رشتوں کو کھول کر ان کے سامنے لکھیئے جیسا کہ مثال نمبر 1 میں نواسے کے نواسے کے لئے بیٹی بیٹا بیٹی بیٹا لکھا ہوا ہے۔ اب سب سے اوپر کے یعنی میت کی سب سے قریبی پشت میں جو عورتیں ہیں ان کو الگ اور جو مرد ہیں ان کو الگ کیجئے اور ان کے اوپر الگ الگ لکیریں کھینچ دیجئے۔ ہر ایک کو الگ طائفہ کہئے اور ان کو اپنا اپنا نمبر بھی دیجئے۔

ج۔ اگلی پشت میں اس سے پہلی پشت کے ہر طائفے میں مردوں اور عورتوں کے الگ الگ طائفے بنا کر ان کو نمبر دیجئے اور اس طرح ساری پشتوں کے ساتھ کرتے جایئے یہ خیال رکھتے ہوئے کہ اگر کسی طائفے کی اگلی پشت میں مرد اور عورتیں دونوں موجود ہوں تو ان میں تو دو طائفے بنیں گے اور ہر دو کو الگ الگ نمبر دیا جائے گا جیسا کہ مذکورہ مثال میں طائفہ نمبر 1 کی اولاد میں دو طائفے، طائفہ نمبر 2 اور طائفہ نمبر 3 بنے اور اگر ان کی اولاد میں صرف مرد یا صرف عورتیں ہو تو ان کا ایک ہی طائفہ بنے اور اس کو بھی نمبر دیا جائے گا جیسا کہ مذکورہ مثال میں طائفہ نمبر 1 بنا ہے۔

د۔ اگر کسی طائفے کی اولاد میں کوئی طائفہ ایسی بنے کہ وہ صرف ایک قسم کے وارث کے ساتھ متعلق ہو اس کی اولاد میں مزید طائفے نہیں بنیں گے چاہے اس کی اگلی پشتوں میں اس کے ساتھ اختلاف جنس بھی ہو جیسا کہ مذکورہ مثال میں طائفہ نمبر 1 کی اولا میں طائفہ نمبر 2 ایسا بنا ہے کہ وہ صرف نواسے کے نواسے کے ساتھ تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کی اولاد میں مزید طائفے نہیں بنے۔

ہ۔ اگر میت کی یا کسی طائفے کی اولاد میں صرف مرد ہیں یا صرف عورتیں ہوں تو ان کا ایک ہی طائفہ ہوگا اور اس کی کسر 1 ہوگی اور اگر دو طائفے بنتے ہوں تو مردوں کی طائفے میں جتنی تعداد ہے اس کو 2 سے ضرب دے کر اس کا وزن معلوم کریں۔ اس طرح عورتوں کی طائفے میں عورتوں کی جتنی تعداد ہے وہی اس کا وزن ہے۔ دونوں طائفوں کے وزنوں کو جمع کریں تو یہ مجموعی وزن ہو جائے گا۔ اب ہر طائفے کی وزن کو مجموعی وزن پر تقسیم کریں تو یہ اس طائفے کا کسر ہو جائے گا۔ مذکورہ مثال میں طائفہ نمبر 2 میں دو مرد ہیں کیونکہ اس میں جو بیٹا لکھا ہوا ہے یہ دو نواسوں کے نواسوں کی نمائندگی کر رہا ہے اس لئے ان کی تعداد دو فرض کی جائے گی۔ 2 کو 2 سے ضرب دی تو جواب 4 آیا اس لئے طائفہ نمبر 2 کا وزن 4 ہو گیا۔ طائفہ نمبر 3 میں 3 عورتیں ہیں کیونکہ اس میں نواسی کے پوتے کے لئے پشت نمبر 2 پر جو بیٹی لکھی

ہوئی ہے یہ نواسی کے پوتے کی نمائندگی کر رہی ہے جس کی تعداد 1 ہے اس لئے اس بیٹی کو ایک عورت تسلیم کریں لیکن نواسی کے نواسے کے لئے جو پشت نمبر 2 پر بیٹی لکھا ہوا یہ نواسی کے نواسے کی نمائندگی کر رہی ہے جن کی تعداد 2 ہے اس لئے ان کو دو عورتیں تسلیم کریں گے۔ اس طرح اس طائفے میں 3 عورتیں ہوگئیں اور چونکہ ان کی تعداد 3 ہے اس لئے یہی اس طائفے کا وزن ہوگیا۔ اب طائفہ نمبر 2 اور طائفہ نمبر 3 کا مجموعی وزن 4+3=7 ہوگیا اس لئے یہی ان کا مجموعی وزن ہے۔ طائفہ نمبر 2 کا وزن جو کہ 4 ہے اس کو 7 پر تقسیم کیا تو اس طائفے کی کسر 4/7 ہوگئی۔ اور طائفہ نمبر 3 کا وزن جو کہ 3 ہے کو 7 پر تقسیم کیا تو اس کی کسر 3/7 معلوم ہوگئی۔

و۔ جب سارے طائفے پورے ہوجائیں تو ایک چھوٹا سا جدول بنا کر اس میں ہر نمبر کے طائفے کے سامنے اس کی کسر لکھ دیجئے۔ اور ہر وارث کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے اس کو جن طائفوں کے واسطے سے حصّہ ملتا ہے ان سب کی کسور کا حاصل ضرب معلوم کیجئے یہی اس کا حصّہ ہوگا۔

مثال نمبر 1 - دو نواسے کے نواسوں، ایک نواسی کے پوتے، دو نواسی کی نواسوں اور ایک حقیقی بھانجی میں ترکہ تقسیم کیجئے۔

وارث	تعداد		پشت1		پشت2		پشت3	پشت4
نواسے کے نواسے	2	1	بیٹی	2	بیٹا		بیٹی	بیٹا
نواسی کے پوتے	1		بیٹی	3	بیٹی	4	بیٹا	بیٹا
نواسی کے نواسے	2		بیٹی		بیٹی	5	بیٹی	بیٹا

جواب۔ چاروں ذوی الارحام ہیں۔ جدول نمبر 2 سے اس کی تفصیل یہ معلوم ہوئی کہ نواسے کا نواسا نواسی کا پوتا اور نواسی کی نواسے تو صنف نمبر 1 میں ہیں اور حقیقی بھانجی تیسرے صنف میں ہیں پس ذ-ا-ق نمبر 1 کے مطابق صرف پہلے تین قسم کے ورثاء منتخب ہوگئے اور حقیقی بھانجی محروم ہے کیونکہ اول الذکر کا صنف نمبر کم ہے۔ سارے منتخب ورثاء کا درجہ 3 اور گروپ 5 ہے اس لئے یہ سب آپس میں شریک ہیں۔ ان میں کوئی محروم نہیں۔

جدول نمبر 4 سے معلوم ہوا کہ طریقہ نمبر 2 استعمال کیا جائے گا اس کے مطابق ان کو کوڈ نمبروں کی ترتیب سے لکھتے ہیں۔ کوڈ نمبر بھی جدول نمبر 2 سے معلوم ہوئے۔ اب ان ورثاء کے رشتوں کو شکل کے مطابق کھول کر لکھ دیا۔ اور ساتھ ہی ہر وارث کی تعداد بھی لکھ دی۔ پہلی پشت پر ساری بیٹیاں ہیں اس لئے ایک ہی طائفہ بنا اور اس کا نمبر 1 ہی رکھا۔ اگلی پشت پر طائفہ نمبر 1 کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں ہیں اس میں بیٹوں کی تعداد اس لئے 2 ہے کہ نواسے کی نواسوں کی تعداد 2 ہے جن کی وہ دوسری پشت میں نمائندگی کر رہا ہے پس یہ کلیہ سمجھ میں اب آنا چاہیئے کہ جس قسم کے وارث کی جتنی تعداد ہو ہر پشت میں اس کی نمائندگی اتنے ہی مردوں اور عورتوں سے کرائی جائے گی جیسے نواسی کے

نواسوں کی تعداد بھی 2 ہے اس لئے پشت نمبر 2 پر بیٹیوں کی تعداد بھی 2 ہی سمجھنی چاہیئے ۔ اس تفصیل کے بعد طائفہ نمبر 1 کے بچوں کے دو طائفوں میں طائفہ نمبر 2 میں دو بیٹے ہیں ان کا وزن 4 ہوگا اور طائفہ نمبر 3 میں 3 بیٹیاں ہیں ان کا وزن 3 ہوگا۔ ان دونوں کا مجموعی وزن 7 ہوا پس طائفہ نمبر 2 کی کسر 4/7 (طائفہ نمبر 2 کے وزن کو مجموعی وزن پر تقسیم کرنے سے) ہوئی۔ اس طرح طائفہ نمبر 3 کی کسر 3/7 ہوئی۔

طائفہ نمبر	کسر اس کی
1	1
2	4/7
3	3/7
4	2/4
5	2/4

طائفہ نمبر 2 چونکہ ایک ہی وارث سے متعلق ہے اس لئے اب اس کی اولاد میں مزید طائفے نہیں بنیں گے البتہ طائفہ نمبر 3 میں ایک سے زیادہ ورثاء کی نمائندگی ہے اس لئے ان کی اولاد میں مزید طائفے بن سکتے ہیں۔ ان میں جنس کی تبدیلی کی وجہ سے دو طائفے نمبر 4 اور نمبر 5 بنیں گے۔ اب طائفہ نمبر 4 میں ایک بیٹا ہے اس لئے 1 کو 2 سے ضرب دینے سے اس کا وزن 2 معلوم ہوا جبکہ طائفہ نمبر 5 میں دو بیٹیاں ہیں اس لئے اس کا وزن 2 ہوگا۔ پس ان دونوں طائفوں کا مجموعی وزن 4 ہوا جس میں طائفہ نمبر 4 کی کسر 2/4 معلوم ہوئی اور طائفہ نمبر 5 کی کسر بھی 2/4 ہو جائے گی۔ اب آسانی کے لئے ہر طائفے کی کسور ان کے نمبر کے سامنے لکھ لیتے ہیں تاکہ حساب کرنے میں آسانی رہے۔

اب ہر وارث کے بارے میں یہ دیکھا جائے کہ اس کو کس کس طائفہ کے ذریعے حصّہ مل رہا ہے اور پھر ان طائفوں کی کسور کا حاصل ضرب معلوم کیا جائے تو اس وارث کا حصّہ معلوم ہو جائے گا۔

پس دو نواسے کے نواسوں کو حصّہ طائفہ نمبر 1 ، طائفہ نمبر 2 اور طائفہ نمبر 4 کے ذریعے مل رہا ہے اور ان کی کسور بالترتیب 1، 4/7 اور 1 ہیں اس لئے اس میں دونوں کا حصّہ 4/7 ہیں اور ایک نواسے کے نواسے کا حصّہ 2/7 ہوا۔

نواسی کے پوتے کو طائفہ نمبر 1 ، طائفہ نمبر 3 اور طائفہ نمبر 5 کے ذریعے مل رہا ہے جن کی کسور بالترتیب 1، 3/7 اور 2/4 ہے پس ان کسور کا حاصل ضرب چونکہ 6/28 ہے اس لئے اس اکیلے وارث کو اتنا ہی حصّہ ملے گا۔

2 نواسی کے نواسوں کو طائفہ نمبر 1 ، طائفہ نمبر 3 اور طائفہ نمبر 6 کے ذریعے حصّہ مل رہا ہے جن کی کسور بالترتیب 1 ، 3/7 اور 2/4 ہیں جنکا حاصل ضرب بھی 6/28 بن رہا ہے اس لئے ان میں ایک کا حصّہ 3/28 ہوگا۔

طریقہ نمبر 3۔ اس میں مال کا حق دار صرف ایک فرد نانا ہوتا ہے اس لئے سارا مال اس کو مل جاتا ہے۔

طریقہ نمبر 4۔ اس میں اور طریقہ نمبر 2 میں صرف ایک فرق ہے کہ طریقہ نمبر 2 میں مردوں سے مراد بیٹے اور عورتوں سے مراد بیٹیاں ہوتی ہیں لیکن طریقہ نمبر 4 میں مردوں سے مراد باپ اور عورتوں سے مراد مائیں ہیں مثلاً نانا کو ’’ماں باپ‘‘ لکھا جائے گا یعنی میت کی ماں کا باپ پس جو طائفے بنیں گے وہ ماؤں اور باپوں کے بنیں گے لیکن آسانی اس میں یہ ہے کہ ہر طائفے کی کسر معلوم نہیں کرنی پڑتی بلکہ وہ پہلے سے طے ہے کہ ماں کے طائفے کی کسر 1/3 اور باپ کے طائفے کی کسر 2/3 ہوگی۔ اس میں ہر وارث کی تعداد ایک ہی ہوتی ہے۔

مثال نمبر 2۔ دادی کے باپ، نانا کے ماں باپ، نانی کے باپ اور نانی کے نانا میں میت کا ترکہ تقسیم کریں۔

وارث		پشت1		پشت2		پشت3
دادی کا باپ	1	باپ		ماں		باپ
نانا کا باپ	2	ماں	3	باپ	5	باپ
نانا کی ماں	2	ماں	3	باپ	6	ماں
نانی کا باپ	2	ماں	4	ماں		باپ

جدول نمبر 2 کے مطابق چونکہ یہ چاروں صنف نمبر 3 میں ہیں اس لئے صنف کے لحاظ سے سب مستحق ہیں لیکن ان میں اول الذکر چاروں کا گروپ نمبر 7 ہے جبکہ نانی کا نانا گروپ نمبر 8 ہے اس لئے نانی کا نانا الاقرب فالاقرب کے قاعدے سے باقیوں کی موجودگی میں محروم ہے۔ان سب کو ان کے کوڈ نمبروں کی ترتیب سے لکھا جاتا ہے جیسا کہ مثال نمبر 1 میں کیا گیا تھا تاہم اس میں سب کی تعداد ایک ہی ہوتی ہے اس لئے تعداد کا خانہ موجود نہیں ہے۔ طریقہ نمبر 4 کے مطابق عورتوں اور مردوں کے الگ الگ طائفے بنائیے۔طائفہ نمبر 1، طائفہ نمبر 3 اور طائفہ نمبر 6 کی کسر 2/3 ہے کیونکہ یہ باپوں کے طائفے ہیں اور طائفہ نمبر 2، طائفہ نمبر 4 اور طائفہ نمبر 6 کی کسر 1/3 ہے کیونکہ یہ ماؤں کے طائفے ہیں۔اب دادی کے باپ کو طائفہ نمبر 1 سے حصّہ مل رہا ہے جسکی کسر 2/3 ہے پس یہی اس کا حصّہ ہے اور نانا کے باپ کو طائفہ نمبر 2، طائفہ نمبر 3 اور طائفہ نمبر 5 سے حصّہ مل رہا ہے ان میں طائفہ نمبر 2 کی کسر تو 1/3 ہے باقی دونوں طائفے 2/3 کسر کی ہیں اور ان کا حاصل ضرب 4/27 ہے اس لئے یہی اس کا حصّہ ہے۔نانا کی ماں کو طائفہ نمبر 2، طائفہ نمبر 3 اور طائفہ نمبر 6 سے حصّہ مل رہا ہے ان میں طائفہ نمبر 3 کی کسر 2/3 ہے باقی دونوں کی کسر 1/3 ہے جن کا حاصل ضرب 2/27 بنتا ہے اور یہی اس کا حصّہ ہے اب نانی کے باپ کو طائفہ نمبر 2 اور طائفہ نمبر 4 سے حصّہ مل رہا ہے اور ان دونوں کی کسر 1/3 ہے جن کا حاصل ضرب 1/9 بنتا ہے اور یہی اس کا حصّہ ہے۔

طریقہ نمبر 5۔ اس طریقہ میں جتنے شریک گروپ ہیں ان کے ورثاء کو پہلے وہی فرض کیا جائے گا جن کی وہ اولاد ہیں چونکہ وہ میت کے مختلف قسم کے بہن بھائی ہوں گے ان میں تقسیم ذوی الفروض اور عصبات کے قاعدوں کے مطابق کرنے کے بعد ہر بھائی اور بہن کے حصّے میں جو آئے گا وہ اس کی اولاد میں حسب موقعہ طریقہ نمبر 1 یا طریقہ نمبر 2 کے مطابق کیا جائے گا۔

مثال نمبر 3۔ حقیقی بھائی کے تین نواسوں اور دو نواسیوں، حقیقی بہن کے دو پوتوں اور ایک نواسی، علاتی بہن کے

ایک پوتے اوراخیافی بھائی کے ایک پوتے میں اس کی میراث تقسیم کیجئے۔

زیر نظر سوال میں حقیقی بھائی کی پانچ اولاد، حقیقی بہن کی تین اولاد، علاتی بہن کی ایک اولاد اور اخیافی بہن کی ایک اولاد میں میراث کی تقسیم ہونی ہے۔طریقہ نمبر 5 کے مطابق ہم یہ سمجھیں گے کہ میت کے پانچ حقیقی بھائی، تین حقیقی بہنیں، ایک علاتی بہن اور ایک اخیافی بھائی ہے۔ پہلے ان میں ترکہ تقسیم کرتے ہیں۔حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں تو علاتی بہن محروم ہے البتہ اخیافی بہن اپنا حصّہ 24 میں 4 سہام وصول کرے گی۔باقی 20 سہام پانچ حقیقی بھائیوں اور تین حقیقی بہنوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق بطور عصبہ تقسیم ہوں گے۔پانچ حقیقی بھائی دس حقیقی بہنوں کے برابر ہے ان کے ساتھ تین اور بہنیں ملکر کل 13 بہنیں بن جاتی ہیں اس لئے باقی سہام ان 13 بہنوں میں برابر برابر تقسیم ہوں گے چونکہ 20 سہام 13 پر تقسیم نہیں ہو رہے ہیں اس لئے ہر بہن کے لئے 20 سہام مان کر بھائیوں کو ان کا دگنا یعنی 40 سہام دیں گے۔قاعدہ کے مطابق اخیافی بہن کو اب 4 سہام کی بجائے 52 سہام ملیں اور کل 24 کے بجائے (24×13=312 سہام) ہو جائیں گے پس اخیافی بہن کو 312 سہام میں 52، ہر حقیقی بھائی کو 40 اور ہر حقیقی بہن کو 20 سہام ملیں گے۔

اب حقیقی بھائی کے حصّے کو اس کی اولاد میں تقسیم کریں گے چونکہ حقیقی بھائی کے تین نواسے اور دو نواسیاں ہیں۔جدول نمبر 2 میں نواسے اور نواسیاں دونوں گروپ نمبر 1 میں ہیں جن کے لئے جدول نمبر 3 میں طریقہ نمبر 1 بتایا گیا ہے اس کے مطابق ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوگا۔اب تین نواسے 6 نواسیوں کے برابر اور ان کے ساتھ دو نواسیاں ملکر کل 8 نواسیاں بن جاتی ہیں پس حقیقی بھائی کے 40 کو جب ان پر تقسیم کیا تو ہر نواسی کے حصّے میں 5 سہام آئے اور ہر نواسے کے حصّے میں 10 سہام۔اب حقیقی بہن کا حصّہ اس کے دو پوتوں اور ایک نواسے میں تقسیم کرنا ہے تو اس کے لئے طریقہ نمبر 2 استعمال کریں گے۔اس کے مطابق سامنے والی شکل بنے گی۔ پہلی پشت

	تعداد	پشت 1	پشت 2
حقیقی بہن کے پوتے	2	1 بیٹا	بیٹا
حقیقی بہن کی نواسی	1	2 بیٹی	بیٹی

پر ہی جنس کی تبدیلی ہے اس لئے دو طائفے بنیں گے، طائفہ نمبر 1 بیٹوں کا اور طائفہ نمبر 2 بیٹیوں کا۔بیٹوں کے طائفے میں دو بیٹے ہیں اس لئے اس طائفے کا وزن 2×2=4 ہے جبکہ طائفہ نمبر 2 میں ایک بیٹی ہے پس اس کا وزن 1 ہوا اور ان کا مجموعی وزن 5 ہوا پس طائفہ نمبر 1 کی کسر 4/5 اور طائفہ نمبر 2 کی کسر 1/5 ہوگی۔کسی طائفہ کا ایک ہی وارث کے ساتھ تعلق ہو تو اس کی اگلی پشت میں پھر مزید تقسیم ممکن نہیں ہوتی اس لئے وہ بعد میں آخر تک ایک ہی طائفہ رہتا ہے اس لئے طائفہ نمبر 1 اور طائفہ نمبر 2 سے مزید طائفے نہیں بن سکے۔اب حقیقی بہن کے پوتوں کو چونکہ صرف طائفہ نمبر 1 سے حصّہ مل رہا ہے اس لئے ان دونوں کا حصّہ مجموعی طور پر 4/5 نکلا اور اکیلے ایک کا 2/5 جبکہ حقیقی بہن کی نواسی کو طائفہ نمبر 2 کے ذریعے 1/5 ہی ملا۔پس بہن کے 20 سہام میں ایک حقیقی بہن کے پوتے کو 20×2/5=8 سہام ملیں گے جبکہ ایک حقیقی بہن کی نواسی کو 20×1/5=4 سہام ملیں گے

اخیافی بہن کے پوتے کو اس کی دادی کا حصّہ 52 سہام پورے کا پورا مل جائے گا۔

طریقہ نمبر 6۔ اس میں چونکہ ورثاء صرف اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد ہوتی ہے اس لئے ان ہی کے طریقے کے مطابق سب میں باقی ترکہ برابر برابر تقسیم کیا جائے گا۔

طریقہ نمبر 7۔

1-اس طریقے کے مطابق اگر ماں باپ ہر دو طرف کے رشتہ دار موجود ہوں تو باقی ترکے کا 2/3 باپ کی طرف کے رشتہ داروں کا ہوگا اور 1/3 ماں کی طرف کے رشتہ داروں کا ہوگا اور اگر صرف ایک طرف کے رشتہ دار ہوں تو سارا باقی ترکہ ان ہی میں تقسیم ہوگا۔

2- ہر دو قسم کے ورثاء میں جن کا گروپ نمبر کم سے کم ہو ان میں اس قسم کے ورثاء کا حصّہ تقسیم ہوگا۔اگر اس گروپ میں صرف مرد یا صرف عورتیں ہیں تو ان میں ہر ایک کا حصّہ برابر ہوگا اور اگر ان میں مرد اور عورتیں دونوں ہیں تو ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مثال نمبر 4۔

دو حقیقی پھوپھیاں، ایک علاتی پھوپھی، چار اخیافی چچا، دو اخیافی پھوپھیاں دو حقیقی ماموں اور تین حقیقی خالاؤں میں میت کا ترکہ تقسیم کیجئے۔

یہ سب صنف چہارم میں ہیں اس لئے سب مستحق ہو سکتے ہیں۔ان کے گروپ نمبر اور کوڈ نمبر جاننے کے لئے جب جدول نمبر 2 کو دیکھا تو پتہ چلا کہ حقیقی پھوپھی کا گروپ نمبر 19، علاتی پھوپھی کا 20، اخیافی چچا کا 21 ہے جبکہ حقیقی ماموں اور خالہ کا گروپ نمبر 22 ہے پس 19 نمبر کم سے کم نمبر والا گروپ ہے اس کے لئے جدول نمبر 3 میں جب دیکھا تو پتہ چلا کہ یہ سوال طریقہ نمبر 7 سے حل ہوگا۔

طریقہ نمبر 7 کے مطابق باپ کی طرف اور ماں کی طرف کے ورثاء کو الگ کرنا پڑا۔ باپ کی طرف کے ورثاء میں حقیقی علاتی اور اخیافی پھوپھیوں کے علاوہ اخیافی چچا آتے ہیں اور حقیقی ماموں خالہ ماں کی طرف کے رشتہ دار ہیں۔ باپ کی طرف کے رشتہ داروں میں گروپ نمبر 19 ہی سب سے کم نمبر والا گروپ ہے اس لئے صرف یہی گروپ یعنی حقیقی پھوپھیاں ہی باپ کی طرف کے 2/3 حصّے کی مستحق ہیں چونکہ یہ دو ہیں اس لئے ہر ایک کو 1/3 حصّہ ملے گا۔ ماں کی طرف کے رشتہ داروں میں صرف حقیقی ماموں خالہ ہی ہیں اس لئے ماں کے حصّے کا 1/3 ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم ہوگا۔ چونکہ حقیقی ماموؤں کی تعداد 2 اور حقیقی خالاؤں کی تعداد 3 ہیں اس لئے یہ گویا کہ کل 7 خالائیں ہیں پس ہر خالہ کو 1/3 کا 1/7 یعنی 1/21 ملے گا اور ہر ماموں کو خالہ کے حصّے کا دگنا یعنی 2/21 ملے گا۔

طریقہ نمبر 8۔

اس طریقے کا طریقہ نمبر 7 کے ساتھ اتنا فرق ہے کہ مستحق گروپ تو طریقہ نمبر 7 کے مطابق معلوم کیا جاتے ہیں وہ پھر چاہے ماں کی طرف سے ہوں یا باپ کی طرف سے،ان میں مال حسب موقع طریقہ نمبر 1 یا طریقہ نمبر 2 کے مطابق تقسیم ہوگا۔

مثال نمبر 5۔ میت کی حقیقی پھوپھیوں کے 2 نواسوں کی نواسیاں،ایک نواسی کی پوتی اور دو نواسی کے نواسے،میت کے اخیافی چچا کے 3 سکڑ پوتے حقیقی خالہ کی پڑپوتیوں کے 2 بیٹے اور 3 بیٹیاں ہیں ان میں ترکہ تقسیم کیجئے ۔یہ سب صنف چہارم کے ورثاء ہیں اس لحاظ سے سب مستحق ہوسکتے ہیں لیکن گروپ نمبر کے لحاظ سے بعض بعض پر سبقت لے سکتے ہیں۔جدول نمبر 2 سے پتہ چلا کہ میت کی حقیقی پھوپھی کے نواسے کی نواسیاں،نواسی کی پوتی اور نواسی کے نواسے سب حقیقی پھوپھی کی اولاد نمبر 2 میں آتے ہیں جن کا گروپ نمبر 36 ہے،میت کے اخیافی چچا کے سکڑ پوتے اخیافی چچا کی اولاد نمبر 3 میں آتے ہیں اور ان کا گروپ نمبر 39 ہے جبکہ حقیقی خالہ کی پڑپوتیوں کی اولاد حقیقی خالہ کی اولاد نمبر 3 میں ہیں اور ان کا گروپ نمبر 40 ہے۔ان سب میں گروپ نمبر 36 سب سے کم ہے اس لئے جدول نمبر 3 کے مطابق اس کے لئے طریقہ 8 استعمال ہوگا۔اس کے مطابق حقیقی پھوپھی کی اولاد ہی باپ کی طرف کے 2/3 حصے کی مستحق ہوگی اور اخیافی چچا کی اولاد محروم ہوگی اور والدہ کی طرف کا 1/3 حقیقی خالہ کی اولاد کا حق ہے۔اب حقیقی پھوپی کی اولاد میں طریقہ نمبر 2 کے مطابق مال تقسیم ہوگا جس کے لئے مثال نمبر 1 کو دیکھا جائے۔اس مثال کے مطابق ہر نواسے کی نواسی کو 2/7 مل رہا تھا نواسی کی پوتی کو 3/14 اور نواسی کے ہر نواسے کو 3/28 مل رہا تھا اب یہ ان کو صرف باپ کے حصے 2/3 میں مل رہا ہے اس لئے حقیقی پھوپھی ہر نواسے کی نواسی کو 2/3×2/7=4/21، نواسی کی پوتی کو 2/3×3/14=1/7 اور نواسی کے ہر نواسے کو 2/3×3/28=1/14 حصہ ملے گا۔اس طرح ماں کا 1/3 حقیقی خالہ کی پڑپوتیوں کے 2 بیٹوں اور 3 بیٹیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوگا پس یہ کل 7 بیٹیاں ہوئیں پس ماں والی طرف کے کل حصے میں ہر بیٹی کو 1/7 اور ہر بیٹے کو 2/7 حصہ ملے گا جو کہ میت کے کل باقی ترکہ میں بالترتیب 1/3×1/7=1/21 اور 1/3×2/7=2/21 ہوگا۔

طریقہ تنزیل۔ اس طریقے پر امام احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ ہے اور شوافع اور مالکیہ کے متاخرین میں بعض نے بھی اس طریقے کو ذوی الارحام کے لئے اپنایا ہے اگرچہ ان کے متقدمین ذوی الارحام کو دینے کے قایل نہیں۔ اس طریقے کے مطابق ذوی الارحام جن ذوی الفروض اور عصبات کے واسطے سے میت کے رشتہ دار ہیں ذوی الارحام کو پہلے وہی ذوی الفروض وعصبات سمجھ کر ان میں تقسیم کیا جاتا ہے اور پھر وہ ذوی الارحام اپنے واسطوں کا حق وصول کرتے ہیں مثلاً اگر کسی میت کے ورثاء میں نواسے، بھتیجیاں، اور پھوپھی اور خالہ موجود ہیں تو نواسے چونکہ بیٹی کی اولاد ہے اس لئے ان کو بیٹی، بھتیجیوں کو بھائی، پھوپھی کو باپ اور خالہ کو ماں سمجھ کر ان میں ایسا تقسیم کیا جائے گا گویا کہ میت کے ماں باپ اور بھائی بیٹی موجود ہیں اور ہم ان میں اس کا ترکہ تقسیم کر رہے ہیں پھر یہ واسطے میت سے حصّہ وصول کرکے ذوی الارحام کو دیتے ہیں لیکن:

1- امام احمد بن حنبلؒ کے مشہور قول کے مطابق ہر واسطے کے ورثاء میں مرد وعورت میں فرق نہیں کیا جائے سب کو برابر ملے گا جبکہ دوسرے قول کے مطابق ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کا قاعدہ استعمال کیا جائے گا۔ بعض متاخرین شوافع اور مالکیہ کا بھی اس دوسرے قول پر عمل ہے۔

2- المغنی کے روایت کے مطابق میت کے ذوی الارحام میں تین گروپ بنائے جائیں گے۔ پہلا وہ جو اولاد کے ذریعے وارث ہیں، دوسرا وہ جو باپ کے واسطے سے ہیں اور تیسرا وہ جو ماں کی طرف سے ہیں۔ ان میں ہر گروپ میں جو میت کے سب سے قریب ہوں گے وہ مستحق ہوں گے اور دوسرے محروم لیکن ہر گروپ کے ورثاء کا دوسرے گروپ کے ورثاء کے ساتھ مقابلہ نہیں ہوگا۔ ایک دوسرے قول کے مطابق سارے ذوی الارحام ایک گروپ میں ہیں اس لئے اس قول کے مطابق سب میں جو سب سے زیادہ میت کے قریب ہیں وہ حصّہ پائیں گے اور باقی محروم ہوں گے۔ اس کے علاوہ بھی دوسرے اقوال ہیں لیکن متاخرین نے ان کو نظر انداز کیا ہے۔ ماں کے طرف کے جو ورثاء ان میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

3- اگر کوئی مختلف واسطوں سے میت کا رشتہ دار ہو تو جس واسطے سے اس کا فاصلہ کم سے کم ہو اس کا واسطہ وہی سمجھا جائے مثلاً پڑپوتی کا نواسا بیٹے کی بیٹی کا نواسا بھی ہے لیکن اس کو پڑپوتی کا نواسا سمجھا جائے کیونکہ پڑپوتی سے وہ دو واسطے دور ہے جبکہ بیٹے سے تین واسطے۔

4- ہر واسطے کی تعداد کو اتنی ہی مانی جائے جتنی کی اس واسطے کی فی الحقیقت ہے ان کی اولاد یا متعلقہ ورثاء کی تعداد کے برابر نہیں مثلاً ایک حقیقی بہن کے چار پڑپوتے ہیں اور دوسری کا ایک نواسی کا بیٹا ہے پس ان کو پہلے دو حقیقی بہنیں سمجھا جائے گا۔ اور پھر ہر حقیقی بہن کا حصّہ اس کی اولاد میں علیحدہ علیحدہ تقسیم ہوگا۔

5- جس وقت ان میں سے جس واسطے کو اپنا حصّہ مل جاتا ہے تو پھر اس کے ورثاء میں اس کا حصّہ ایسا تقسیم ہوگا جیسا کہ یہ واسطہ ہی میت ہو اور اس کا ترکہ تقسیم ہو رہا ہو

واسطے جو بن سکتے ہیں۔

ذوی الارحام مندرجہ ذیل واسطوں سے حصّہ لے سکتے ہیں۔

1-بیٹیوں کی اولاد کو بیٹیاں

2-پوتیوں کی اولاد کو پوتیاں

3-پڑپوتیوں کی اولاد کو پڑپوتیاں

4-سکڑ پوتیوں کی اولاد کو سکڑ پوتیاں

5-ہر قسم کی پھوپھیوں، اخیافی چچا اور ان کی اولاد کو باپ

6-ہر قسم کے ماموؤں اور خالاؤں اور ان کی اولاد کو ماں

7- حقیقی بہن کی اولاد کو حقیقی بہن

8- علاتی بہن کی اولاد کو علاتی بہن

9-اخیافی بہن بھائیوں کی اولاد کو اخیافی بہن بھائی

10-دادا کی ہر قسم کے بہنوں اور اخیافی بھائیوں کو دادا

11-پدری جدات صیحہ کے ماں باپ اجداد وجدات کو نیز بہن بھائیوں اور اور ان کی اولاد کو پدری جدات صیحہ

12-مادری جدات صیحہ کے ماں باپ اجداد وجدات کو نیز بہن بھائیوں اور اور ان کی اولاد کو مادری جدات صیحہ

13- حقیقی بھائیوں کی ذوی الفروض یا ذوی الارحام اولاد

14-علاتی بھائیوں کی ذوی الفروض یا ذوی الارحام اولاد

جہات کے لحاظ سے ورثا میں تقسیم کے لحاظ سے نمبر 1 سے لیکر 4 تک بنوی (اولاد کی جھت)، نمبر 5، 7، 8، 10، 11، 13 اور 14 ابوی اور 6، 9 اور 12 اموی جھت کے ہیں پڑپوتی کا نواسا، پھوپھی اور خالہ کا بیٹا موجود ہو تو تینوں کو حصّہ ملے گا کیونکہ یہ تینوں مختلف جہات کے ہیں اس لئے اگر چہ ان میں بعض بعض سے میت کے زیادہ قریب ہیں لیکن جھت میں مختلف ہونے کی وجہ سے آپس میں مقابل نہیں ہاں بیٹی کا پوتا مثلاً ہوتا تو وہ پڑپوتی کے نواسے کو محروم کرتا، اس طرح خالہ یا ماموں کی موجودگی خالہ کے بیٹے کو محروم کر دیتا۔

مثال نمبر 6۔ عبدالعظیم کے وفات کے بعد اس کا نانا، دو حقیقی بھتیجیاں ایک حقیقی بھانجی اور ایک خالہ زاد بہن موجود تھے ان میں اس کا ترکہ تقسیم کیجئے۔

پہلے یوں سمجھا جائے گا کہ ایک ماں ایک بھائی اور ایک حقیقی بہن موجود ہیں پس ماں کو 4 اکائیاں دینے کے بعد باقی 20 اکائیاں ایک حقیقی بہن اور حقیقی بھائی آپس میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم کریں گے۔

یہ گویا کہ تین بہنیں ہیں اس لئے ہر بہن کو 20/3 اکائیاں ملیں گے پس اگر ایک بہن کے لئے 20 اکائیاں مان لی جائیں

توماں کو 4 کی جگہ 12 دینی پڑیں گی اور کل اکائیاں 24 کی جگہ 72 بن جائیں گی۔ پس 72 میں ماں کے 12 حقیقی بہن کے 20 اور حقیقی بھائی کے 40 اکائیاں ہوں گی۔ حقیقی بھتیجیاں دو ہیں ان میں بھائی کا حصّہ تقسیم ہوگا پس ہر ایک کو 20 اکائیاں ملیں گی جبکہ اکیلی بھانجی کو حقیقی بہن کی 20 اکائیاں ساری کی ساری مل جائیں گی۔ ماں کی اکائیاں 12 ہیں وہ نانا اور خالہ زاد بہن میں تقسیم ہوں گے۔ چونکہ نانا ماں کا والد ایک واسطے پر اور خالہ زاد بہن دو واسطے پر ہے اس لئے نانا کے سامنے خالہ زاد بہن محروم ہے اور ماں کی 12 اکائیاں ساری کی ساری نانا کو ملیں گی۔

وارث	واسطہ
نانا	ماں
حقیقی بھتیجی	بھائی
حقیقی بھانجی	بہن
خالہ زاد بہن	ماں

مثال نمبر 7۔ ایک اخیافی پھوپھی، ایک حقیقی بھتیجی، ایک حقیقی چچازاد بہن، ایک حقیقی بھانجا، ایک حقیقی خالہ اور ایک علاتی خالہ۔

اخیافی پھوپھی اور حقیقی چچازاد بہن حقیقی بھتیجی اور حقیقی بھانجی باپ کے جہت ہیں۔ ان میں اخیافی پھوپھی حقیقی بھتیجی اور بھانجی دو واسطوں پر جبکہ حقیقی چچازاد بہن تین واسطوں پر ہیں اس لئے حقیقی چچازاد بہن محروم ہے۔ علاتی اور حقیقی خالائیں ماں کے رخ سے ہیں اور دونوں میت سے ایک ہی فاصلے پر ہیں پس اخیافی پھوپھی کو باپ، حقیقی بھتیجی کو حقیقی بھائی، حقیقی بھانجی کو حقیقی بہن علاتی اور حقیقی خالاؤں کو ماں فرض کیا جائے گا۔ باپ کی موجودگی میں بہن بھائی محروم ہیں لیکن ان کی موجودگی ماں کے حصّہ کو سدس کر دے گی۔ اس لئے ماں کو 24 میں سے 4 حصّے دے کر باقی باپ کو دیئے جائیں گے جو کہ تنہا پھوپھی کا حصّہ ہوں گے۔ ادھر ماں کا حصّہ حقیقی اور علاتی خالاؤں میں تقسیم ہوگا جس میں حقیقی خالہ کو حقیقی بہن سمجھ کر 3 حصّے دیئے جائیں گے اور علاتی کو ایک حصّہ دیا جائے گا۔

مناسخہ

مناسخہ لغت میں ازالے کو کہتے ہیں اور علم میراث میں اصطلاحاً کسی وارث کی موت کی وجہ سے اس کے حصوں کا اس کے اپنے ورثاء کی طرف منتقل ہونے کے بعد کی تقسیمِ میراث کو مناسخہ کہتے ہیں۔اس میں یہ ہوسکتا ہے کہ جو وارث فوت ہو چکا ہے وہ بھی اپنے مورث کے ورثاء کا مورث بن سکتا ہو پس ان باقی ورثاء کو نہ صرف اپنے مورث اعلیٰ کا حصہ ملے گا بلکہ اس وارث میت کی میراث میں بھی حصہ ملے گا۔فقہا کرام نے عام لوگوں کی آسانی کی خاطر ایسا طریقہ وضع کیا جس کے ذریعے مورث اعلیٰ کے ورثاء میں بعض ورثاء کی موت کے بعد ان کی
میراث کی تقسیم بیک وقت ہو سکے۔

اگر وقت پر ترکہ شرعی طریقے سے تقسیم کیا جائے تو مناسخے کے جھنجھٹ سے بچا جا سکتا ہے لیکن آج کل ہم جیسے دوسری ضروریات دین سے تغافل برتتے ہیں اسی طرح بلکہ کچھ زیادہ اس اہم ذمہ داری سے غافل رہتے ہیں جس کی وجہ سے تقسیم سے پہلے کئی ورثاء مر جاتے ہیں اور پھر سب کا اکٹھا حساب کرنا پڑتا ہے۔ان میں سے بعض ورثاء ایک میت کے بعض دو کے اور بعض تین کے ترکے سے حصہ پائیں گے۔اس طرح سلسلہ کئی پشتوں تک جا سکتا ہے۔اگر ترکہ کی مقدار معلوم ہو تو راقم کے نزدیک مناسخہ کے معروف طریقے کی بجائے اگر تقسیم کا اصل طریقہ اختیار کیا جائے تو وہ نہ صرف یہ کہ مشکل نہیں ہوگا بلکہ اس میں اگر کہیں غلطی واقع ہوگی تو اس کی پڑتال آسانی کے ساتھ ہو سکے گی نیز اس میں مورث اعلیٰ کے علاوہ دوسرے مورثوں کی ذاتی جائیداد بھی تقسیم میں شامل ہو سکے گی۔اگر کسی کو کسور کی جمع تفریق اور ضرب تقسیم آتی ہو تو ان کے لئے آخر میں معروف طریقے کو بھی آسان کر کے دیا جائے گا لیکن بہتر یہی ہے کہ اصل طریقہ اختیار کیا جائے۔اصل طریقے کا مطلب یہ ہے کہ جتنی میتیں ہیں ہر میت کے لئے اس کے ورثاء کا تعین کر کے سوال کو حل کیا جائے اور اس میں ہر وارث کا حصہ ہر میت کی میراث میں معلوم کر کے ان کے ناموں کے سامنے لکھیئے۔ جب مورث اعلیٰ کا ترکہ معلوم ہو جائے تو سب سے پہلے مورث اعلیٰ کے ورثاء میں اس کا ترکہ حسب قاعدہ ان ورثاء کے معلوم شدہ حصوں کے مطابق تقسیم کیجئے۔اس کے بعد ہر میت کے ورثاء میں درجہ بدرجہ ان کی وہ میراث جو دوسروں سے حاصل کر چکا ہے تقسیم کیجئے تمام ورثاء کے نام لکھ کر جو فوت ہو چکے ہیں ان کے گرد دائرہ لگائیے اور باقیوں کا ہر ہر میت کی میراث میں حصہ معلوم کر کے جمع کیجئے۔اس میں آپ یہ بھی کر سکتے ہیں کہ ہر میت کے اس ترکے میں جو اس کو دوسروں سے ملا ہے اس میں اس کا ذاتی ترکہ بھی جمع کر سکتے ہیں تاکہ سارا حساب اکٹھا ہو سکے ۔آخر میں پڑتال کے طور پر ساری میتوں کے ذاتی ترکوں کو ان کے مورث اعلیٰ کے ترکے کے ساتھ جمع کریں۔اگر تمام زندہ ورثاء کے حاصل کردہ حصوں کا مجموعہ اسی مجموعے کے برابر آتا ہے تو جواب ٹھیک ہے ورنہ غلط ہے مثال کے طور پر ایک مناسخے کا مسئلہ پہلے مجوزہ طریقے کے مطابق حل کیا جاتا ہے پھر اس کے بعد دوسرے طریقے کے مطابق تاکہ نہ صرف دونوں طریقوں کی وضاحت ہو سکے بلکہ ان میں آسان اور مشکل کا پتہ بھی چل سکے۔

مثال۔ سلیمہ نے زید نامی خاوند ایک بیٹی کریمہ اور ماں عظیمہ چھوڑی۔ سلیمہ کی میراث ابھی تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ زید بھی انتقال کر گیا۔ اس نے اپنے پیچھے باپ عمر اور ماں رحیمہ چھوڑی آخر میں کریمہ بھی سدھار گئیں۔ اس نے دو بیٹے خالد اور عبداللہ اور ایک بیٹی رقیہ چھوڑی۔ ان کی تقسیم سے قبل عظیمہ بھی رحلت کر گئیں اور اپنے پیچھے دوسرا خاوند عبدالرحمان (سلیمہ کا والد پہلے فوت ہو گیا تھا) اور دو بیٹے عبدالرحیم اور عبدالکریم اور ایک بھائی عبدالرشید چھوڑے۔ سلیمہ کے ترکہ میں ہر زندہ وارث کا حصّہ معلوم کریں۔

عظیمہ کے بھائی سلیمہ کے ماموں تھے جو ذوی الارحام میں ہونے کی وجہ سے اس کے مال میں حصہ دار نہیں تھے اور نہ ہی اس کا سوتیلا باپ حصہ دار تھا اس لئے سلیمہ کے وارثوں میں خاوند زید کو 6 حصے، بیٹی کریمہ کو 12 حصے اور ماں عظیمہ کو 4 حصے دینے کے بعد 2 حصّے باقی بچے۔ عصبات میں کوئی موجود نہیں اس لئے ان دو حصوں کو بھی ذوی الفروض نسبی کی طرف لوٹایا جائے گا جس کو رد کہتے ہیں۔

اس کو حل کرنے کے لئے حسب قاعدہ ذوی الفروض نسبی کا مجموعہ "ن" معلوم کیا جو کہ 16 معلوم ہوا۔ ذوی الفروض سببی کا حصّہ 6 ہے اس کو 24 سے تفریق کیا تو "س" کی قیمت 18 دریافت ہوئی۔ اب ذوی الفروض نسبی کے حصوں کو 18 سے اور ذوی الفروض سببی کے حصّے کو 16 سے ضرب دی۔ نیز کل 24 حصوں کو بھی 16 سے ضرب دی تو 384 حصوں میں زید کو 96، کریمہ کو 216 اور عظیمہ کو 72 حصے ملے۔ اب زید کے ترکے کو بھی اگر 24 حصے مانا جائے تو اس میں اس کی ماں رحیمہ کو 4، بیٹی کریمہ کو 12 اور باپ عمر کو 4 حصے ملے۔ سب کا مجموعہ 20 آیا جو کہ 24 سے کم ہے اس لئے باقی 4 حصے بھی باپ کو عصبہ ہونے کی وجہ سے ملے اس لئے اب عمر کے کل 8 حصے ہو گئے۔

کریمہ جب فوت ہوگئی تو اس کے ترکے کو بھی 24 مانا گیا۔ عظیمہ اس کی نانی ہے اور رحیمہ اس کی دادی اور عمر اس کا دادا ہے اس کے علاوہ دو بیٹیوں عبداللہ اور خالد کے علاوہ اس کی ایک بیٹی رقیہ بھی ہے۔ عظیمہ اور رحیمہ میں 4 حصے برابر تقسیم کیے کیونکہ ماں باپ موجود نہ ہونے اور ایک ہی پشت میں ہونے کی وجہ سے دونوں برابر کے حقدار ہیں نیز دادا دادی کا خاوند ہے اور اس کے اور میت کے درمیاں واسطہ نہیں بنتے اس لئے وہ بھی محروم نہیں اور ان دونوں کو کل 4 حصے مل سکتے ہیں پس ان میں ہر ایک کو 2 حصے ملیں گے۔ اور دادا عمر کو بھی 4 حصے ملے باقی 16 حصے کریمہ کے دو بیٹوں اور ایک بیٹی میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوں گے۔ اس کے مطابق دو بیٹے چار بیٹیوں کے برابر ہو کر کل پانچ بیٹیاں بن جاتی ہیں پس حسب قاعدہ اگر کل مفروضہ حصوں یعنی 24 کو 5 کے ساتھ ضرب دی جائے تو اس کے حاصل ضرب 120 حصوں میں سے رقیہ کو 16، خالد اور عبداللہ میں ہر ایک کو 32، عمر کو 20، رحیمہ کو 10 اور عظیمہ کو بھی 10 حصے ملیں گے۔

عظیمہ جب فوت ہوئی تو اس کے ورثاء میں اس کا خاوند عبدالرحمان ایک بھائی عبدالرشید، دو بیٹے عبدالکریم اور عبدالرحیم ہیں۔ اس کے ترکے کے بھی 24 حصے فرض کیے گئے اولاد کی موجودگی میں اس کو 6 حصے مل سکتے ہیں اور باقی 18 حصوں کو اس کے دو بیٹے آپس میں برابر تقسیم کریں گے تو ہر ایک کو 9 حصے ملیں گے۔ اب اگر سلیمہ کا کل قابل تقسیم ترکہ 384000

روپے ہوتو چونکہ زید کے 384 میں 96 حصے ہیں پس اکائی کے قاعدے سے زید کا حصہ 96000 روپے بنتا ہے اس طرح کریمہ کے حصے میں 216000 روپے اور عظیمہ کے حصے میں 72000 روپے آئے۔ زید کے 96000 میں اکائی کے قاعدے سے کریمہ کو 48000، عظیمہ کو 16000 اور عمر کو 32000 روپے ملے۔ اب کریمہ کو سلیمہ سے 216000 روپے ملے تھے اور اپنے باپ زید سے 48000 روپے ملے، اس لئے اب اس کے کل 264000 روپے ہوگئے جس میں اکائی کے قاعدے سے خالد اور عبداللہ میں ہر ایک کو 70400 روپے اور رقیہ کو 35200 روپے ملے۔ اس کے علاوہ اس کی دادی اور نانی یعنی رحیمہ اور عظیمہ میں ہر ایک کو 22000 اور دادا عمر کو 44000 روپے ملے۔ زید کے ترکہ سے عمر کو 32000 اور رحیمہ کو 16000 ملے تھے تو عمر کے حصّے میں کل 76000 اور رحیمہ کے حصّے میں کل 38000 روپے آ گئے۔ عظیمہ کو سلیمہ کے ترکہ سے 72000 اور کریمہ کے ترکہ سے 22000 روپے ملے اس طرح اس کا ترکہ 94000 روپے بنا جس میں اس کے خاوند عبدالرحمان کو 23500 روپے اور ہر بیٹے کو 35250 روپے ملے۔ جب ان سب کو جمع کیا تو جواب 480000 روپے ہی آیا اس لئے جواب درست ہے۔ اب دوسرے طریقے سے اس سوال کو حل کرتے ہیں۔ اس میں ہم یہ فرض کریں کہ ترکہ کے بارے میں ہمیں کچھ بھی نہیں بتایا جائے گا اور حصے ایسے بنانے ہیں جو ٹوٹے ہوئے نہ ہوں بلکہ پورے ہوں۔

جب ترکہ کی مقدار پہلے سے معلوم نہ ہو۔

اس صورت میں سب سے پہلے جو ورثاء فوت ہو چکے ہیں ان کا علیحدہ علیحدہ تمام دوسرے فوت شدہ ورثاء بشمول مورث اعلیٰ کے ترکات میں حصّہ معلوم کریں اور ان کو ایک جدول میں جیسا کہ جدول الف میں دکھایا گیا ہے لکھ دیجیئے اور جدول کا آخری کالم ''کل'' بھی پر کر دیجئے۔ چونکہ کل 384 حصّوں میں زید کے 96، کریمہ کے 216 اور عظیمہ کے 84 بنتے ہیں۔ ان سب کے حصّوں کو جب 24 پر تقسیم کیا تو 16 میں زید کے 4، کریمہ کے 9 اور عظیمہ کے 3 حصّے بنتے ہیں اس لئے ''سلیمہ سے'' کے خانے میں زید کے لئے 1/4 (4/16)، کریمہ کے لئے 9/16 اور عظیمہ کے لئے 3/16 لکھا گیا۔ اس طرح باقی سب سے جتنا جتنا جن جن کو ملا وہ بھی ان کے کالموں میں لکھا۔ اس طرح جدول الف تیار ہوگئی جو کہ اگلے صفحے پر دی ہوئی ہے۔

جدول الف

سلیمہ کے ترکہ میں اس کے فوت شدہ ورثاء کا حصّہ

ورثاء	سلیمہ سے	زید کے ذریعے	کریمہ کے ذریعے	کل
زید	1/4	×	×	1/4
کریمہ	9/16	1/4×1/2	×	11/16
عظیمہ	3/16	×	11/16×1/12	47/192

فوت شدہ ورثاء کے ترکہ میں انکے زندہ ورثاء کا حصّہ

جو جو ورثاء فوت ہو چکے ہیں ان کے مال میں زندہ ورثاء کو جتنا جتنا حصّہ ملا اس کا الگ حساب کیا جائے وہ ہر زندہ وارث کے نام کے سامنے اس فوت شدہ وارث کے نام کے نیچے متعلقہ کالم میں لکھا جائے ۔اس طرح ہر زندہ وارث کو ہر فوت شدہ وارث سے جتنا ملا اس کو آپس میں جمع کیا جائے تو یہ مورث اعلیٰ کے ترکہ میں سے اس وارث کا حصّہ ہوگا مثلاً عمر کو زید کے مال میں 1/3 حصّہ ملا اور زید سلیمہ سے 1/4 حصّہ لے رہا تھا تو اس کا مطلب یہی ہوا کہ عمر کو سلیمہ سے زید کی معرفت 1/3×1/4=1/12 حصّہ ملا۔ عمر کو کریمہ سے 1/6 حصّہ ملا جب کہ کریمہ کو جدول نمبر ب کے مطابق سلیمہ سے 11/16 حصّہ ملا پس عمر کو سلیمہ سے کریمہ کی معرفت 1/6×11/16=11/96 حصّہ ملا اور زید کی معرفت 1/12 حصّہ ملا ۔ عمر کو عظیمہ سے کچھ بھی نہیں ملا پس سلیمہ یعنی مورث اعلیٰ سے عمر کو کل 1/12+11/16=19/96 حصّہ ملا۔اس طرح ہر زندہ وارث ہر فوت شدہ وارث کے ترکہ میں جتنے کا حقدار ہے اس کو اس فوت شدہ وارث کے مورث اعلیٰ سے حاصل شدہ حصّے کے ساتھ ضرب دیں اور اس کے جواب کو اس کے نام کے سامنے ان فوت شدہ ورثاء کے ناموں کے نیچے لکھتے جائیں اور پھر سب کے حصّوں میں جتنا اس کا مجموعی حصّہ بنتا ہے وہ کل کے کالم میں لکھا جائے تو یہ اس کا اپنے مورث اعلیٰ کے کل ترکہ میں حصّہ ہوگا۔اس طرح اگر جداول کی مدد سے سوالات کو حل کیا جائے تو انشاء اللہ کوئی پریشانی نہیں ہوگی۔

جدول ب

فوت شدہ ورثاء کے ترکہ میں انکے زندہ ورثاء کا حصّہ

ورثاء	بذریعہ زید	بذریعہ کریمہ	بذریعہ عظیمہ	کل	7680 میں
عمر	1/4 x1/3	11/16 x1/6	×	19/96	1520
رحیمہ	1/4 x1/6	11/16 x 1/12	×	19/192	760
خالد	×	11/16 x 4/15	×	11/60	1408
عبداللہ	×	11/16 x 4/15	×	11/60	1408
رقیہ	×	11/16 x 2/15	×	11/120	704
عبدالرحمان	×	×	47/192x1/4	47/768	470
عبدالکریم	×	×	47/192x3/8	47/512	705
عبدالرحیم	×	×	47/192x3/8	47/512	705

فوت شدہ ورثاء کے ذاتی ترکہ کا حساب

اگر فوت شدہ ورثاء کا اپنی ذاتی جائیداد بھی ہو اور اس کا حساب بھی ساتھ ہی کرنا ہو تو اس کے لئے سلیمہ کے ترکہ میں جو فوت شدہ ورثاء کا حصّہ بنتا ہو اس کا حساب کر کے ان کی ذاتی جائیداد اس میں جمع کی جائے گی جیسا کہ درج ذیل جدول میں دکھایا گیا ہے۔ زید کو سلیمہ کے ترکہ میں سے 96000 روپے مل رہے ہیں اور اسکا ذاتی ترکہ 100000 روپے اپنا ہے دونوں ملا کر 196000 روپے بن جاتے ہیں اب زید کے جو وارث ہیں وہ صرف 96000 روپے کی بجائے 196000 روپے میں حصّہ دار ہوں گے۔ پس زید سے کریمہ کو اب 48000 کے بجائے 98000 روپے ملیں گے۔ اس طرح سب فوت شدہ ورثاء کے ذاتی ترکات کو ان کے ان حصّوں کے ساتھ جمع کیا جائے گا جو ان کو مورث اعلیٰ سے ملے ہوں گے۔

	سلیمہ سے	زید سے	کریمہ سے	ذاتی	کل
زید	96000	×	×	100000	196000
کریمہ	216000	98000	×	150000	464000
عظیمہ	72000	×	38666.67	50000	160666.67

زندہ ورثاء کے حصّے

درج ذیل جدول میں جیسا دکھایا گیا ہے کہ زندہ ورثاء کو جس جس فوت شدہ وارث کے مجموعی ترکہ سے جو جو حصّہ ملتا تھا اس کا حساب اکائی کے قاعدے سے روپوں میں کیا مثلاً جدول نمبر 6 کے مطابق عمر کو زید کے ترکہ میں سے 19/96 حصّہ ملتا ہے اب چونکہ زید کا ترکہ 196000 روپے ہے اس کو جب 1/3 اسکا دیا تو یہ 65333.33 روپے ہوئے۔اس کریمہ سے عمر کو اس کے ترکے کا 1/6 حصّہ مل رہا تھا اور کریمہ کا ذاتی ترکہ ملا کر کل 464000 روپے بنتا ہے اس کا 1/6 حصّہ 77333.33 روپے بنتا ہے۔عظیمہ سے عمر کو کچھ بھی نہیں ملایعنی عمر کو کل 142666.67 روپے ملے۔باقی زندہ ورثاء کا حساب درج ذیل ہے۔

زندہ وارث	زید سے	کریمہ سے	عظیمہ سے	کل
عمر	65333.33	77333.33	x	142666.67
رحیمہ	32666.67	38666.67	x	71333.34
خالد	x	123733.33	x	123733.33
عبداللہ	x	123733.33	x	123733.33
رقیہ	x	61866.67	x	61866.67
عبدالرحمان	x	x	40166.67	40166.67
عبدالرحیم	x	x	60250	60250
عبدالکریم	x	x	60250	60250

کل ٹوٹل=684000 , سلیمہ کا ترکہ= 384000،زید کا ذاتی ترکہ= 100000،کریمہ کا ذاتی ترکہ 150000, عظیمہ کا ذاتی ترکہ= 50000،کل ترکہ= 684000 روپے۔

دونوں ٹوٹل برابر آئے اس لئے جواب درست ہے۔

تخارج کا مسئلہ

اگر کوئی کسی خاص چیز کے بدلے میں دوسرے وارثوں کی رضا مندی سے اپنے حصے سے دستبردار ہونا چاہتا ہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔اس کے لئے اس کے حصے میں جتنی اکائیاں آتی ہوں تمام وارثوں کی اکائیوں کے مجموعے سے تفریق کریں اور باقی ورثاء کی اکائیاں اتنی رہنے دیں جتنی تخارج سے پہلے تھیں۔

مثال۔ رشیدہ نے خاوند، 2 بیٹیاں، ایک حقیقی بہن اور ایک علاتی بہن وارث چھوڑے۔اس کا خاوند مہر کے بدلے اپنے حق سے دستبردار ہو رہا ہے۔باقی ورثاء کے حصے معلوم کریں۔

جواب۔ خاوند کو 6 اور بیٹیوں کو 16 سہام ذوی الفروض میں ملے جس کا مجموعہ 22 سہام بنا۔حقیقی بہن کو باقی دو سہام عصبہ کے طور پر ملے۔اس لئے خاوند کا 6/24، بیٹیوں کا 16/24 اور حقیقی بہن کا 2/24 حصہ بنا۔خاوند اپنے 6 سہام سے دستبردار ہو رہا ہے اس لئے 24 سے 6 تفریق کیے تو جواب 18 آیا۔پس اب دو بیٹیوں کا حصہ 16/18 ہے یعنی ایک بیٹی کا حصّہ 18 سہام میں 8 سہام ہوگا اور حقیقی بہن کا حصہ 2/18 بن گیا۔

اگر کسی مسئلے میں رد کی ضرورت پڑ جائے تو اس وقت پہلے معمول کے مطابق ہر وارث کے حصے معلوم کریں۔پھر معمول کے مطابق تخارج کا قاعدہ استعمال کریں مثلاً 2 بیٹیوں، ماں اور ایک بیوی میں ایک بیٹی اپنا حصّہ صوفہ سیٹ کے مقابلے میں چھوڑنا چاہتی ہے سب کے حصّے معلوم کریں۔

کل 24 سہام میں سے دو بیٹیوں کے 16، ماں کے 4 اور 3 بیوی کے ہیں۔یہ سب ملکر 23 سہام ہوئے اسلئے ایک سہام ماں اور 3 بیٹیوں پر رد کرنا پڑے گا۔اس کے لئے:

ن=16+4=20، س=24-3=21، بیٹیوں کا حصّہ=16×س=16×21=336

ماں کا حصّہ=4×س=4×21=84 بیوی کا حصّہ=3×ن=3×20=60 کل اکائیاں=24×20=480

ایک بیٹی کا حصّہ=168، چونکہ ایک بیٹی اپنا حصّہ صوفہ سیٹ کے مقابلے میں چھوڑ رہی ہے اس لئے اس کے سہام کل سہام سے تفریق کرتے ہیں پس 480-168=312 سہام باقی بچے پس اب سب کا حصّہ اتنے سہام میں ہوگا اس لئے بیوی کو 312 میں 60، ماں کو 84 اور ایک بیٹی کو 168 سہام ملیں گے۔اب ان میں سے کوئی اور بھی اپنا حصّہ چھوڑنا چاہے تو اس کے حصّے بھی اس سے نکالیں مثلاً ماں اپنا حصّہ چھوڑنا چاہے تو اس کے 84 سہام بھی 312 سہام سے تفریق کریں اب کل سہام یعنی 228 سہام میں ایک بیٹی کو 168 اور بیوی کو 60 سہام ملیں گے۔اگر ترکہ معلوم ہو تو کل ترکہ کو کل سہام پر تقسیم کر کے جس کا حصّہ معلوم کرنا ہو اس کے سہام سے ضرب دیں۔

حمل کا حصہ

بہتر یہ ہے کہ وضع حمل تک انتظار کیا جائے تا کہ صورت حال واضح ہو جائے۔ اگر تقسیم ناگزیر ہو تو پھر ترکہ کی تقسیم دو طرح سے کی جائے۔ ایک تو حمل کو لڑکا فرض کر کے اور دوسرا اسکو لڑکی سمجھ کر پھر موجودہ ورثاء کے حصے معلوم کریں۔ جس تقسیم میں موجودہ ورثاء کو کم ملتا ہے اس کے مطابق ان کو حصہ دے دیں اور باقی کو وضع حمل تک محفوظ رکھیں۔ نیز موجودہ ورثاء سے اس بات کا عہد لے لیا جائے کہ اگر کچھ واپس کرنا پڑا تو واپس کر دیں گے اور کوئی شخص ان سے اس کی ضمانت بھی لے۔ (یہ طریقہ امام ابو یوسفؒ کا تجویز کردہ ہے۔ امام محمدؒ کے نزدیک دو لڑکے اور دو لڑکیوں کی فرضی صورت سے حمل کا حساب کیا جاتا ہے)۔ اس کی ایک مثال دی جا رہی ہے جس سے انشاءاللہ بات پوری سمجھ میں آ جائے گی۔

مثال ۔ کل ترکہ 24000 روپے ہے اور ورثاء میں حاملہ بیوی، ماں، باپ، ایک بیٹی، 2 حقیقی بھائی اور 1 حقیقی بہن ہیں۔ حمل کو لڑکا فرض کرنے سے تصحیح کے بعد 72 سہام میں فی کس حصے معلوم ہوئے۔ اس طرح حمل کو

ورثاء	بیوی	ماں	باپ	بیٹیاں		بیٹے	حقیقی بھائی	حقیقی بہن
تعداد (حمل لڑکا)	1			1	3	1	2	1
سہام	3	4	4	ع	13	ع	م	م
72 سہام میں فی کس	9	12	12	13		26	م	م
تعداد (حمل لڑکی)	1			2		0	2	1
سہام	3	4	4	16		0	م	م
27 سہام میں فی کس	3	4	4	8		0	م	م
// (لڑکی)×72	216	288	288	576		0	م	م
// (لڑکا)×27	243	324	324	351		702	م	م

لڑکی فرض کرنے سے 27 سہام میں ہر وارث کے سہام معلوم ہوئے۔ تقابل کے لیئے لڑکا ہونے کی صورت میں ورثاء کو جتنے سہام ملتے ہیں ان سب کو 27 سے ضرب دی اور لڑکی ہونے کی صورت میں ہر وارث کے جتنے سہام بنتے ہیں ان سب کو 72 سے ضرب دی تو ہر دو صورتوں میں ہر وارث کے 1944 سہام میں حصّہ معلوم کیا جس سے پتہ چلا کہ حمل اگر لڑکی ہو تو بیوی، ماں اور باپ کے سہام بالترتیب 216، 288 اور 288 بنتے ہیں جو حمل کے لڑکا ہونے کی صورت میں ان کے حصّوں سے کم ہیں پس ان کو یہی سہام دیئے جائیں گے۔ حمل لڑکا ہونے کی صورت میں لڑکی کا حصّہ 351 بنتا ہے جو نسبتاً کم ہے، اس کو یہی دیں گے اور باقی 801 سہام کو وضع حمل تک محفوظ کریں گے پس اگر حمل لڑکی ہوئی تو بیٹی کو 225 سہام اور دیں گے اور باقی (بیٹی) حمل کے ہوں گے اور حمل لڑکا ہوا تو بیوی کو 37، ماں کو 36 اور باپ کو 36 سہام مزید دیں گے اور 702 حصّے (بیٹا) حمل کو دیئے جائیں گے۔

مفقودالخبر کا حصہ

گمشدہ شخص کومفقودالخبر کہتے ہیں۔ یہ جس تاریخ سے گم ہو چکا ہوتا ہے دوسروں کے مال کے حق میں مردہ اور اپنے مال کے حق میں زندہ ہوتا ہے۔اس لئے اس کا مال اس وقت تک قابل تقسیم نہیں ہوتا جب تک اس کی موت کا حکم نہ لگے اور دوسروں کی میراث میں اس کا حصہ اس کو زندہ اور پھر مردہ فرض کر کے معلوم کیا جاتا ہے۔جس صورت میں دوسرے ورثاء کا حصہ کم بنتا ہو وہ ان کو دے کر باقی کو اس کی واپسی یا موت کے حکم لگنے تک محفوظ رکھا جاتا ہے۔اگر یہ واپس آیا تو دوسروں کے مال میں اس کو زندہ فرض کرنے میں جو دوسرے ورثاء کا حصہ بنتا تھا وہ پورا کیا جائے گا اور اس کو اس صورت میں جتنا ملنا تھا دلوایا جائے گا۔اور موت کا حکم لگا تو اگر یہ موت حکمی ہے یعنی اس کا پتہ تو نہیں چلا لیکن قرائن پر حاکم نے فیصلہ کیا تو اس کو مردہ فرض کرنے کی صورت میں مورث کے باقی ورثاء کا جتنا جتنا حصّہ بنتا تھا وہ ان کو دیا جائے گا اور اس کے اپنے ورثاء کو اس میں سے کچھ نہیں ملے گا کیونکہ مفقود دوسرے کے مال میں مردہ ہوتا ہے۔اگر یہ موت یقینی ہے یعنی یقینی طور پر تحقیق سے پتہ چلا کہ وہ فلاں تاریخ کو مر گیا تھا تو پھر اس تاریخ سے اس کی موت کا حساب ہوگا جس وقت وہ مر گیا تھا۔ جو مال یہ خود چھوڑ کر گم ہوا تھا تو اگر اس کی موت حکمی ہے تو اس کے مال میں اس کے صرف وہ ورثاء حقدار ہوں گے جو اس کی حکمی موت کے بعد زندہ تھے۔اور جو اس کی گمشدگی اور حکمی موت کے درمیان زندہ تھے وہ اس کے ذاتی مال میں محروم قرار پائیں گے کیونکہ مفقود اپنے مال کے حق میں زندہ ہوتا ہے۔

مثال نمبر 1۔ ورثاء میں بیوی، ماں، باپ اور دو بیٹیوں کے علاوہ ایک کنوارا بیٹا مفقودالخبر ہے۔مفقودالخبر بیٹے کا کل سرمایہ 3 لاکھ روپے منجمد پڑا تھا کہ ورثاء نے آپس میں میراث تقسیم کرنے کا ارادہ کیا۔میت کا مال کیسے تقسیم ہوگا۔مفقودالخبر کو زندہ/مردہ ماننے سے دو قسم کے حساب کئے گئے ہیں۔تقابل کے لئے 27 اور 96 کا ذو اضعاف اقل معلوم کیا جو کہ 864 بنتا ہے۔اس کو کل سہام فرض کر کے اس میں ہر ایک کا حصّہ دونوں

ورثاء	بیوی	ماں	باپ	بیٹیاں	بیٹا(مفقود)
تعداد	1			2	1
27 سہام میں فی کس	3	4	4	8	فوت شدہ
24 سہام میں فی کس	3	4	4 ع	13/4 ع	26/4 (زندہ)
96 سہام میں فی کس	12	16	16	13	26
864 سہام میں فی کس	96	128	128	256	فوت شدہ
864 سہام میں فی کس	108	144	144	117	234 زندہ

صورتوں میں معلوم کیا گیا۔اول الذکر کے لئے پہلے 864 کو 27 پر تقسیم کیا گیا۔ حاصل تقسیم جو کہ 32 ہے، سے تمام ورثاء کے حصّوں کو 32 سے ضرب دی گئی۔پھر 864 کو 96 پر تقسیم کیا گیا اور حاصل تقسیم جو کہ 9 ہے، سے سب ورثاء کے حصوں کو ضرب دی گئی۔اگر مفقودالخبر کو فوت شدہ مانتے ہیں تو بیوی باپ اور ماں کا حصّہ مقابلتاً کم بنتا ہے۔

جبکہ اسکے زندہ ہونے کی صورت میں بیٹی کو کم حصّہ ملتا ہے اس لئے 864 میں بیوی کو تو 96، ماں کو 128 ، باپ کو 128 سہام دیں گے جو کہ ان کا مفقود کے فوت شدہ ہونے کی صورت میں ہے جبکہ بیٹیوں کو فی کس 864 میں 117 سہام دیں گے جو کہ ان کا حصّہ مفقود کے زندہ ہونے کی صورت میں ہے۔

مفقود الخبر کے لئے اس کی حکمی موت یا یقینی موت یا اسکے زندہ واپس آنے کا انتظار کیا جائے گا۔اگر زندہ گھر واپس آیا تو اس کو اس کا اپنا حصّہ دیا جائے گا اور ماں، باپ، بیوی کو ان کا بقایا واپس کیا جائے گا اور اگر اس کی حکمی موت یا یقینی موت واقع ہوئی تو پہلی صورت پر عمل کیا جائے گا اور بیٹیوں کو ان کا بقایا دے دیا جائے گا۔اس کا اپنا تین لاکھ کا سرمایہ جو منجمد پڑا ہے اس کو اس وقت تک کوئی نہیں چھیڑے گا جب تک مفقود الخبر کی حکمی / یقینی موت یا زندگی کا پتہ نہ چلے کیونکہ اپنے مال کے حق میں اس وقت تک زندہ ہے۔

مثال نمبر 2۔مثال نمبر 1 کے مفقود الخبر بیٹے کی حکمی موت کا جب پتہ چلا تو اس کی ایک بہن کچھ عرصہ پہلے وفات ہو چکی تھی جس کا صرف ایک بیٹا زندہ ہے۔اس کے ترکے کا حساب کیسے ہوگا۔

چونکہ مفقود حالت گمشدگی میں دوسروں کے مال کے حق میں مردہ تھا اور اپنے مال کے حق میں زندہ اس لئے مثال نمبر 1 کے فوت شدہ صورت پر عمل کیا جائے گا یعنی ہر بیٹی کو 864 میں 256 سہام، ماں باپ اور بیوی کے حصّے میں تبدیلی نہیں ہوگی۔اس لئے جو بقایا مال بیٹیوں کا مثال نمبر 1 کی تقسیم میں بچا تھا اس میں اس کی فوت شدہ بہن کا حصّہ اس کے واحد بیٹے کو دے دیا جائے کیونکہ ان کو ادائیگی 117 سہام فی کس کے حساب سے کی گئی تھی اس لئے باقی 139 سہام اس کے واحد بیٹے کو دیئے جائیں گے جبکہ اس کی دوسری بہن کو بھی اتنے ہی سہام دیئے جائیں گے البتہ اس کے اپنے تین لاکھ روپوں میں اب اس کی فوت شدہ بہن کے بیٹے کا کوئی حصّہ نہیں ہوگا کیونکہ اس کی ماں جو مفقود کی وارث ہو سکتی تھی اس کی حکمی موت سے پہلے سدھار چکی ہے اور وہ بھانجا ہونے کے بنا پر وارث نہیں البتہ اس کے باپ کا باپ (دادا)، باپ کی ماں (دادی)، باپ کی بیوی (ماں) اور باپ کی بیٹی (بہن) میں یہ تین لاکھ روپے تقسیم ہوں گے۔ان میں اس کی دادی تو اس کی ماں کی موجودگی کی وجہ سے محروم ٹھہری۔مفقود کی ماں کو مفقود کی اولاد اور اخوہ نہ ہونے کی وجہ سے 24 میں 8 سہام ملیں گے۔احناف اور حنابلہ کے نزدیک مفقود کے باپ اور اولاد کی غیر موجودگی میں اس کا دادا عصبہ کے طور پر باقی 16 سہام کا واحد حقدار ہوگا اور اس کی بہن محروم ہوگی البتہ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک بہن دادا کے ساتھ شریک ہوگی جس کی تفصیل اخوہ مع الجد کے باب میں پڑھیئے۔مفقود الخبر کے حکمی موت کے فیصلے کے لیئے کئی فارمولے ہیں جن میں اس کی عمر کا 70 سال، 90 سال یا 120 سال کا ہونا بھی ہے لیکن زیادہ قرین قیاس اس کو سمجھا جاتا ہے کہ اس کی عمر اتنی ہو جائے جتنی اس علاقے میں معمر ترین شخص کی ہوتی ہے تاہم حاکم دوسرے قرائن کو دیکھ کر بہتر فیصلہ کر سکتا ہے۔

مرتد کا حکم

مرتد اگر ارتداد پر مرجائے یا دارالحرب کے ساتھ جا ملے اور قاضی اس کے الحاق کا حکم کر دے یا اس کو کوئی قتل کرے تو جو دولت وہ حالت اسلام میں کما چکا ہے وہ اس کے مسلمان ورثاء کو ملے گی اور جو حالت ارتداد میں کما چکا ہے وہ بیت المال میں رکھی جائے گی۔ یہ امام ابوحنیفہؒ کا فتوی ہے۔اور صاحبینؒ کے نزدیک دونوں حالتوں کا مال مسلمان ورثاء کو ملے گا۔اور امام شافعیؒ کے نزدیک دونوں حالتوں کا مال بیت المال میں رکھا جائے گا۔اور جو مال اس نے دارالحرب کے ساتھ جاملنے کے بعد کمایا ہے وہ بالاتفاق مال فئی ہے اور مرتد عورت کا مال سب کا سب بالاتفاق مسلمان ورثاء کو ملے گا۔اور مرتد کسی سے میراث نہیں لے سکتے، نہ مسلمانوں سے اور نہ اپنے جیسے مرتدین سے۔

قیدی کی وراثت

اس کا حکم عام مسلمانوں جیسا ہے۔وہ مسلمان قیدی جس کو حربی کافر قید کر دیں اس کا حکم بھی عام مسلمانوں کا ہے جب تک وہ اپنے دین پر جما رہے۔خدانخواستہ دین چھوڑ بیٹھے تو اس کا حکم مرتد کا ہو جائے گا۔اور اس کا کچھ پتہ نہیں لگ رہا ہو کہ اس کے ساتھ کیا ہوا؟ تو اس کا حکم مفقود کا ہے۔

مرگ انبوہ

اگر ناگہانی طور پر کئی افراد کسی وجہ سے اکٹھے مرجائیں اور ان میں یہ فیصلہ کرنا ممکن نہ ہو کہ کون پہلے مرا تھا اور کون بعد میں تو یہ فیصلہ کیا جائے گا کہ سب بیک وقت مرے تھے اور فوت شدہ اشخاص آپس میں ایک دوسرے سے میراث نہیں لیں گے اور ان کے زندہ رشتہ داران سب سے میراث لیں گے۔

مثال۔ رشید (باپ) اور اس کا کنوارا بیٹا سلیم ایک ایکسیڈنٹ میں اکٹھے مرگئے۔ رشید کی بیوی دو بیٹوں (زندہ) اور ایک بیٹی میں میراث تقسیم کریں۔رشید کا ترکہ 12لاکھ اور سلیم کا 24000روپے تھا۔

رشید نے سلیم سے اور سلیم نے رشید سے میراث نہیں لی۔زندہ ورثاء نے دونوں سے حصہ لیا۔رشید کے ترکے میں ورثاء کا حصہ لاکھوں میں اور سلیم کے ترکے میں ہزاروں میں ہے۔

رشید

ورثاء	بیوی	بیٹے		بیٹی
تعداد	1	2	5	1
سہام	3	ع	21	ع
سہام فی کس	15	42		21
حصہ فی کس	5	14		7
لاکھوں میں	1.5	4.2		2.1

رشید اور سلیم کے زندہ ورثاء دونوں سے میراث لے رہے ہیں۔

سلیم

ورثاء	ماں	حقیقی بھائی		حقیقی بہن
تعداد		2	5	1
سہام	4	ع	20	ع
سہام فی کس	4	8		4
حصہ فی کس	1	2		1
ہزاروں میں	4	8		4

خنثیٰ مشکل کی میراث

اگر کسی میں مردوں کی علامتیں غالب ہوں تو ترکہ کی تقسیم میں اس کو مرد سمجھا جائے گا اور اگر اس میں عورتوں کی علامتیں غالب ہوں تو اس کو عورت مانا جائے گا لیکن جس میں مردوں اور عورتوں کی علامات بیک وقت ایسی پائی جائیں کہ اس میں کسی رخ کو غالب نہ کہا جاسکے تو اس کو خنثیٰ مشکل کہتے ہیں۔اس حالت میں اس کو ایک دفعہ مرد تصور کیا جائے گا اور ایک دفعہ عورت۔ اور دیکھا جائے گا کہ کس صورت میں اس کا حصہ کم بنتا ہے۔گویا کہ یہ صورت مفقود الخبر اور حمل کا عکس ہے۔اس کے حصے کے تعین میں اس کی بات نہیں مانی جائے گی کہ وہ خود کو کیا سمجھتا ہے بلکہ حاکم کا فیصلہ نافذ ہوگا۔

مثال۔ فہیم نے اپنے پیچھے ایک بیوی، ماں ، باپ ، ایک حقیقی بھائی اور ایک خنثیٰ مشکل (بیٹا/بیٹی) چھوڑے۔ان میں اس کا ترکہ 48000روپے کیسے تقسیم ہوگا؟

	بیوی	ماں	باپ	حقیقی بھائی	خنثیٰ (بیٹا/بیٹی)
تعداد			1	1	
سہام (بیٹا)	3	4	4	م	13
سہام (بیٹی)	3	4	4	1	12

اگر خنثیٰ کو بیٹا تصور کرتے ہیں تو بیوی کو 6000 ماں کو 8000 باپ کو 8000 اور خنثیٰ مشکل کو 26000 روپے ملتے ہیں اور اگر اس کو بیٹی فرض کرتے ہیں تو بیوی اور ماں باپ کے حصّے میں تو کوئی تبدیلی نہیں آتی لیکن اس کا حصہ 24000 روپے رہ جاتا ہے اور اور فہیم کے حقیقی بھائی کو 1000 روپے ملتے ہیں۔چونکہ دوسری صورت میں اس کا حصہ کم بنتا ہے اس لئے اس کے حق میں یہی نافذ کیا جائے گا۔

وراثت سے دستبرداری

اگر کوئی اپنی مرضی سے اپنی وراثت سے دستبردار ہونا چاہے تو وہ ایسا کرسکتا ہے۔لیکن اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ وہ وارث اپنے حصے پر باقاعدہ قبضہ کرے مثلاً زمین کا انتقال وغیرہ کرالے۔اس کے بعد جس کو بخشنا چاہے اس کو اس کا انتقال کردے۔اس میں کئی مصلحتیں ہیں جن کا خیال نہ رکھنے سے بعض اوقات بہت مشکلات واقع ہوجاتی ہیں۔ آجکل جو بہنوں بیٹیوں کو حصہ نہیں دیا جاتا اس کے لئے ایسا ماحول بنایا گیا ہے کہ بہنوں کے لئے سوائے نہ لینے کے اور کوئی گنجائش چھوڑی نہیں جاتی۔ایسی صورت میں ان کا حصہ لینے سے انکار معتبر نہیں۔علمائے کرام فرماتے ہیں کہ پہلے ان کو ان کا مال قبضے میں دینا چاہیئے۔ایک سال اس کو استعمال کرنے کے بعد اگر اپنی مرضی سے پھر کسی کو اپنا حصہ دینا چاہیں تو بیشک دے دیں۔ بعض لوگ ان کو کچھ اور چیزوں کے ذریعے بہلا کر ان سے ان کا حصّہ وصول کرلیتے ہیں اس وقت وہ بظاہر ان کی مرضی سے ہوتا ہے لیکن یہ مرضی اس وجہ سے ہے کہ ان کو حقیقت حال سے بے خبر رکھا گیا ہے۔کیا کوئی سودے کا عیب نہ بتائے اور گاہک اپنی مرضی سے اس کو صحیح سمجھ کرلے تو یہ دھوکہ نہیں تو اور کیا ہے؟ یہی حال اس مسئلے میں بھی ہے اللہ تعالیٰ سب کو صحیح فہم نصیب فرمائے۔آمین۔

اختلافیات

اختلاف امتی رحمة (میری امت کا اختلاف رحمت ہے) کے پیش نظر ہمیں اختلاف کا مفہوم سمجھنا چاہیے کیونکہ اس میں غلطی بعض اوقات بہت مہنگی پڑتی ہے۔اس کی دو انتہائیں ہیں۔ایک یہ کہ سرے سے دوسروں کی تحقیق پر بھروسہ ہی نہ کیا جائے اور اپنی غلط تحقیق کی بنیاد پر بڑے بڑے اکابر جن کی عمریں اس میں گزری ہوتی ہیں اور جن کے تقویٰ کی ایک دنیا قسم کھا رہی ہوتی ہے ان کی تحقیقات سے صرف نظر کیا جائے اور دوسری انتہا یہ ہے کہ ایسی تقلید کی جائے کہ کوئی اپنے امام کی تقلید کے علاوہ دوسرے آئمہ کی تحقیقات کے غلط ہونے کا یقین کر کے ان کی تغلیط اور تنقیص کے درپے ہو جائے۔ بلاشبہ اکابر نے تقلید کا یہ مطلب ہرگز نہیں بتایا۔خود آئمہ کرام اپنی تحقیقات پر لرزہ بہ اندام ہوتے تھے۔حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے ارشاد '' **من سره ان یقتحم جهنم فلیقض بین الجد والاخوه** ''سے اندازہ ہوتا ہے کہ ہمارے اکابر ان فیصلوں کو کیا سمجھتے تھے۔حضرت عمرؓ آخر وقت تک ان معاملات میں اپنے فیصلوں پر ڈرتے تھے۔ تقلید کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ کسی معتمد پر بھروسہ کر کے اپنے نفس کے شر سے محفوظ ہو جائے بالخصوص جب فیصلہ مالی امور کا ہو کیونکہ یہ وہ جگہ ہے جہاں لوگ ایمان کو داؤ پر لگا سکتے ہیں۔اس مقصد کے پیش نظر اس کتاب میں چاروں فقہوں کے قاعدے دیے گئے ہیں کہ جو جس امام کا پیروکار ہو اپنے لئے حکم معلوم کر کے اس پر عمل کر سکے۔ایک مسئلہ میں کسی ایک فقہ اور کسی دوسرے معاملے میں دوسرے کو لینا فتنے کو دعوت دینا ہے کیونکہ ان ترجیحات کا منشاء اگر نفس کی چاہت کو پورا کرنا ہو تو یہ صراحتاً ضلالت اور گمراہی ہوگا۔ ہر فقہ کی بنیاد قرآن وسنت ہے اس لئیے کسی کا یہ کہنا کہ کسی خاص کا پیروکار ہونا سنت کی مخالفت ہے بالکل حماقت ہے۔ ہاں اگر کوئی خود تقلید چھوڑتا ہے تو یہ اس کا اللہ کے ساتھ معاملہ ہے اس پر اس کے ساتھ بحث کرنا تضیع اوقات ہے۔

علم المیراث میں اختلاف بہت کم ہیں کیونکہ اس کے اکثر اصولوں کا ماخذ قرآن کریم اور اجماع ہے۔ جہاں احادیث شریفہ کی تطبیق میں آئمہ کرام کا اختلاف ہو وہاں کچھ اختلاف ہے۔جس کا لب لباب درج ذیل ہے۔

ذوی الفروض اور عصبات میں اختلاف

1۔ **باپ دادا کا دادی کے حاجب ہونے میں اختلاف**: احناف، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک جدات صحیحہ کو ان کا میت کے ساتھ کوئی ذوی الفروض واسطہ محروم کر سکتا ہے یعنی ماں باپ دادا وغیرہ جبکہ حنابلہ کے راجح قول کے مطابق صرف ماں ہی جدات کو محروم کر سکتی ہے اور کوئی نہیں۔ پس ان کے نزدیک باپ دادا کی موجودگی میں ابوی جدات محروم نہیں ہوتیں اور باقی آئمہ کے نزدیک ہوتی ہیں۔

2۔ **اخوہ مع الجد** ۔ احناف اور حنابلہ کے مفتیٰ بہ اقوال کے مطابق جد کی موجودگی میں حقیقی اور علاتی بہن بھائی بھی محروم ہیں۔شوافع و مالکیہ ان کو جد کے ساتھ شریک مانتے ہیں۔ اسکی تفصیل کیلئے اخوہ مع الجد کے باب کا مطالعہ بہتر

رہے گا۔

3۔ **مسئلہ مشترکہ** میں اخیافی بھائیوں کی موجودگی میں حقیقی بھائی محروم ہوتے ہیں۔اس میں حنابلہ اوراحناف کے ہاں حقیقی بھائی حسب قاعدہ محروم ہوتے ہیں لیکن شوافع اور مالکیہ ان کو اخیافی بہن بھائیوں کے ساتھ ثلث میں اخیافیوں کے طریقے پر شریک کردیتے ہیں۔

4۔ **رد کے مسئلے میں** حضرت زید بن ثابتؓ کا قول ہے کہ جن وارثوں کا حصہ از روئے شریعت مقرر ہے ان کو ان کا وہی حصہ دے دیا جائے اور جو بچ جائے وہ بیت المال میں رکھا جائے اور اسی پر امام مالکؒ، امام شافعیؒ امام اوزاعیؒ اور داوٗد ظاہری کا فتویٰ ہے لیکن دوسرے اکابر صحابہؓ نے ان کا قول نہیں لیا اس لئے احناف اور حنابلہ رد کے قائل ہوئے تاہم بعد میں شوافع اور مالکیہ کے متاخرین نے بیت المال کا صحیح انتظام نہیں ہونے کی وجہ سے احناف کے طریقہ پر رد کا فتویٰ دیا ہے۔

جو حضرات رد کے قائل ہیں ان کے ہاں پھر تین قول ہیں۔

الف۔ سوائے میاں/بیوی کے سب پر رد کیا جائے۔یہ امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے۔

ب۔ میاں/بیوی پر بھی رد کیا جاسکتا ہے۔یہ قول حضرت عثمانؓ کا ہے لیکن اس پر کسی کا عمل نہیں ہے۔

ج۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی ایک روایت ہے کہ چھ وارثوں کے سوا سارے ذوی الفروض پر رد کیا جائے اور وہ یہ ہیں۔خاوند، بیوی، بیٹی کی موجودگی میں پوتی، حقیقی بہن کی موجودگی میں سوتیلی بہن، ماں کی موجودگی میں ماں کی اولاد، کسی بھی ذوی الفروض کی موجودگی میں دادی۔اسی پر امام احمد بن حنبلؒ کا فتویٰ ہے۔

عصبات کے لئے صفحہ نمبر 25 پر دیا ہوا شجرہ عصبات سب کے لئے کافی ہے۔اس میں داداؤں اور بہن بھائیوں کو شیڈ میں دکھایا گیا ہے کیونکہ یہ سب شوافع اور مالکیہ کے نزدیک آپس میں شریک ہوتے ہیں البتہ سب کے کوڈ نمبر علیحدہ علیحدہ اس لیئے دیئے ہوئے ہیں کہ اگر صرف کئی دادا موجود ہوں یا صرف بہن بھائی موجود ہوں تو ان کے آپس میں راجح موجوح کا پتہ چل سکے۔اس کی تفصیل صفحہ نمبر 75 پر اخوہ مع الجد کے باب میں پڑھیئے۔

ذوی الارحام میں اختلاف

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک ذوی الارحام پر بیت المال المسلمین مقدم ہے لیکن ان کے متاخرین نے بیت المال کو غیر منتظم قرار دے کر ذوی الارحام کو مستحق قرار دیا البتہ ذوی الارحام کے مسائل کو حل کرنے میں نہ صرف حنابلہ اوراحناف کے درمیان اختلاف ہے بلکہ احناف میں بھی امام ابو یوسفؒ کا طریقہ امام محمدؒ کے طریقے سے مختلف ہے۔اس کی تفصیل آپ ذوی الارحام کے باب میں ملاحظہ کرسکتے ہیں۔

مثال۔ایک میت نے بیوی، دادا، پردادی، دو حقیقی بھائی، ایک علاتی بھائی اور حقیقی بہن وارث چھوڑے۔

چاروں فقہوں میں ان کے حصے معلوم کریں۔

ذوی الفروض کے جدول سے احناف کے مطابق ذوی الفروض کے حصے نکالے تو پتہ چلا کہ پردادی محروم ہے کیونکہ دادموجود ہے جواس کا بیٹا ہے۔ بیوی کو 6 سہام دیے گئے کیونکہ میت کی اولاد موجود نہیں۔احناف کے نزدیک چونکہ دادا کی موجودگی میں ہرقسم کے بھائی محروم ہوتے ہیں اس لئے اس کو باقی 18 سہام دیے گئے جس میں 4 اس کے ذوی الفروض میں ہونے کی وجہ سے ہیں اور 14 اس کے بطور عصبہ ہونے کے ہیں۔

ذوی الفروض کے جدول سے شوافع اور مالکیہ کے مطابق ذوی الفروض کے حصے نکالے تو پتہ یہ چلا کہ یہاں بھی پردادی دادا کی موجودگی میں محروم ہے۔ پس بیوی کے 6 سہام 24 میں سے نکالے تو باقی 18 رہ گئے۔ان 18 سہام میں دادا کے ساتھ بہن بھائی شریک ہوں گے کیونکہ شوافع اور مالکیہ کے ہاں اخوہ مع الجد کا اعتبار ہے۔اس صورت میں مقاسمہ کی صورت میں جدکو 4 سہام ملے جو کہ ثلث مابقی 6 سہام سے کم ہیں۔اس لئے جدکوثلث مابقی 6 سہام دینے کے بعد باقی 12 سہام میں حقیقی بہن بھائیوں کو آپس میں شریک کیا جائے گا۔پس حقیقی بہن کو 12/5 اور حقیقی بھائی کو 24/5 سہام دیئے جائیں گے اور علاتی بھائی حقیقی بھائیوں کے مقابلے میں محروم ہیں۔

ذوی الفروض کے جدول سے حنابلہ کے مطابق ذوی الفروض کے حصے نکالے تو پتہ چلا کہ ان کے ہاں پردادی دادا کے سامنے محروم نہیں۔اس لئے بیوی کے 6 اور پردادی کے 4 حصے نکال کر باقی 14 اکائیاں دادا کو ملیں گی جس میں 4 بطور فرض اور 10 بطور عصبہ ہوں گی۔

اس سوال میں دادا کو سب سے زیادہ حصہ احناف سے ملا پھر حنابلہ سے پھر مالکیہ اور شوافع سے۔ خطرے کی بات یہ ہے کہ دادا جان اگر پہلے حنفی نہیں تھے اور صرف انہوں نے اس وقت فقہ حنفی اختیار کیا تو بقول علمائے کرام ان کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے کیونکہ ایک دنیاوی فائدے کے لئے اپنے مسلک کو بدلنا دل کے ایک زبردست روحانی روگ کو ظاہر کررہا ہے جو موت کے وقت اس کے ایمان کو ڈبونے میں شیطان کے استعمال میں آسکتا ہے۔ پہلے وقتوں میں ایک صاحب نے فقہ شافعی کو صرف اس لئے اختیار کیا تھا کہ وہ شوافع میں شادی کرنے کا خواہاں تھا۔تو اگرچہ شادی ایک جائز ضرورت ہے اور سنت ہے۔لیکن اس کے ہم عصر علماء نے کہا ہے کہ اس آدمی کے سوء خاتمہ کا اندیشہ ہے کیونکہ اس نے تحقیق کی بنیاد پر نہیں بلکہ ایک دنیاوی فائدے کے لئے ایک حق فقہ کو ترک کیا جس کا وبال اس کی گردن پر ہے۔اللہ تعالیٰ ایسے امتحان میں نہ ڈالے اور کوشش یہ کرنی چاہیے کہ احتیاط کا دامن پکڑ کر محفوظ راستہ اختیار کریں اور عاجلہ کو آجلہ پر ترجیح نہ دیں کہ قرآن پاک میں ''كلّابل تحبون العاجلة و تذرون الآخرة '' میں اس کی مذمت کی گئی ہے۔اصول ایسی صورت حال میں یہ بتایا جاتا کہ میت کا جو مسلک ہے اس پر سب ورثاء کو حصّے دلوائے جائیں۔

اخوہ مع الجد

جد سے مراد جد حقیقی ہے۔باپ کی غیر موجودگی میں اور اولاد کی موجودگی میں جد کا ذوی الفروض میں ایک سدس بنتا ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں۔اختلاف اس وقت ہوتا ہے کہ ذوی الفروض سے باپ/جد کا حصّہ نکالنے کے بعد بھی جو کچھ بچ جائے تو باپ تو اس میں بلاشرکت غیرے متفقہ طور پر مالک بنتا ہے یعنی جو باقی بچتا ہے وہ یہ سب کچھ واحد عصبہ کے طور پر حاصل کرلیتا ہے لیکن جد کا معاملہ اس سے مختلف ہے۔امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اس کے ساتھ باقی مال میں اخوہ یعنی بہن بھائی شریک ہوسکتے ہیں جس کی تفصیل یہاں دی جارہی ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور آپؓ کے متبعین کی روایت ہے کہ ہر قسم کے بہن/بھائی دادا کی موجودگی میں محروم رہتے ہیں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مذہب ہے اور اسی پر احناف کا فتویٰ ہے لیکن حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہؓ بن مسعود کے نزدیک حقیقی اور علاتی بہن/بھائی دادا کی موجودگی میں محروم نہیں ہوتے اور یہی صاحبین کا قول ہے۔امام شافعیؒ اور امام مالکؒ بھی صاحبین کے ساتھ ہیں۔شجرہ عصبات میں اس لئے حقیقی بہن بھائیوں اور داداؤں کو ایک ہی شیڈ میں دکھایا گیا ہے تاکہ جن آئمہ کے نزدیک شراکت اخوہ مع الجد ضروری ہے، ان کے متبعین کو اس کی پہلے سے اطلاع ہو البتہ دادا موجود نہ ہو تو حقیقیوں اور علاتیوں میں پہلے حقیقیوں کا اور بعد میں علاتیوں کا نمبر دکھایا گیا ہے۔اخوہ مع الجد کے مذکورہ قائلین میں پھر تقسیم کے طریقوں میں بھی اختلاف ہے۔

حضرت علیؓ کا طریقہ۔ جد کے لئے تین قسم کے احوال کا اعتبار ہوگا۔

اگر جد کو ذوی الفروض میں حصّہ نہیں مل سکتا یعنی میت کی اولاد نہ ہو تو اگر میت کے بہن بھائی موجود ہوں تو وہ ان کے ساتھ عصبہ بنے گا اور ان کے ساتھ مقاسمہ میں اپنا حصّہ اس طرح لے گا کہ وہ ایک بھائی کے طور پر حصّہ دار ہوگا۔اس صورت میں اگر اس کا حصّہ ایک سدس سے کم ہو رہا ہو تو اس کو ایک سدس دیا جائے گا باقی بہن بھائیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے کے مطابق تقسیم ہوگا۔یاد رہے کہ حقیقی بھائیوں کی موجودگی میں علاتی بہن بھائی یکسر محروم ہوتے ہیں اور حقیقی بہنیں ان کے ساتھ عصبہ بنتی ہیں جبکہ علاتی بھائی حقیقی بہن کو اس کے قرآنی حصّے سے محروم نہیں کرسکتے۔اگر جد کے ساتھ اخوہ میں صرف حقیقی بہنیں یا صرف علاتی بہنیں ہوں تو ان کو ذوی الفروض کے قاعدے کے مطابق ان کا حصّہ دیا جائے گا اور دادا ان کو اپنا حصّہ لینے سے محروم نہیں کرے گا۔

حضرت زیدؓ بن ثابت کا طریقہ۔ آپ کے نزدیک دادا اخوہ کی موجودگی میں عصبہ بنتا ہے اور وہ ذوی الفروض میں حصّہ نہیں لے سکے گا۔دوسرے ذوی الفروض کی موجودگی میں تین امور میں سے جو ان کے حق میں بہتر ہوگا اختیار کیا جائے گا۔وہ تین امور درج ذیل ہیں۔

1-۔دادا کو ایک بھائی سمجھتے ہوئے مقاسمہ۔

2۔دوسرے اصحاب الفروض جب اپنا اپنا حصہ لے لیں تو باقی کا تہائی۔

3۔کل مال کا چھٹا۔

اگر ذوی الفروض میں کوئی نہ ہوتو نمبر 2 میں دادا کے لئے کل مال کی تہائی کا حساب کیا جائے گا۔اس صورت میں نمبر 3 یعنی کل مال کا چھٹا حساب سے خارج ہو جائے گا کیونکہ یہ تہائی کے مقابلے میں کم ہی ہے۔

دادا کو ایک بھائی قرار دیتے وقت علاتی بہن/بھائی حساب میں شامل کیے جائیں گے لیکن دادا کو حصہ دینے کے بعد ان کا اپنے حقیقی بہن بھائیوں سے الگ معارضہ ہوگا۔حقیقی بھائی کی موجودگی میں علاتی بہن بھائیوں کو کچھ بھی نہیں ملتا کیونکہ حقیقی بھائی عصبہ ہیں اور عصبہ اپنے پیچھے کچھ نہیں چھوڑتا اور ان میں جو ترتیب میں پہلے آئے سارا مال وہی لیتا ہے گویا کہ اس صورت میں علاتیوں نے اپنے حق میں تو کچھ نہیں کیا لیکن حقیقی بھائیوں کے پلڑے میں اپنا وزن ڈال دیا اور یہی یہاں مقصود تھا البتہ حقیقی بہن کے ساتھ حقیقی بھائی موجود نہ ہوں لیکن علاتی موجود ہوں تو اس کو نصف دینے کے بعد اگر کچھ بچتا ہے تو وہ علاتیوں کو دیا جائے گا مثلاً دادا کے ساتھ ایک حقیقی بہن اور دو علاتی بہنیں جمع ہو گئیں تو اب دادا کو ایک بھائی اگر مانتے ہیں تو کل ایک بھائی اور تین بہنیں اس حساب سے بھائی کو دو اور ہر بہن کو ایک حصہ دیا جائے تو کل پانچ حصے ہو گئے جن میں دو دادا کے تین تینوں بہنوں کے پس دادا کا اس طرح حصہ کل کا 2/5 بنا جو کہ 1/3 سے زیادہ ہے اس لئے اس کو 2/5 دیا جائے گا۔باقی رہ گیا 3/5 اس میں سے 1/2 حقیقی بہن کو دیا گیا تو صرف 1/10 علاتیوں کے لئے باقی بچا جسے وہ دونوں آپس میں تقسیم کرلیں گی۔

فرض کریں دو علاتی بہنوں کے بجائے صرف ایک علاتی بہن ہے تو اب ایک بھائی کے ساتھ دو بہنیں ہیں۔ دادا جو اس وقت بھائی ہے نے دو بہنوں کی موجودگی میں 1/2 لے لیا۔باقی رہ گیا 1/2۔اس پر علاتی بہن اور حقیقی بہن کا معارضہ ہے۔ذوی الفروض کے معروف قاعدے کے مطابق اگر بہن ایک ہو تو اس کو 1/2 ملتا ہے اور یہاں باقی 1/2 ہی ہے۔اس لئے یہ تو حقیقی بہن کو مل گیا اور علاتی بہن محروم رہ گئی۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کا طریقہ۔ یہ طریقہ مندرجہ بالا دونوں طریقوں کی اوسط ہے۔پس اگر جد کے ساتھ صرف اخوات ہوں تو حضرت علیؓ کرم اللہ وجہہ کے طریقے پر عمل کیا جائے گا۔اگر جد کے ساتھ صرف اخوہ ہوں تو ان کا جد کے ساتھ مقاسمہ ہوگا اور اگر اخوہ کے ساتھ اور ذوی الفروض بھی ہوں تو پھر حضرت زیدؓ بن ثابت کے طریقے پر عمل ہوگا۔

مالکیہ اور شوافع کا عمل۔ احناف اور حنابلہ تو اخوہ مع الجد کے قائل ہی نہیں شوافع حضرت زیدؓ بن ثابت کے طریقے پر عمل کرتے ہیں۔مالکیہ عام طور پر تو حضرت زیدؓ بن ثابت کے قاعدے پر عمل کرتے ہیں لیکن دو صورتوں میں مالکیہ اس اصول سے انحراف کرتے ہیں۔

1- جب میت کا شوہر، ماں، ایک سے زیادہ اخیافی بہن بھائی، علاتی بھائی اور جد موجود ہو تو شوہر کو نصف، ماں کو سدس اور جد کو ثلث ملے گا کیونکہ اخیافی بہن بھائیوں کو جد کی موجودگی نے محروم کیا ورنہ وہ ثلث (1/3) لے کر پیچھے کچھ نہ چھوڑتے۔اس لئے علاتی بھائی جو ذوی الفروض بھی نہیں ان کی محرومی کے بعد کہاں حصّہ پا سکتے ہیں اس لئے اخیافیوں کی

محرومی کا فائدہ صرف جد کو ملنا چاہیئے۔

2- جب میت کا شوہر، ماں، ایک سے زیادہ اخیافی بہن بھائی، حقیقی بھائی اور جد موجود ہوں تو بھی شوہر کو نصف، ماں کو سدس اور جد کو ثلث ملے گا کیونکہ اخیافی بھائیوں کو یہاں بھی جد نے ہی محروم کیا ورنہ وہ حقیقی بھائیوں کے ساتھ مسئلہ حماریہ کے مطابق شریک ہوتے اب اگر وہ محروم ہیں تو چونکہ مسئلہ حماریہ میں حقیقی بھائی ان کے ساتھ برابر کے شریک ہوتے تو اب محرومی میں بھی ان کے ساتھ ان کو شریک ہونا چاہیئے۔

جد کے لئے کیا بہتر ہے؟

اگر خاوند، بھائی اور دادا رہ جائیں یا جد اور بہن رہ جائیں یا جد اور دو بہنیں رہ جائیں یا جد اور تین بہنیں یا جد اور بھائی رہ جائیں یا جد، ایک بھائی اور ایک بہن رہ جائیں تو اس میں فیصلہ مقاسمہ پر ہوگا کیونکہ یہ جد کے لئے یہی بہتر ہے۔

اگر میت کا جد دو بھائی اور ایک بہن رہ جائیں یا جد اور تین یا تین سے زیادہ بھائی رہ جائیں یا جد، دو بھائی اور دو بہنیں رہ جائیں یا جد اور پانچ یا پانچ سے زیادہ بہنیں رہ جائیں تو فیصلہ ثلث مابقی پر ہوگا کیونکہ اس صورت میں جد کے لئے یہی بہتر ہے۔ بیٹی اور دو بھائی رہ جائیں یا جد، جدہ، بیٹی اور تین بہنیں رہ جائیں یا خاوند، جد اور پانچ بیٹیاں رہ جائیں تو جد کو سارے مال کا چھٹا دینا پڑے گا کیونکہ یہی اس کے حق میں بہتر ہے۔

مسئلہ اکدریہ۔ حضرت زیدؓ بن ثابت کے لئے اس مسئلے کا حل کافی مشکل ہو گیا تھا۔

اس میں میت نے خاوند، ماں، جد اور ایک بہن چھوڑے تھے۔ پس معمول کے قاعدے کے مطابق خاوند کو 12، ماں کو 8 اور جد کو 4 اکائیاں ملیں (جد کو 4 اکائیوں سے کم نہیں مل سکتیں) پس حقیقی بہن محروم ہوگئی۔ اس مسئلے کے حل کے لئے حضرت زید بن ثابتؓ نے بطریقہ ذوی الفروض حقیقی بہن کو 12 سہام دیئے تو کل 36 سہام ہوئے گویا عول کے طور پر خاوند کو 36 میں سے 12 اور ماں کو 8 سہام ملے۔ باقی 16 سہام میں جد اور حقیقی بہن میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق جد کو 32/3 اور حقیقی بہن کو 16/3 اکائیاں ملیں۔ تصحیح کے بعد خاوند کو 36 ماں کو 24، جد کو 32 اور حقیقی بہن کو 16 سہام ملے۔ اختصار کے بعد خاوند کے حصّہ میں 9، ماں کے 6، جد کے 8 اور حقیقی بہن کے 4 سہام آئے۔

ورثاء	خاوند	ماں	جد	حقیقی بہن
تعداد			1	1
سہام معمول	12	8	4	صفر
سہام اکدریہ	12	8	4	12
//	12	8	16	
//	12	8	32/3	16/3
//	36	24	32	16
//	9	6	8	4

حل شدہ سوالات

سوال نمبر 1۔ 18،12،8اور 4 کا ذواضعاف اقل معلوم کریں۔

2	18	12	8	4
2	9	6	4	2
3	9	3	2	1
	3	1	2	1

پہلے سب کو 2 پر تقسیم کیا کیونکہ اس پر تمام اعداد تقسیم ہو سکتے ہیں۔اس سے جو اعداد حاصل ہوئے ان میں 6،4اور 2 کو 2 پر تقسیم کیا کیونکہ یہی 2 پر تقسیم ہو سکتے تھے اور 9 کو جوں کا توں برقرار رکھا کیونکہ یہ 2 پر تقسیم نہیں ہوسکتا تھا۔بعد ازاں 9اور 3 کو 3 پر تقسیم کیا کیونکہ یہی 3 پر تقسیم ہو سکتے تھے تاہم 2 نا قابل تقسیم ہونے کی وجہ سے ویسے ہی رہا۔آخر میں حاصل شدہ 3،1، 2اور 1 کے حاصل ضرب کو تقسیم کنندہ اعداد 2،2اور 3 کے حاصل ضرب سے ضرب دی۔ان سب کا جواب 2×2×3×3×1×2×1=72 آیا جو کہ ان اعداد کا ذواضعاف اقل ہے۔

پرانے قواعد کے حساب سے یوں کہا جائے گا کہ 2 سارے اعداد کا وفق ہے اس لیئے سب کو اس پر تقسیم کیا اور اس سے حاصل شدہ نمبروں میں 6،4اور 2 کا وفق 2 ہے اس لیئے ان کو 2 پر تقسیم کیا۔9 جوں کا توں رہا۔اس کے بعد 9اور 3 کا وفق چونکہ 3 ہے اس پر سب کو تقسیم کیا اور 2 یوں ہی رہا۔بعد ازاں تقسیم کنندگان نمبروں اور آخری حاصل شدہ نمبروں کو آپس میں ضرب دی تو جواب 72 آیا جو کہ ان سب کا ذواضعاف اقل ہے۔

سوال نمبر 2۔ ورثاء خاوند، حقیقی بہن اور میت کا قاتل ایک حقیقی بھائی۔

جواب ۔ خاوند کو 24 میں 12 سہام ملے، بھائی میت کا قاتل ہے اس لئے وہ نہ صرف محروم ہے بلکہ سرے سے کالعدم ہے یعنی جیسا کہ ہے ہی نہیں اس لئے حقیقی بہن اس کی وجہ سے عصبہ نہیں بنے گی بلکہ ذوی الفروض رہے گی اس طرح اس کو بھی 12 سہام مل جائیں گے خاونداور حقیقی بہن کے سہام کا مجموعہ 24 آیا پس اس میں مزید تبدیلی کی ضرورت نہیں یہی جواب ہے۔ویسے اس کو مزید مختصر کرنے کی لیئے 12 پر دونوں کو تقسیم کیا تو خاوند کو 1 اور حقیقی بہن کو بھی 1 سہام ملے گا اور ان دونوں کے سہام کا مجموعہ اب 2 ہو جائے گا۔یہی فرق ہے محجوب اور محروم میں۔محجوب حصّہ تو نہیں لیتا لیکن کسی اور کے حصّہ پر اثر انداز ہوسکتا ہے جیسے اخوہ گو کہ خود اولاد کی موجودگی میں حصّہ نہیں لے سکتے لیکن ماں کے حصّے کو ثلث سے سدس بنا لیتے ہیں جب کہ میت کا قاتل نہ صرف یہ کہ خود محروم ہوا بلکہ اپنی بہن کے حصّے پر اثر انداز بھی نہیں ہوسکا۔

سوال نمبر 3۔ ورثاء بیوی، باپ، ماں اور 2 بیٹیاں جن میں ایک مفقود الخبر ہے۔

جواب۔ ۔چونکہ میت کی اولاد موجود ہے اس لئے 24 سہام میں بیوی کو 3، ماں کو 4 اور باپ کو بھی 4 سہام ملیں گے۔مفقود الخبر کے قاعدے سے پہلے مفقود الخبر بیٹی کو زندہ فرض کر کے سب کے حصّے معلوم کریں گے بعد میں اس کو مردہ فرض کر کے سب کے حصّے معلوم کریں جس صورت میں ورثاء کا حصّہ کم بنتا ہے وہ ان کو دیں گے باقی کو مفقود الخبر کے فیصلے تک محفوظ کریں گے۔

پہلی صورت میں ورثاء بیوی، باپ، ماں اور ایک بیٹی ہیں پس بیوی کو 3، ماں کو 4، باپ کو بھی 4، اور ایک بیٹی کو 12 ملے۔ان کے سہام کا مجموعہ 23 ہے اس لئے باقی بچا ہوا ایک سہام بھی باپ کو بطور عصبہ دیں گے جس سے باپ کے کل پانچ سہام ہو جائیں گے۔

اگر مفقود کو زندہ فرض کیا جائے تو بیٹیاں دو ہو جائیں گی۔اس صورت میں بیوی کو 3، ماں کو 4، ہر بیٹی کو 8 اور باپ کو 4 سہام ملے مجموعہ سب کا 27 ہوا۔

اصولاً اب ورثاء کو جس طریقے میں کم سہام ملتے ہیں وہ ان کو دینے ہیں۔تقابل کے لئے دونوں صورتوں میں ان کے حاصل شدہ سہام کو 27 اور 24 کے ذواضعاف اقل، جو کہ 216 ہے، سے ضرب دے کر ان کے اس خاص صورت میں مجموعہ پر تقسیم کریں گے۔پہلی صورت کے تمام سہام کو 24 پر تقسیم کر کے 216 سے ضرب دی تو 216 سہام میں بیوی کے 27، ماں کے 36، باپ کے 45 اور بیٹی کے 108 سہام آئے۔دوسری صورت میں تمام سہام کو 27 پر تقسیم کر کے 216 سے ضرب دی تو بیوی کے 24، باپ کے 32، ماں کے 32 اور ہر بیٹی کے 72 سہام آئے۔پس بیوی کو 24، ماں باپ میں ہر ایک کو 32 اور بیٹی کو 72 سہام دیں گے اور باقی سہام کو مفقود کے فیصلے تک محفوظ رکھیں گے۔

سوال نمبر 4۔ ورثاء دو بیویاں، تین بیٹیاں اور ایک علاتی بہن۔

ورثاء	بیویاں	بیٹیاں	علاتی بہن
تعداد	2	3	1
سہام	3	16	5
سہام فی کس	3/2	16/3	5
سہام فی کس	9	32	30

چونکہ میت کی اولاد موجود ہے اس لئے دونوں بیویوں کو مشترکہ طور پر 24 سہام میں سے 3 سہام ملیں گے۔ اور چونکہ بیٹے نہیں ہیں اس لئے بیٹیاں ذوی الفروض ہیں اور ان کو مشترکہ طور پر 24 سہام میں 16 سہام ملیں گے ۔ اولاد کی موجودگی میں علاتی بہن ذوی الفروض میں محروم ہے۔

ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ = 16 + 3 =19 سہام آیا جو کہ 24 سے کم ہے پس ان میں سے جو 5 سہام باقی رہ گئے وہ عصبات کو دیئے جائیں گے۔علاتی بہن اولاد، اجداد صحیحہ اور حقیقی بہن بھائیوں کی غیر موجودگی

میں عصبہ بن سکتی ہے اس لیئے اس کو یہ باقی 5 حصے دیئے جائیں گے۔

چونکہ بیویوں اور بیٹیوں میں فی کس حصہ کسر میں آرہا ہے اس لئے ان کی تصحیح کرنی پڑے گی۔اس کے لئے ان کے کسور کا ذواضعاف اقل معلوم کیا تو 3 اور 2 کا ذواضعاف اقل 6 آیا۔پس اس سے سب کے سہام فی کس کو ضرب دی تو بیوی کا حصہ 2/ 3×6= 9 سہام، ہر بیٹی کا حصہ = 16/3×6=32 اور علاتی بہن کا حصہ =5×6=30 معلوم ہوا۔

سوال نمبر 5۔

ورثاء	جدات صیحہ	حقیقی بہن	حقیقی بھتیجے	حقیقی چچازاد بہن
تعداد	2	1	2	1
سہام	4	12	ع	ذا
سہام	4	12	8	م
سہام فی کس	2	12	4	م

ذا سے مراد ذوی الارحام ہے۔عصبات کی موجودگی میں ذوی الارحام محروم ہیں۔سب کے سہام اپنی تعدادوں پر قابل تقسیم ہیں اس لئے تصحیح کی ضرورت پیش نہیں آئی۔

سوال نمبر 6۔

ورثاء	بیوی	ماں	اخیافی بھائی	حقیقی بھتیجے	حقیقی چچا
تعداد	1		1	2	1
سہام	6	8	4	ع	ع
سہام	6	8	4	6	م
سہام فی کس	6	8	4	3	م

کل جائداد=96 کنال

نوٹ :-اس کے بعد سوالات کے حل میں تفصیل نہیں دی جائے گی۔اکائی کے قاعدے سے جائداد تقسیم کی تو جائداد فی کس معلوم ہوئی۔

سوال نمبر 7۔

ورثاء	بیویاں	ماں	اخیافی بھائی	حقیقی بہنیں	علاتی بہنیں
تعداد	3		2	3	2
سہام	6	4	8	16	م
فی کس سہام	2	4	4	16/3	م
فی کس سہام	6	12	12	16	م
اختصار	3	6	6	8	م

سہام کا مجموعہ چونکہ 24 سے بڑھ گیا ہے اس لئے یہ مسئلہ عول کا ہے۔فی کس سہام معلوم کرنے کے بعد عمل اختصار کیا گیا ہے۔

سوال نمبر 8۔

ورثاء	بیوی	سوتیلی ماں کا حمل	حقیقی بہنیں
تعداد	1		2
سہام (حمل علاتی بہن)	6	x	2+16
سہام (حمل علاتی بھائی)	6	2	16

سوتیلی ماں کا حمل علاتی بہن/بھائی ہوسکتا ہے علاتی بہن علاتی بھائی کی غیر موجودگی میں دو حقیقی بہنوں کے ساتھ عصبات میں محروم ہوتی ہے پس حمل اگر لڑکا ہوگا تو حقیقی بہنوں کو کم حصّہ یعنی 8 سہام فی بہن ملے گا، بیوی کا حصّہ دونوں صورتوں میں یکساں ہے اس لئے یہی سہام حمل کی وضع تک تقسیم کئے جاسکتے ہیں۔

سوال نمبر 9۔

ورثاء	خاوند	علاتی بہنیں	حقیقی بہن	ماں	پردادا	دادا کی ماں
تعداد		3	1			
سہام	12	م	م	4	ع	م
سہام	12	م	م	4	8	م
سہام مختصر	3	م	م	1	2	م

ماں کا حصّہ 4 سہام اس لیئے ہے کہ بہنوں کی تعداد دو سے زیادہ ہے اگرچہ وہ خود محروم ہیں خاوند کے ساتھ پردادا کے جمع ہونے کی وجہ سے نہیں ۔لیکن ذرا غور فرمایئے دادا کی ماں اور میت کی بہنیں کیوں محروم ہوئیں؟

سوال نمبر 10۔

ورثاء	حقیقی بہنیں	علاتی بہنیں	علاتی بھائی	بیوی
تعداد	3	2 8	3	1
سہام	16	ع 2	ع	6
سہام فی کس	16/3	2/8		6
// بعد تصحیح	128	6	12	144
//بعد اختصار	64	3	6	72

علاتی بہنیں علاتی بھائیوں کے ساتھ عصبہ مع غیرہ کے طور پر ایک سے زیادہ حقیقی بہنوں کی موجودگی میں بھی حصّہ پاسکتی ہیں۔ 3 بیٹے اور 2 بیٹیاں جیسا کہ شکل میں دکھایا گیا ہے 8 بیٹیوں کے برابر ہیں پس بیٹیوں کی تعداد کو 8 مانتے ہوئے 16/3 اور 2/8 کا ذواضعاف اقل معلوم کیا تو وہ 24 آیا۔تصحیح کے بعد ایک حقیقی بہن، ایک علاتی بہن اور بیوی کے سہام معلوم ہوئے۔تصحیح کے بعد ہر علاتی بہن کے 6 سہام آئے۔علاتی بھائی کے سہام علاتی بہن کے سہام کے دگنے یعنی 12 ہوئے۔بعد میں اختصار کا عمل ہے۔

سوال نمبر 11۔

علاتی بھائی اور دادا کے لیئے تو خیر باپ حاجب ہے ذرا سوچیئے کہ ماں کو 24 میں 6 سہام کیوں ملے؟

ورثاء	بیوی	باپ	علاتی بھائی	ماں	دادا
تعداد	1		1		
سہام	6	ع	ع	6	ع
سہام	6	12	م	6	م
مختصر سہام	3	6	م	3	م

سوال نمبر 12۔

علاتی بہنیں تو محروم ہیں صرف حقیقی اور اخیافی بہنیں حصّہ پا رہی ہیں۔ ان کے سہام چونکہ ان کی تعدادوں پر برابر برابر تقسیم ہو رہے ہیں اس لیئے ان کے فی کس سہام کے لئے ذواضعاف اقل جاننے کی ضرورت نہیں پڑی۔ بعد میں ان کا اختصار کیا۔

ورثاء	حقیقی بہنیں	علاتی بہنیں	اخیافی بہنیں
تعداد	2	3	4
سہام مشترکہ	16	م	8
سہام فی کس	8	م	2
سہام فی کس مختصر	4	م	1

سوال نمبر 13۔

چونکہ میت کی بیوی اور باپ دونوں موجود ہیں اور نہ تو اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی اس کے بہن بھائیوں کی تعداد ایک سے زیادہ ہے اس لئے ماں کا حصّہ 24 میں 6 سہام آیا۔ بیوی کو تو میت کی اولاد نہ ہونے کی وجہ سے 6 سہام دیئے گئے جبکہ باقی 12 سہام باپ کو بطور قوی ترین عصبہ کے مل گئے۔

ورثاء	بیوی	باپ	علاتی بھائی	ماں	دادا
تعداد	1		1		
سہام	6	ع	ع	6	ع
سہام	6	12	م	6	م
مختصر سہام	1	2	م	1	م

سوال نمبر 14۔

احناف کے ہاں دادا کی موجودگی میں بہن بھائیوں کو کچھ بھی نہیں ملتا۔ شوافع اور مالکیہ کے نزدیک حضرت زیدؓ بن ثابت کے مسلک پر مقاسمہ کی صورت میں دادا اور حقیقی بھائی کو 8 سہام اور حقیقی بہن کو 4 سہام ملتے ہیں۔

ورثاء	دادی	دادا	حقیقی چچا	حقیقی پھوپھی	حقیقی بھائی	حقیقی بہن
تعداد	1		2	1	1	1
سہام	4	20	ع	ذا	ع	ع
سہام بعد اختصار	1	5	م	م	م	م

سوال نمبر 15۔ کسور کا ذو اضعاف اقل 15 آیا۔کل سہام 360 ہوئے۔بیوی مکان کے بدلے اپنا حق چھوڑنا چاہتی ہے۔ مجموعہ 360 سے بیوی کا حصّہ 45 سہام منہا کئے تو باقی 315 سہام بچے جس میں ماں کے 60، ہر بیٹی کے 48 اور ہر حقیقی بھائی کے 5 سہام ہوں گے۔اسی کو تخارج کہتے ہیں۔

ورثاء	ماں	بیٹیاں	بیوی	حقیقی بھائی
تعداد		5	1	3
سہام	4	16	3	1
سہام فی کس	4	16/5	3	1/3
360 میں	60	48	45	5

سوال نمبر 16۔ پوتی اور پڑپوتیوں کو ذوی الفروض میں حصّہ ملا۔عصبات کے لئے صرف ایک سہام باقی بچا جو 4 سکڑ پوتوں پر تقسیم کرنا پڑا جس سے ہر ایک کے حصّے میں صرف 1/4 سہام آیا۔پس ذو اضعاف اقل 4 آیا جس سے سب کے فی کس حصّے کو ضرب دی تو کل مجموعہ 96 سہام میں سب کے فی کس سہام معلوم ہوئے۔

ورثاء	بیوی	پوتی	پڑپوتیاں	سکڑ پوتے	ماں
تعداد	1	1	2	4	
سہام	3	12	4	ع	4
سہام	3	12	4	1	4
سہام فی کس	3	12	2	1/4	4
96 میں	12	48	8	1	16

سوال نمبر 17۔ عصبات کے لئے کل 4 سہام باقی بچے۔اس میں پوتی گوکہ پوتا نہ ہونے سے محروم ہو سکتی تھی لیکن سکڑ پوتے نے نہ صرف سکڑ پوتی کو بلکہ اس پوتی کو بھی اپنے ساتھ عصبہ کے طور پر للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق شریک کیا ۔ اس طرح سکڑ پوتے کا وجود پوتی کے لیئے بڑا مبارک ثابت ہوا۔اسی کو تو مسئلہ تشبیب کہتے ہیں۔

ورثاء	ماں	بیٹیاں	پوتی	سکڑ پوتا	سکڑ پوتی
تعداد		2	1	1	1
سہام	4	16	ع	ع	ع
سہام فی کس	4	8	1	2	1

سوال نمبر 18۔ علاتی بہنوں کو پردادا کی موجودگی نے محروم کردیا جبکہ دادا کی ماں کو ماں نے محروم کردیا۔ پرداد کو باقی

ورثاء	خاوند	علاتی بہنیں	حقیقی بہن	ماں	پردادا	دادا کی ماں
تعداد		3	1			
سہام	12	م	م	4	ع	م
سہام	12	م	م	4	8	م
مختصر سہام	3	م	م	1	2	م

بچے ہوئے 8 سہام بطور قوی ترین عصبہ کے ملے۔

سوال نمبر 19۔

باپ کو 4 سہام فرض کے طور پر اور 4 عصبہ کے طور پر ملے۔ جبکہ حقیقی بہنیں اور بھائی باپ کی موجودگی میں محروم ہیں۔ تصحیح کے بعد مجموعہ 72 بنا لیکن اختصار کے بعد مجموعۂ سہام 9 بن گیا۔

ورثاء	باپ	بیٹیاں	حقیقی بھائی	حقیقی بہنیں
تعداد		3	2	4
سہام	4+4ع	16	م	م
سہام فی کس	8	16/3	م	م
// بعد تصحیح	24	16	م	م
مختصر	3	2	م	م

سوال نمبر 20۔

عبد الرشید نے وصیت کی تھی کہ اس کے مال سے سات لاکھ روپے مسجد کو دے دیئے جائیں۔ اس پر احسان اللہ کا 2 لاکھ روپیہ قرض ثابت ہوا۔ تجہیز و تکفین پر 6000 روپے لگے۔ اس نے اگر کل ترکہ 17 لاکھ چھوڑا ہے اور اس کے ورثاء میں ایک اس کی بیوہ، تین بیٹے ، چار بیٹیاں اور اس کی ماں موجود ہیں۔ اس کے علاوہ اس کے ایک مرحوم بیٹے کے تین بیٹے اور دو بیٹیاں بھی موجود ہیں شریعت محمدی کے مطابق اب ہر وارث کا کتنا حصّہ ہوگا۔

ورثاء	بیوی	بیٹے		بیٹیاں	ماں	پوتے	پوتیاں
تعداد	1	3	10	4		2	3
سہام	3	ع	17	ع	4	م	م
سہام فی کس	3		17/10		4	م	م
240 میں	30	34		17	40	×	×

سب سے پہلے ترکہ سے تجہیز و تکفین اور قرض کے پیسے نکالے جائیں

پس 1700000-6000-200000=1494000 روپے باقی بچے۔ اس میں زیادہ سے زیادہ ایک تہائی تک کی وصیت کی جاسکتی تھی جو کہ کل 498000 روپے بنتی ہے پس سات لاکھ کی بجائے یہ رقم اس میں سے نکالی گئی تو باقی 996000 روپے بچے اور یہی قابل تقسیم ترکہ ہے جو موجود ورثاء میں تقسیم کیا جائے گا۔

ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ=3+4=7 باقی سہام=24-7=17 سہام

للذکر مثل حظ الانثیین کے لئے بیٹوں کی تعداد کو 2 سے ضرب دی اور اس میں بیٹیوں کی تعداد جمع کردی۔ گویا کل 10 بیٹیاں ہیں۔ یہ عدد بیٹے اور بیٹیوں کے درمیان لکھا ۔ ان کے لئے 17 سہام باقی ہیں۔ پس ہر بیٹی کا حصّہ 17/10 بنا۔ 17/10 چونکہ کسر ہے اس لئے اس کے ذواضعاف اقل 10 سے سب کے فی کس سہام بشمول مجموعہ 24 کو ضرب دی تو جدید مجموعہ 240 میں ہر بیٹی کو 17 سہام اور ہر بیٹے کو 34 سہام ملے جبکہ بیوہ کو 30 اور ماں کو 40 سہام ملیں گے۔ مرحوم بیٹے کی اولاد زندہ بیٹوں کی موجودگی میں محروم ہے۔ کل ترکہ 996000 روپے ہے اس لئے بیوی کا حصّہ 124500، ماں کا 166000، بیٹی کا 70550 اور بیٹے کا حصّہ 141100 روپیہ ہوا۔

سوال نمبر 21۔

حقیقی بہنیں 1 سے زیادہ ہیں اس لئے علاتی بہن عصبات میں علاتی بھائی موجود نہ ہونے کی وجہ سے محروم ہیں۔ 3، 5 اور 2 کا ذواضعاف اقل 30 ہے۔ اس سے سب کے سہام کو ضرب دے کر انکی اپنی اپنی تعدادوں پر تقسیم کیا تو فی کس حصّہ نکل آیا۔

ورثاء	بیویاں	حقیقی بہنیں	علاتی بہن	چچا
تعداد	2	3	1	5
سہام	6	16	م	2
سہام فی کس	3	16/3	م	2/5
360 میں	45	80	م	6

سوال نمبر 22۔ (مسئلہ ام الارمل)

ذوی الفروض کا مجموعہ 24 کے بجائے 34 آیا جو کہ عول کہلاتا ہے۔ فی کس حصّہ ہر ایک کا اختصار کے بعد 2 سہام آیا جو کہ عجیب ہے۔

ورثاء	بیویاں	جدات	اخیافی بہنیں	حقیقی بہنیں
تعداد	3	2	4	8
سہام	6	4	8	16
سہام فی کس	2	2	2	2

سوال نمبر 23۔ (مسئلہ امتحان)

سہام فی کس کے کسور معلوم ہوجانے کے بعد ان کا ذواضعاف اقل 1260 معلوم ہوا۔ اس سے سارے کسور کو ضرب دے کر مجموعہ جدید میں سہام فی کس معلوم کیئے ۔ مجموعہ جدید 24 کو ذواضعاف اقل سے ضرب دینے سے 30240 معلوم ہوا۔ دیکھیئے یہ اتنا مشکل مسئلہ تھا کہ مسئلہ امتحان کہلاتا تھا لیکن جدید طریقے سے کتنا آسان ثابت ہوا۔

ورثاء	بیویاں	جدات	بیٹیاں	علاتی بہنیں
تعداد	4	5	7	9
سہام	3	4	16	1ع
سہام فی کس	3/4	4/5	16/7	1/9
30240 میں	945	1008	2880	140

سوال نمبر 24۔

اگر خنثیٰ کو مرد فرض کرتے ہیں تو وہ علاتی بھائی بن کر 36 سہام میں 6 سہام لیتا ہے اور اگر اس کو عورت فرض کرتے ہیں تو وہ علاتی بہن بن کر 12/54 حصّے کا حقدار بنتا ہے جو کہ

ورثاء	ماں	بیوی	خنثیٰ علاتی بھائی/ بہن	علاتی بہن	اخیافی بھائی/ بہن
تعداد			1	1	3
سہام خنثیٰ (مرد)	4	6	ع	6 ع	8
سہام فی کس	4	6	فی بہن 2		8/3
//بعد تصحیح واختصار	6	9	4	2	4
سہام خنثیٰ (عورت)	4	6	16 (دو بہنیں)		8
سہام فی کس	4	6	فی بہن 8		8/3
//بعد تصحیح واختصار	6	9	فی بہن 12		4

1/6 سے زیادہ ہے پس اس کو مرد فرض کیا جائے گا کیونکہ اس صورت میں اس کا حصّہ کم بنتا ہے چاہے وہ لاکھ کہے کہ میں عورت ہوں۔

سوال نمبر 25۔

ماں، حاملہ بیوی اور مفقود الخبر باپ میں اصول یہ ہوگا کہ ہر وارث کا حصّہ جس طریقے میں کم بنتا ہے وہ اس کو دیا جائے گا باقی کو فیصلے تک موقوف رکھا جائے گا۔

ورثاء		بیٹی	بیٹا	ماں	بیوی حاملہ	باپ مفقود
تعداد		؟	؟			
حمل بیٹی باپ مردہ	(32)	21	×	7	4	×
حمل بیٹا باپ مردہ	(24)	×	17	4	3	×
حمل بیٹی باپ زندہ	(24)	12	×	4	3	1+4ع
حمل بیٹا باپ زندہ	(24)	×	13	4	3	4

چونکہ سب کے مجموعی سہام مختلف ہیں اس لئے ان کو ایک جیسا کرنے کے لئے سب کے سہام کو ان تمام مجموعوں کے ذو اضعاف اقل (96) سے ضرب دے کر اس کے اپنے مجموعے پر تقسیم کیا تو سامنے شکل میں دیئے ہوئے نتائج ملے جس سے معلوم ہوا کہ بیوی کا کم سے کم حصّہ

ورثاء	بیٹی	بیٹا	ماں	بیوی حاملہ	باپ
تعداد	1	؟			
حمل بیٹی باپ مردہ	63	×	21	12	×
حمل بیٹا باپ مردہ	×	68	16	12	×
حمل بیٹی باپ زندہ	48	×	16	12	20
حمل بیٹا باپ زندہ	×	52	16	12	16

12 سہام اور ماں کا 16 سہام بنتا ہے۔ 96 کل سہام میں ان کو اتنے حصّے دیئے جائیں گے۔ بچہ کے پیدائش پر اگر بیٹا ہوا تو اس کو مفقود کے فیصلے تک 52 سہام دیئے جائیں گے اور اگر بیٹی ہوئی تو اس کو فی الحال 48 سہام دیئے جائیں گے۔ پس اگر مفقود زندہ آیا تو ان کے یہ حصّے برقرار رہیں گے نہیں تو بچے اور اس کی ماں کو بقایا کی ادائیگی کی جائے گی۔

سوال نمبر 26۔ امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر سوال حل کریں۔

مجموعہ=4+12+4+3=23 سہام ،عصبات موجود نہیں اس لئے رد ہوگا۔ بیوی پر رد نہیں ہوسکتا اور امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر بیٹیوں کی موجودگی میں پوتیوں پر بھی رد نہیں ہوسکتا۔ اس لیئے باقی ایک سہام کا صرف ماں اور بیٹی پر رد ہوسکے گا۔ پس جن پر رد ہوسکتا ہے ان کے سہام کا مجموعہ =4+12=16 سہام اور جن پر رد نہیں ہوسکتا ان کے سہام کا مجموعہ=4+3=7 سہام پس ''ن''=16 اور ''س''=24-7=17 سہام۔ ''ن'' کو ان کے سہام سے

ورثاء	ماں	بیٹی	پوتیاں	بیوی
تعداد		1	2	1
سہام	4	12	4	3
ضرب		x17		x16
حاصل بعد رد	68	204	64	48

ضرب دی جن پر رد نہیں ہوتا اور ''س'' کوان کے سہام سے جن پر رد ہوتا ہے۔ ایک پوتی کا حصّہ 32 سہام معلوم ہوا۔

سوال نمبر 27۔

ایک بیوی، دو حقیقی بھتیجے، تین علاتی بھانجیاں اور ایک اخیافی بھانجا۔ بیوی کو 24 میں 6 سہام ملیں گے۔ دوسرے ورثاء میں حقیقی بھتیجے عصبات ہیں اور باقی ذوی الارحام اس لیئے صرف ان کو ہی باقی 18 سہام ملیں گے۔ یعنی ہر ایک کو 9 سہام ملیں گے۔

وارث	حقیقی بھتیجیاں		حقیقی بھانجی	اخیافی بھانجا
تعداد	3		1	1
مدلٰی بہ ورثاء	حقیقی بھائی		حقیقی بہن	اخیافی بہن
تعداد	3	7	1	1
سہام	ع	20	ع	4
سہام فی کس		20/7		4
168 میں //	40		20	28

سوال نمبر 28۔

یہ تینوں صنف ثالث سے تعلق رکھتے ہیں اس لیئے یہ جن کی اولاد ہیں ان کو اتنی ہی تعداد میں فرض کریں گے۔ پس ہم سمجھیں گے کہ تین حقیقی بھائی ایک حقیقی بہن اور ایک اخیافی بہن موجود ہیں۔ ان میں اخیافی بہن کو 24 میں 4 سہام دینے کے بعد حقیقی بہن بھائیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم کریں گے۔ پس کل 168 سہام میں سے ہر حقیقی بھائی کو 40 سہام ہر حقیقی بہن کو 20 سہام اور ہر اخیافی بہن کو 28 سہام ملے اور بعینہ یہی سہام ان کی اولادوں کو ملے یعنی ہر حقیقی بھتیجی کو 40 سہام، ہر حقیقی بھانجی کو 20 سہام اور ہر اخیافی بھانجی کو 28 سہام ملے۔

ورثاء	حقیقی بھتیجیاں	حقیقی بھانجے	حقیقی بھانجیاں	اخیافی بھانجے	علاتی بھتیجیاں
تعداد	3	2	4	3	2
مدلٰی بہ	حقیقی بھائی		حقیقی بہنیں	اخیافی بہنیں	علاتی بہنیں
تعداد	3	12	6	3	2
سہام	ع	16	ع	8	م
سہام فی کس		16/12		8/3	
288 میں //	32		16	32	م

سوال نمبر 29۔

یہ سارے کے سارے ورثاء صنف ثالث سے ہیں۔ جیسا کہ شکل سے ظاہر ہے۔ پہلے جن کے ذریعے ورثاء حصّہ لے رہے ہیں ان کو ان ورثاء کی تعداد میں زندہ مان کر ان میں ترکہ تقسیم کیا پھر ان کی اولاد میں ان کا حصّہ صنف اول کے قواعد کے مطابق تقسیم کیا۔ 3 حقیقی بھائیوں کا حصّہ 3 حقیقی بھتیجیوں میں تقسیم کیا اس لئے ہر بھتیجی کو

288 میں 32 سہام ملیں گے۔ 6 حقیقی بہنوں کا حصّہ 96 سہام بنتا ہے وہ دو حقیقی بھانجوں اور چار حقیقی بھانجیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کیا تو 288 سہام میں ہر حقیقی بھانجے کو 24 سہام اور حقیقی بھانجی کو 12 سہام ملے۔ اخیافی بھائی کا حصّہ اخیافی بھانجے کو ملا۔ اس لئے ہر اخیافی بھانجے کو 288 سہام میں 32 سہام ملیں گے۔

سوال نمبر 30۔ شکل میں دیئے ہوئے ورثاء میں امام محمدؒ کے طریقے پر تقسیم کریں۔

ورثاء	تعداد		پشت 1		پشت 2	پشت 3		پشت 4	فی کس حصّہ
پوتی کے نواسے	2	1	بیٹا		بیٹی	بیٹی	5	بیٹا	20/119=4/7×10/17
پوتی کی نواسیاں	3	1	بیٹا		بیٹی	بیٹی	6	بیٹی	10/119=3/7×10/17
نواسے کے پوتے	2	2	بیٹی	3	بیٹا	بیٹا		بیٹا	14/153=4/9×7/17
نواسی کی پوتیاں	5	2	بیٹی	4	بیٹی	بیٹا		بیٹی	7/153=5/9×7/17

سارے ورثاء گروپ نمبر 5 سے ہیں۔ اس لئے سب آپس میں شریک ہیں۔

طائفہ نمبر	1	2	3	4	5	6
کسر اس کی	10/17	7/17	4/9	5/9	4/7	3/7

پشت نمبر 1 پر دو طائفے بنے۔ پشت نمبر 4 پر طائفہ نمبر 1 دو طائفوں نمبر 5 اور نمبر 6 میں تقسیم ہوا اور پشت نمبر 3 پر طائفہ نمبر 2 بھی دو طائفوں نمبر 3 اور نمبر 4 میں تقسیم ہوا۔ ہر طائفہ کا کسریوں معلوم کیا کہ پہلے ہر طائفہ میں جو افراد ہیں ان کی تعداد معلوم کی مثلاً طائفہ نمبر 1 میں 5 بیٹے ہیں اور طائفہ نمبر 2 میں 7 بیٹیاں ہیں۔ طائفہ نمبر 1 میں بیٹوں کی تعداد کو 2 سے ضرب دے کر ان میں طائفہ نمبر 2 کی بیٹیوں کی تعداد کو جمع کیا تو ان کا کل وزن 17 معلوم ہوا۔ اس میں طائفہ نمبر 1 کا وزن چونکہ 10 ہے اس لئے اس کی کسر 10/17 ہوئی اور طائفہ نمبر 2 کا وزن 7 ہے اس لئے اس کی کسر 7/17 ہوئی۔ اس طرح باقی طائفوں کے بھی کسریں معلوم کی گئیں۔ اب ہر وارث کا حصّہ معلوم کرنے کے لئے اس کو جن جن طائفوں کے ذریعے حصّہ مل رہا ہے ان طائفوں کی کسروں کے حاصل ضرب کو اس کی تعداد پر تقسیم کرنے سے حاصل ہوا۔ مثلاً ہر پوتی کے نواسے کا حصّہ 20/119=2÷40/119 ہوگا۔

سوال نمبر 31۔ یہی سوال امام ابو یوسفؒ کے طریقے پر حل کریں۔

امام ابو یوسفؒ کے نزدیک جتنے شریک ورثاء ہیں ان میں ترکہ للذکر مثل حظ الانثیین کے طریقے پر تقسیم ہوگا۔ پس ان ورثاء میں چار مرد ہیں اور آٹھ عورتیں۔ اس طرح گویا کل سولہ عورتیں ہوئیں۔ پس ہر عورت کو کل ترکے کا 1/16 اور ہر مرد کو 1/8 دیا جائے گا۔

سوال نمبر 32۔ نانا، نانی کی دادی، حقیقی بھانجی اور ایک حقیقی پھوپھی میں ترکہ تقسیم کریں۔

نانا اور نانی کی دادی کا صنف نمبر 2، حقیقی بھانجی کا صنف نمبر 3 اور حقیقی پھوپھی کا صنف نمبر 4 ہے۔ ان میں صنف نمبر 2 کے ورثاء کی موجودگی میں نمبر 3 اور نمبر 4 کے ورثاء محروم ہیں۔ ان میں پھر نانا کا گروپ نمبر 6 اور نانی کی دادی کا گروپ نمبر 8 ہے۔ پس صرف نانا ہی مستحق وارث ٹھہرا باقی سب محروم ہوگئے۔

سوال نمبر 33۔ سوال نمبر 32 کو امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر بھی حل کیجئے۔

حضرت امام صاحبؒ چونکہ ہر ایک کے مدلیٰ بہ کو زندہ مانتے ہوئے پہلے ان کو حصہ دلواتے ہیں پھر ان کے ذریعے لینے والوں کو دلواتے ہیں۔ ان میں حقیقی بھانجی کو حقیقی بہن، نانا کو ماں، نانی کی دادی کو نانی اور حقیقی پھوپھی کو باپ فرض کیا جائے گا۔ پس زیرِ نظر سوال میں گویا ایک ماں، ایک باپ، ایک نانی اور ایک حقیقی بہن ہیں۔ نانا اور نانی کی دادی کی جہت چونکہ ایک ہے (اُمُوّۃ) اس لئے نانی کی دادی نانا کی موجودگی میں محروم ہوگئی کیونکہ یہ نانی سے دوسرے درجے پر ہے جبکہ نانا ماں کے واسطے سے پہلے درجے پر ہے۔ ویسے اگر یہ اس اصول پر محروم نہ بھی ہوتی تو نانی کی دادی (بصورت نانی) نانا (بصورت ماں) کے مقابلے میں محروم ہوجاتی۔ باپ کی موجودگی میں حقیقی بہن بھی محروم ہوگئی اس لیئے صرف ماں اور باپ ہی رہ گئے جن میں 2/3 حصہ باپ کو اور 1/3 حصہ ماں کو ملے گا پس نانا کو 1/3 اور پھوپھی کو 2/3 ملا۔

سوال نمبر 34۔

حقیقی بھائی کی دو پڑپوتیاں، حقیقی بہن کے دو نواسے اور تین نواسیاں، علاتی بھائی کے چار نواسے۔

ورثاء	حقیقی بہن نواسے	حقیقی بہن نواسیاں	علاتی بھائی نواسے
تعداد	2	3	4
تعداد	7 نواسیاں		4
سہام	16		8
سہام فی کس	32/7	16/7	2
سہام فی کس	32	16	14
سہام فی کس	16	8	7

پڑپوتی تیسرے درجے کی اولاد نمبر 1 ہے جبکہ نواسے نواسیاں دوسرے درجے کی اولاد نمبر 2 ہے۔ حقیقی بھائی اور بہنوں کا آپس میں ایک ہی درجہ ہے اس لیئے پڑپوتیاں میت سے بہ نسبت نواسے نواسیوں کے زیادہ بعید ہیں۔ پس پڑپوتیاں گو کہ اولاد نمبر 1 میں سے ہیں زیادہ درجے کی وجہ سے محروم ہوگئیں۔ اب حقیقی بہن کے دو نواسے اور تین نواسیاں ہیں یعنی اس کی اولاد کی تعداد پانچ ہوئی اور علاتی بھائی کی اولاد کے چار نواسے ہیں اس لیئے اس کی اولاد 4 ہوئی،

ہم فرض کریں گے کہ پانچ حقیقی بہنیں اور چار علاتی بھائی ہیں۔ پہلے ان میں تقسیم کیا، پھر بہنوں کے مشترکہ حصوں کو ان کے دو نواسوں اور تین نواسیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم کرکے ان کی تصحیح کرنے کے بعد اختصار کا

عمل کیا تو 84 سہام میں حقیقی بہن کے ہر نواسے کو 16 ، ہر نواسی کو 8 اور علاتی بھائی کے ہر نواسے کو 7 سہام ملے۔

سوال نمبر 35۔ حقیقی چچا کی پڑپوتی ، حقیقی پھوپھی کی بیٹی کی تین نواسیاں ،حقیقی پھوپھی کی بیٹی کے دو نواسے، علاتی ماموں کے تین پڑپوتے۔

سب سے پہلے درجہ دیکھیں گے۔ پتہ چلا کہ درجہ کے لحاظ سے سارے ورثاء ایک جیسے ہیں۔اس لیئے ان میں سب سے پہلے میت کے ساتھ قرب کے بنیاد پر مقابلہ ہوگا۔پس جو میت کے زیادہ قریب ہوگا وہی مستحق ہوگا۔
حقیقی چچا کی اولاد نمبر 1 کا گروپ نمبر 34 جبکہ حقیقی پھوپھی کی اولاد نمبر 2 کا گروپ نمبر 36 ہے اس لیئے ان میں حقیقی چچا کی اولاد نمبر 1 یعنی حقیقی چچا کی پڑپوتیوں کو باپ کی طرف کا حصّہ یعنی ذوی الارحام کے لئے مختص حصّے کا 2/3 ملے گا۔ ماں کی طرف کے رشتہ داروں میں صرف حقیقی ماموں کے پڑپوتے ہیں اس لیئے ماں کی طرف کا حصّہ یعنی ذوی الارحام کے لئے مختص حصّے کا 1/3 ان کو ہی ملے گا۔پس حقیقی چچا کی پڑپوتی کو کل کا 2/3 دیا جائے گا جبکہ حقیقی ماموں کے ہر پڑپوتے کو کل کے 1/3 کا 1/3 یعنی 1/3×1/3=1/9 دیا جائے گا۔

سوال نمبر 36۔

ترکہ 48000 روپے ذوی الفروض کے سہام کا مجموعہ = 6 + 4+ 4 =14 ہے۔عصبات کے لیئے 10 سہام باقی بچے۔ عصبات میں 4 بیٹے ،2 بیٹیاں اور 3 حقیقی بھائی ہیں۔بیٹوں اور بیٹیوں کا نمبر 1 ہے اس لیئے ان کی موجودگی میں کسی اور کو کچھ نہیں ملے گا۔ چونکہ بیٹے اور بیٹیاں دونوں موجود ہیں اس لیئے ان میں ہر بیٹے کو ہر بیٹی کے حصّے کا دگنا دیا جائے گا۔ 4 بیٹے 8 بیٹیوں کے برابر ہیں ان کے ساتھ دو بیٹیاں مل کر کل دس بیٹیاں بن جاتی ہیں اور 10 ہی سہام باقی ہیں اس لئے ہر بیٹی کو ایک سہام اور ہر بیٹے کو دو سہام ملیں گے جیسا کہ شکل میں بتایا گیا ہے۔اب 24 سہام کے 48000 روپے ہوں تو اکائی کے قاعدے سے ایک سہام کے لیئے 2000 روپے آجائیں گے پس اس حساب سے خاوند کو 12000 ، ماں کو 8000، باپ کو بھی 8000 ، ہر بیٹے کو 4000 اور ہر بیٹی کو 2000 روپے ملیں گے۔

ورثاء	خاوند	ماں	باپ	بیٹے		بیٹیاں	حقیقی بھائی
تعداد				4	10	2	3
سہام	6	4	4	ع	10	ع	م
سہام فی کس	6	4	4	2		1	م

سوال نمبر 37۔ (مسئلہ ام الفروخ)

ورثاء ۔شوہر، دو حقیقی بہنیں، دو اخیافی بہنیں اور ماں۔ یہ مسئلہ عول کا ہے۔اس میں شوہر کا حصّہ 1/2 سے 3/10 تک کم ہوجاتا ہے۔

ورثاء	شوہر	ماں	حقیقی بہنیں	اخیافی بہنیں
تعداد			2	2
سہام	12	4	16	8
سہام فی کس	12	4	8	4
// مختصر	3	1	2	1

سوال نمبر 38۔

میت نے ماں ،دادا ،ایک حقیقی بہن اور ایک علاتی بھائی اورایک علاتی بہن چھوڑے۔

احناف اور حنابلہ کے نزدیک دادا کی موجودگی میں تمام بہن بھائی محروم ہیں۔

ورثاء	ماں	دادا	حقیقی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہن
تعداد			1	1	1
سہام	4	20 ع	م	م	م
مختصر	1	5	م	م	م

شوافع اور مالکیہ کے نزدیک دادا اور بہن بھائیوں میں باقی 20 سہام تقسیم ہوں گے۔ سب سے پہلے دادا کو ایک بھائی سمجھتے ہوئے مقاسمہ ہوگا۔پس کل دو بھائی اور دو بہنیں ہوئیں اس لئے 6 / 40 سہام دادا کے اور باقی 80/6 بہن بھائیوں کے۔ان میں نصف یعنی 40/6 سہام حقیقی بہن کے ہوں گے۔اور باقی 40/6 سہام علاتی بہن بھائیوں میں للذکر مثل حظ الانثیین کے مطابق تقسیم ہوئے۔

ورثاء	ماں	دادا	حقیقی بہن	علاتی بھائی	علاتی بہن
تعداد			1	1	1
سہام	4	40/6	80/6		
24میں	4	40/6	40/6	40/6	
144میں	24	40	40	40	
// //	24	40	40	80/3	40/3
432میں	72	120	120	80	40
54میں	9	15	15	10	5

سوال نمبر 39۔

(مسئلہ دیناریۃ الکبریٰ)

اس کو مسئلہ شاکیہ، رکابیہ اور داؤدیہ بھی کہتے ہیں۔

ورثاء	بیوی	ماں	بیٹیاں	حقیقی بھائی	حقیقی بہن
تعداد	1		2	12	25 1
سہام	3	4	16	ع	1 ع
سہام فی کس	3	4	8	1/25	
سہام فی کس	75	100	200	2	1

مشقی سوالات

1۔ الف۔کونسی صورت میں باپ صرف بطور ذوی الفروض حصہ پاتا ہے؟

ب۔کل ترکہ 40000 روپے ہے۔ورثاء خاوند، بیٹی، دو پوتیاں اور ایک حقیقی بھائی ہیں۔

2۔ الف۔کونسی صورت میں باپ صرف بطور عصبہ حصہ پاتا ہے؟

ب۔ترکہ 120000 روپے ہے اور ورثاء پردادا، 3 علاتی بھائی، 1 حقیقی بہن اور 2 اخیافی بھائی۔

3۔ الف۔کون سی صورت میں باپ ذوی الفروض وعصبات دونوں میں حصہ پاتا ہے؟

ب۔کل ترکہ 95000 روپے ہے۔ورثاء 3 بیٹیاں، 2 پوتیاں، ماں، 2 حقیقی بہنیں اور 1 سکڑ پوتا

4۔الف۔اگر باپ کی جگہ دادا ہو تو ماں کے حصے پر کیا فرق پڑ سکتا ہے؟

ب۔ کل ترکہ 112000 روپے ہے اور ورثاء نانی، باپ کی دادی، ماں اور 2 علاتی بھائی۔

5-الف۔علاتی بہن کن کن صورتوں میں محروم ہوتی ہے؟

ب۔ترکہ 24000 روپے۔ورثاء دو حقیقی بہنیں، ماں، 1 حقیقی چچا، دو حقیقی بھتیجے، 1 علاتی بہن

6۔الف۔مسئلہ تشبیب کسے کہتے ہیں؟ وضاحت کے ساتھ لکھیئے۔

ب۔ کل ترکہ 24000 روپے ہے اور ورثاء 3 بیٹیاں ، ماں اور بیوی ہیں۔

7۔ الف۔ماں کے حصّے پر کون کونسے ورثاء اثر انداز ہوتے ہیں؟

ب۔سوال نمبر 3 میں ماں مکان کے بدلے اپنا حصہ چھوڑتی ہے۔نئے حصے معلوم کریں۔

8۔الف۔حمل کے حصّہ کے بارے میں امام احمد بن حنبلؒ کا مسلک کیا ہے؟

ب۔کل ترکہ ایک لاکھ روپے ہے اور ورثاء حاملہ بیوی، ماں، باپ، ایک بیٹی۔

9۔الف۔مفقود الخبر اپنے مال کے حق میں زندہ ہوتا ہے اور دوسرے کے مال کے حق میں مردہ اس کا کیا مطلب ہے؟

ب۔کل ترکہ 50000 روپے ہے اور ورثاء 2 بیٹے، ماں اور گمشدہ باپ ہیں۔

10۔الف۔ذوی الارحام کیا ہوتے ہیں اور اس میں کون کون سے مسلک ہیں؟

ب۔کل ترکہ54000 روپے ہے ۔2نواسی کی پوتیاں،1پوتی کی نواسی،2پوتے کےنواسے،3 نواسے کےنواسےاور2پوتی کے پوتے ہیں۔

11۔الف۔نانانانی کاخاوند ہےاگردونوں موجودہوں تونانی کوحصّہ ملتاہےناناکونہیں۔کیوں؟

ب۔ کل ترکہ 30000روپے ہے اور2 حقیقی بھانجےاور2 حقیقی بھانجیاں ہیں۔

12۔الف۔میراث کی تقسیم میں عدد24 کوکیااہمیت حاصل ہے؟

ب۔ کل ترکہ900 کنال، ورثاء حقیقی بہن کے2پوتے 3 پوتیاں،2علاتی بہن کےنواسے۔

13۔الف۔تخارج اوررد میں کیافرق ہے؟کیادونوں جمع ہوسکتے ہیں؟

ب۔کل ترکہ40000 روپے ورثاء ،دادا کانانا، ناناکادادا، نانا کی نانی اور نانی کا دادا ۔

14۔الف۔امام محمدؒاورامام ابو یوسفؒ کےدرمیان ذوی الارحام میں کیابنیادی اختلاف ہے؟

ب۔کل ترکہ18000روپے ہے اور3 حقیقی بھائی کی پوتیاں، 2 حقیقی بھائی کی نواسیاں ہیں۔

15۔الف۔محروم اورمجوب میں کیافرق ہے؟

ب۔کل ترکہ90000 روپے ہے اور 2علاتی پھوپھیاں،1 اخیافی پھوپھی، 3علاتی خالائیں، 1 اخیافی خالہ ہے۔

16۔الف۔'اختلاف دارین میراث سے مانع ہے'اس کی تشریح کریں۔

ب۔کل ترکہ85000روپے ہےاور ورثاء 3علاتی چچازادبھائی، 2اخیافی پھوپھی زاد بہنیں،4 اخیافی ماموں زادبھائی۔2اخیافی خالہ زادبھائی، اور 1اخیافی خالہ زادبہن ہیں۔

17-الف۔اخوہ مع الجد میں حضرت علیؓ کامسلک بیان کرکےاس کی تشریح کریں۔

ب۔خاوند،ماں،جداوردوبھائیوں میں ترکہ حضرت علیؓ کےمسلک پرتقسیم کریں۔

18-میت کےمتروکہ مال کےساتھ کون کون سےحقوق وابستہ ہیں؟

ب۔بیوی،جد،نانی اورتین حقیقی بہنوں میں حضرت ابن مسعودؓ کےمسلک پرترکہ تقسیم کریں۔

19-اگرترکہ کم ہواورمیت زیادہ مقروض ہوتواس صورت میں کیاکرناچاہیئے؟

ب۔حقیقی پھوپھی کی تین سکڑپوتیاں،اخیافی پھوپھی کےدوسکڑپوتے،اخیافی خالہ کےتین نواسےاوردو

نواسیاں، علاتی ماموں کے دو سگڑ پوتے اور چار سگڑ پوتیاں۔ان میں ترکہ تقسیم کریں۔

20-اگر میت کے ساتھ کوئی چیز رہن تھی لیکن مقروض نے اس کا قرض ابھی واپس نہ کیا ہو تو اس مرہونہ چیز کے ساتھ کیا کیا جائے گا؟

21-الف۔شجرہ عصبات کا بنیادی اصول کیا ہے؟اس کی تشریح کریں۔

ب۔دو حقیقی بہنوں اور تین علاتی بہنوں میں ترکہ تقسیم کیجئے۔

22- الف۔میراث کا فتویٰ لکھنے میں کن کن چیزوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

ب۔ایک شخص نے دوسرے شخص کے پاس اپنے گھر کا کچھ سامان رہن رکھوا کر 5000 روپے قرض لیا ۔کچھ عرصہ کے بعد وہ شخص بغیر قرض کے ادائیگی کے مر گیا۔ورثاء میں اس نے بیوی اور دو بیٹے چھوڑے۔بیوی کا مہر جو 15000 روپے تھا وہ بھی اس نے ادا نہیں کیا تھا۔اس کا کل ترکہ ایک مکان ہے جو کہ دو لاکھ پچیس ہزار میں بک سکتا ہے۔اس نے حج بدل کی وصیت بھی کی تھی جس پر 80000 روپے لگتے ہیں۔اس کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا مکمل فتویٰ تحریر کیجئے۔

23-الف۔ذوی الارحام میں اہل تنزیل ترکہ تقسیم کرنے کے لئے کونسا اصول استعمال کرتے ہیں وہ لکھیئے اور اس کی تشریح کریں۔

ب ۔امام احمد بن حنبلؒ کے مسلک پر سوال نمبر 19۔ب حل کیجئے۔

24-الف۔مرتد کے مال کے بارے میں امام ابوحنیفہؒ کا مسلک بیان کریں۔

ب۔ایک بدبخت، جو کہ دو فیکٹریوں کا مالک تھا جس کی مالیت 23 کروڑ بنتی ہے، مرتد ہو گیا۔اس کے بعد اس کو نوبل پرائز ملا جس کی مالیت 5 کروڑ روپے بنتی تھی۔مکافات عمل میں وہ بدبخت کسی کے ہاتھ سے مارا گیا اس کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا؟

25-عرفان اپنے پیچھے اپنی بیوی نبیلہ، ایک بیٹا جمیل، ایک بیٹی سلمہ، والدہ ناہید، علاتی بھائی اجمل، علاتی بہن صادقہ اور سوتیلا باپ محمود چھوڑ مرا۔ابھی اس کی میراث تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ اس کی والدہ ناہید بھی فوت ہوگئی۔ابھی اس کی میراث بھی تقسیم نہیں ہوئی تھی کہ اس کی بیٹی سلمہ موجودہ ورثاء کے علاوہ ایک بیٹی نورین، خاوند سلمان اور بیٹا میکائیل چھوڑ کر مر گئی۔آخر میں نبیلہ بھی فوت ہوگئی۔زندہ ورثاء کا عرفان کے مال میں حصّہ معلوم کریں۔

فہرست مآخذ

1۔السراجی فی المیراث للشیخ سراج الدین محمد بن عبدالرشید السجاوندیؒ مع حاشیہ دلیل الوارث من محمد نظام الدین الکیرانویؒ۔

2۔ الصدیقیہ فی الشرح السراجیہ مولانا عبدالصادق شیخ الحدیث جامعہ دارالخیر کراچی۔

3۔ مفیدالوارثین مؤلفہ حضرت مولانا سید صغیر حسینؒ محدث دالعلوم دیوبند۔

4۔ قانون وراثت حضرت مولانا مفتی رشید احمد لدھیانوی مدظلہ۔

5۔ آسان میراث مفتی محمد جہانگیر مدظلہ۔

6۔ آئین وراثت قاضی محمد زاھد الحسینیؒ۔

7۔المواریث فی الشریعۃ للاسلامیہ علیٰ ضوءالکتاب والسنۃ بقلم محمد علی الصابونی للاستاذ بکلیۃ الشریعۃ والدرسات للاسلامیہ بمکہ المکرّمۃ۔

8۔کتاب المیراث و لغۃ مؤلفہ ملک بشیراحمد بگوی۔

9۔ قوانین اسلامی پانچویں جلد جسٹس تنزیل الرحمٰن (ریٹائرڈ)

10- فہم المیراث مدلل مرتبہ سید شبیراحمد کاکاخیل

ایک اہم تحریر

حضرت پروفیسر سید تقویم الحق کاکاخیلؒ تمغہ امتیاز، فاضل دیوبند و سابقہ سیکرٹری تعلیم صوبہ سرحد کے سامنے جب کتاب ''میراث کا آسان حساب'' لائی گئی۔ کتاب کو دیکھنے کے بعد نہ صرف پسند فرمائی بلکہ اس کا وکلاء کے لئے انگریزی میں اور مدارس کے لئے عربی میں ترجمہ کرنے کے لئے بھی ارشاد فرمایا۔ نیز یہ بھی ارشاد فرمایا کہ دینی مدارس میں اس کے اجراء کے لئے کورسز کا اہتمام کیا جائے تاکہ دینی مدارس میں یہ چل پڑے کیونکہ جدید ریاضی کے ذریعے میراث کے مسائل کو زیادہ آسانی کے ساتھ حل کیا جاسکتا ہے۔ بعض حضرات کو سراجی کا مروجہ طریقہ بدلنا پسند نہیں ہوتا۔ اس ضمن میں حضرت نے اپنا دیوبند کی طالبعلمی کا ایک واقعہ سنایا جو کہ ''میراث کا حساب'' کے لئے اپنے اکابر کی تقریظ کا کام دے سکتا ہے۔ اس لئے بندے کی درخواست پر کتاب کے لئے اس کو تحریری طور پر بھی عنایت فرمایا۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالك۔ عام فائدے کے لئے اس کو من وعن یہاں پیش کیا جاتا ہے۔

''تاریخ یاد نہیں۔ یہ غالباً 1944 کی بات ہے۔ ہمارے سالانہ امتحان میں سراجی کا پرچہ حضرت میاں اصغر حسین صاحبؒ نے بنایا تھا اور خود انہوں نے پرچے دیکھے تھے۔ ایک سوال کافی پیچیدہ تھا۔ ایک گنجلک صورت حال میں میراث کی ایک بڑی رقم حسب حصص ذوی الارحام میں تقسیم کرنی تھی۔ میں نے مدرسہ نصرۃ الاسلام زیارت کا کا صاحبؒ میں تھوڑی بہت ریاضی پڑھی تھی اور قواعد مستحضر تھے۔ دو تین سطروں میں ریاضی کے ذریعے مسئلہ حل کر دیا۔ جواب صحیح تھا مگر طریقہ سراجی سے مختلف تھا۔ میاں صاحب نے پورے نمبر دے دیئے۔ نتیجہ شائع ہونے کے بعد مجھے بلایا اور مسکراتے ہوئے فرمایا، میاں میں نے نمبر تو پورے دے دیئے کہ رقم تو نے حسب حصص صحیح تقسیم کی تھی لیکن یہ طریقہ کیا تھا؟ میں نے تفصیل پیش کی تو بہت خوش ہوئے۔ فرمایا میاں ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کریں گے اگر یہ جامع و نافع ثابت ہوا تو کتاب میں لکھ دیں گے۔

حضرت میاں صاحبؒ ان دنوں بہت ضعیف تھے پتہ نہیں صحت نے انہیں یہ طریقہ جانچنے کی فرصت دی یا نہیں بہر حال انہوں نے سراجی کے طریقۂ تقسیم کو بدلنے پر تنکیر نہیں کیا۔''